انا نحن نزلنا الذکر

تذکرہ

حفاظِ پشاور

(فقیر) سید محمد امیر شاہ قادری

عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار پشاور

تذکرہ حفّاظِ پشاور

بپاس خاطر محسنی محمد اقبال صاحب مجددی ایم اے

نمی گویم کہ از عالم جدا باش
بہر جائیکہ باشی با خدا باش

فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی
یکہ توت لکھی در
۱۵ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ
۳۰ دسمبر ۱۹۷۴ء

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری
یکّہ توت پشاور
متوفی ۱۲ رمضان ۱۴۲۵ھ / ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۴ء

ناشر : عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار پشاور

مطبوعہ : نقوش پریس، اردو بازار لاہور

تعداد : ایک ہزار

اشاعتِ اوّل مارچ ۱۹۶۶ء

قیمت چھ روپے

ملنے کا پتہ

مینیجر مکتبہ الحسن کوچہ آقا پیر جان

یکہ توت پشاور

فہرست

حافظ غلام غوث صاحب اور اُن کے شاگردوں کا سلسلہ

تذکرہ حافظ علی احمد صاحب

تذکرہ اُستاذ الحفاظ حافظ عنایت اللہ صاحب

تذکرہ حافظ لال صاحب

تذکرہ حافظ محمد عتیق صاحب

حافظ غلام محمد صاحب

حافظ محمد جمیل صاحب

تذکرہ استاذ القرا حافظ قاری عبد السلام

تذکرہ حافظ محکم دین صاحب

حافظ میر احمد صاحب نابینا

حافظ قاری میاں محمدؐ صاحب

حافظ میاں کلّو صاحب

تذکرہ حافظ عبدالجلیل ولد گل محمد صاحب

ارباب حافظ غزن صاحب

حافظ مولینا عبداللہ صاحب

حافظ سلطان صاحب

حافظ مولوی محمد سعید صاحب

حافظ غلام قادر اور حافظ غلام سرور صاحب

حافظ غلام رسول صاحب

اُستاد الحفّاظ حافظ محمد بخش صاحب

حافظ احمد گل

حافظ میاں خان محمد صاحب

حافظ شاہ جی صاحب

حافظ محمد یعقوب صاحب

مولانا مولوی حافظ شبیر احمد صاحب

میاں حافظ عبدالمالک صاحب

حافظ سید محمد صاحب

حافظ مسجدی صاحب

حافظ محمد صادق صاحب نوشاہی

حافظ میر احمد صاحب صدیقی

حافظ فضل قادر صاحب چشتی

حافظ شہباز صاحب

معنون

یہ فقیر اپنی اس کوشش کو ان حفاظِ
کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین
کے نام معنون کرتا ہے جنھوں نے بغیر کسی
طمع، لالچ اور ریا کے صرف رضائے الٰہی
کے لئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو قرآنِ پاک حفظ کروایا۔

سگِ درگاہ عالیہ قادریہ سیّد حسن صاحب
(فقیر) محمد امیر قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
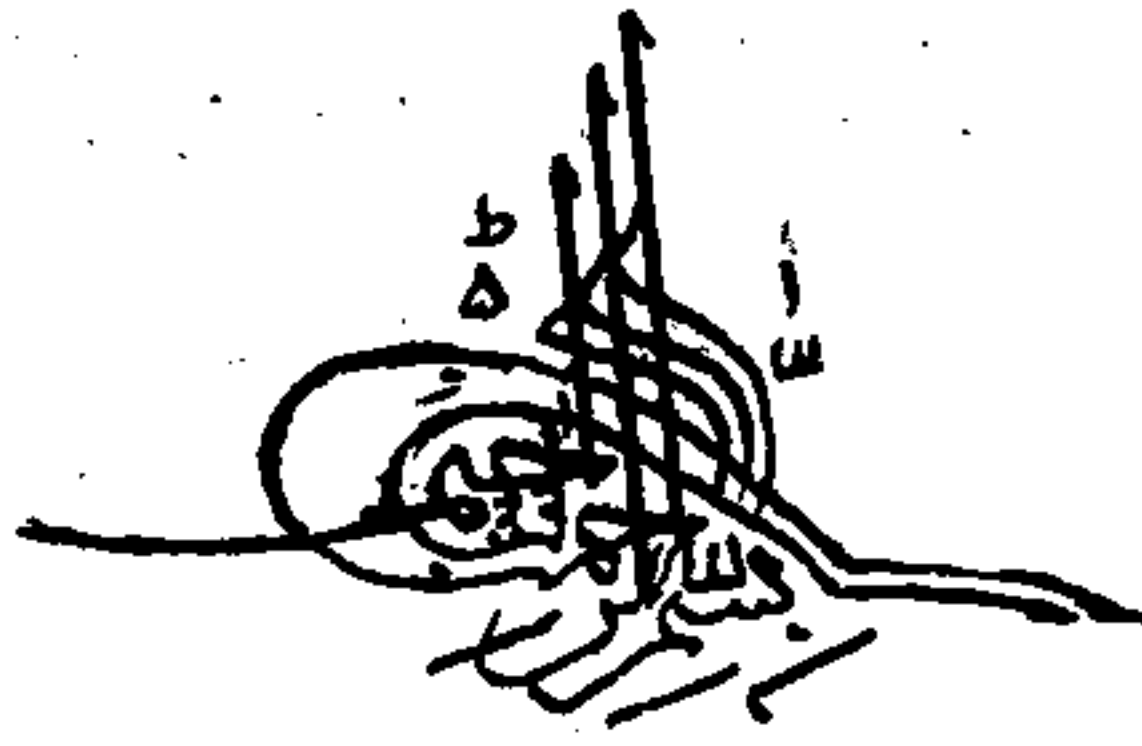
دیباچہ

ہم کتنے ہی آگے بڑھ جائیں ماضی سے وابستگی کو یکسر توڑ دینا ہمارے بس کی بات نہیں اِس لئے کہ یہ ایک فطری چیز ہے۔ ماضی ہمارا ایک قیمتی ورثہ ہے۔ ایک محفوظ خزانہ ہے جو ذہنی افلاس کے ہنگام میں سہارا دیتا ہے ہمارے کام آتا ہے ہمیں دیوالیہ پن سے بچاتا ہے۔

افراط تفریط دونوں کسی طرح بھی مستحسن نہیں، دونوں جذباتی تلملاہٹ کا نتیجہ ہیں جنھیں سوجھ بوجھ سے کوئی علاقہ نہیں رہا۔ "خیر الامور اوسطہا" کے مصداق ہمیشہ وہ درمیانی راستہ ہی بہتر ہوتا ہے جو سوچ سمجھ کر اختیار کیا جائے جس میں جذباتی ہیجان تعصب اور انتہا پسندانہ عجلت کو دخل نہ ہو۔

روایت سے بغاوت آج کی دنیا کا مرغوب نعرہ ہے۔ اس کے نتائج و عواقب پر غور کیا جائے تو وہی افراط تفریط وہی جذباتی پن اس میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری اکثر روایات ایسی ہیں کہ جن کی بنیاد اوہام غلط قسم کی عقیدہ پرستی اور مذموم رسم و رواج پر قائم ہے۔ انہی مسموم روایات نے ہمارے معاشرے کو داغدار بنا

رکھا ہے ہمارے ذہن و فکر کو مفلوج بنا دیا ہے اور ہماری قوتوں کو شل کر دیا ہے اور طرہ یہ ہے کہ مذہب کے نام پر ان غیر اسلامی شعائر کو رواج دے کر مذہب کے مقدس نام اور اس کی تعلیم کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ مذہب اور تعلیمات مذہب سے حقیقتاً ان کا دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔

تاہم ماضی کی انہی روایات کے راکھ کے ڈھیر میں کچھ ایسی صالح اور زندہ روایات بھی موجود ہیں جن کی اگرچہ اس ملبے میں اس وقت پہچان مشکل ہو رہی ہے۔ درحقیقت وہ ہمارے پیے داغ ماضی کی آبرو ہیں اور انسانی زندگی کے اس دور کی نشاندہی کرتی ہیں جو انسان کی فلاح و بہبود اور بہتری کا نقیب اور اعلیٰ انسانی اقدار کا نمائندہ دور تھا۔

بُنیادی طور پر ہر مذہب انسانی معاشرہ کی تعمیر اور اخلاقی قدروں کے تحفظ کی تعلیم کا مشن لے کر آیا۔ لیکن خود غرض طبقے کی بے راہ روی نے بُنیادی تعلیم کو مسخ کر کے کچھ اس طرح اس کا حُلیہ بگاڑا کہ آج ان کی پہچان دُشوار نظر آتی ہے۔ اسلام نسبتاً زیادہ ترقی یافتہ مذہب ہونے کے باعث دوسرے تمام مذاہب میں ممتاز ہے۔ اس کی تعلیمات بھی اعلیٰ و ارفع ہیں، اور اس کے اصول بھی زندہ و پائندہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ دوسرے مذاہب کی طرح دینِ اسلام کے بدخواہوں نے بھی اپنی اغراض کے پیشِ نظر اس کی تعلیمات کو مسخ کرنے کی کوشش

کی اور کسی حد تک اس میں کامیاب ہوئے۔ لیکن یہ امر خاصہ اطمینان بخش ہے کہ آج تک قرآن حکیم میں تحریف و ترمیم کی کسی کو جرأت نہ ہو سکی اور اس کا باعث کتاب مبین کی اپنی معجزانہ صلاحیت کے علاوہ وہ حفاظ کرام بھی ہیں جو گذشتہ تیرہ سو برس سے اس خزینے کو سینہ بسینہ محفوظ کرتے چلے آئے ہیں۔

انسان فطرتاً الہام پسند اور الہام پرست واقع ہوا ہے، وہ غیر مرئی اشیاء و عوارض پر یقین رکھتا ہے اور مافوق الفطرت عوامل میں نہ صرف دلچسپی لیتا ہے بلکہ انھیں تسلیم کر لینے سے اسے ایک روحانی سکون اور طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ اس روحانی سکون و اطمینان کے پہلو سے نجات کا نورانی مجسّمہ پیدا ہوتا ہے اور نجات کا تصور ہی مذاہبِ عالم کی مشترکہ قدر ہے حصول نجات کے لئے ہر مذہب نے الگ الگ راستہ اختیار کیا ہے۔ تاہم یہ سب راستے ایک ہی منزل کی نشاندہی کرتے ہیں اور وہیں جا کر ختم بھی ہوتے ہیں۔

ہماری الہامی اور آسمانی کتب کی تعداد متفقہ طور پر چار سمجھی جاتی ہے۔ (صُحفِ مطہرہ اس کے علاوہ ہیں) قرآن حکیم ان چاروں کتابوں کے آخر میں نازل ہوا اپنی ماسبق کتب کا ناسخ ٹھہرا اور اپنی جملہ خصوصیات و مخصوص محاسنِ ادبی و جمالی کے پیشِ نظر دوسری کتب آسمانی میں نمایاں طور پر سبقت لے گیا۔ اس کے تفوق کی ایک بیّن دلیل یہ ہے کہ عرب کے بڑے بڑے فصحا و بلغاء سے قرآن کریم کے اس

چیلنج کا جواب نہ بن پڑا۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ

قرآنِ پاک کے اِس دعویٰ کی اہمیت و عظمت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم عرب کی ادبی تاریخ میں سبعۂ معلقہ کی نمائش کا حال پڑھتے ہیں اور جس وقت ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ کوثر کے نزول کے بعد دیوارِ کعبہ پر لٹکے ہوئے عربی ادب کے نادر شاہکار بھی ہیچ نظر آنے لگتے ہیں۔ یہ تاریخی دستاویز اس مقدس کتاب کی دانش و حکمت کا ایسا زندہ ثبوت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ (ہے کوئی جو اس جیسا ایک سورۃ ہی لے آئے) یہ دعویٰ قرآنِ پاک سے قبل کسی آسمانی کتاب نے نہیں کیا۔ قرآنِ حکیم نہ صرف فصاحت و بلاغت کا ایک بہترین مرقع ہے بلکہ ایک مکمل نظامِ حیات اور ضابطۂ اخلاق بھی ہے۔

"لا رطب ولا یابس فی کتاب مبین"

(کوئی خشک و تر نہیں جو اس کتابِ مبین میں موجود نہ ہو)

کے مطابق یہ مقدس صحیفہ کل نسلِ انسان کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔ ایقان و عزم اٹل ہو تو ہمارا موجودہ معاشرہ اس کتابِ مستطاب سے اکتسابِ فیض کر سکتا ہے۔ قرآن مجید دانش و حکمت کی عظیم دستاویز ہے اِس کا تحفظ ہر مسلمان کا مقصدِ ایمانی ہے۔ وہ افراد جن کے سینے اس دولت کے گنجینے ہیں انھیں قابلِ قدر حضرات حفاظ کی وجہ سے اسلام

کے پیرو آج بہانگِ دہل یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ بانیٔ اسلام علیہ السلام کی یہ قیمتی امانت، یہ قیمتی ورثہ یہ لازوال نشانی اپنے یوم نزول سے آج تک بغیر کسی ترمیم و تحریف کے محفوظ و مصوّن ہے اور انشاء اللہ ابد تک بغیر کسی حک و اضافہ کے اسی طرح محفوظ رہے گی۔

گرامی منزلت مولانا سید امیر شاہ صاحب کی ذاتِ والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ سادات کرام کے جس مقدس خاندان سے آپ کو نسبت ہے ان کی شہرت و عظمت کے ہندو پاک کے علاوہ بیرون ملک میں بھی ڈنکے بج چکے ہیں اور آج بھی پیر شاہ محمد غوث رح اور پیر سید حسن شاہ علیہ الرحمۃ کی مقدّس خانقاہیں مرجع خواص و عوام ہیں خود آغا صاحب موصوف سیاسی اور عوامی اور دینی خدمات میں ابتداء ہی سے بے ریائی کا مظہر رہے ہیں، اور آپ کو سابق صوبہ سرحد کے سیاسی اور دینی رہنماؤں اور بے بدل علمائے دین حضرتا مولانا حاجی صاحب ترنگ زئی مرحوم اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی مرحوم سے کسبِ فیض کا موقع بھی ملا اور ان کی رفاقت کا شرف بھی حاصل رہا۔ اِس لئے آپ علمائے عظام کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے نازک سے نازک موقع پر بھی کسی قسم کی آزمائش میں پڑنے سے دریغ نہیں کیا۔

مولانائے موصوف علم و عقل کے اعتبار سے بھی اپنی نظیر نہیں

رکھتے۔ سالہا سال سے آپ نے درسِ قرآن و حدیث اور تفسیر کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس سے قرب و جوار کے سینکڑوں تشنگانِ علم فیضیاب ہوتے رہتے ہیں

مولانائے موصوف کی علمی بصیرت نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی، بلکہ اُنھوں نے ایک عرصے سے پشاور کے دینی طبقے کو بیرونی دنیا سے روشناس کرانے کا بھی بیڑا اٹھا رکھا ہے جو قابلِ تحسین و آفرین ہے ان کی گرانقدر تالیف "مشائخ سرحد" ان کی بلند ہمتی کا زندہ ثبوت ہے، جو پہلے سال شائع ہو کر علمی حلقوں سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ اور اب اُنھوں نے یہاں کے حفّاظ کرام کا تذکرہ لکھ کر وقت کی ایک نہایت اہم ضرورت کو پُورا کیا ہے اور ابھی یہ زرّیں سلسلہ ختم نہیں ہوا آپ دینیات پشاور کے متعلق مزید بہت کچھ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ابھی بے شمار گوشے ایسے ہیں جن کی نقاب کشائی کی اشد ضرورت ہے۔ اس سے ایک تو ہمارے صالحینِ سلف کے کارنامے ضبطِ تحریر میں آکر محفوظ ہو جائیں گے۔ دوسرا ہماری نئی پود کے لیے یہ جادۂ مستقیم مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔

اٹک کے اس پار کا سارا خطّہ بالعموم اور وادیٔ پشاور بالخصوص اپنی مخصوص روایات و اقدار کی بنا پر برصغیر پاک و ہند میں ایک نمایاں حیثیّت رکھتا ہے اس سرزمین نے جہاں اعلیٰ پایہ کے شعراء، ادباء، سورما، اولیائے کرام، سیاسی رہنما اور جنگِ آزادی میں کام آنے

والے محب وطن سپاہی پیدا کیے ہیں وہاں علمائے دین اور حفاظِ قرآن مبین کو بھی جنم دینے کا فخر حاصل کیا۔ وادیِ پشاور کا موجودہ تذکرہ اس امر کا شاہد ہے کہ یہاں جو حفاظ اور قراء پیدا ہوئے وہ کسی طرح بھی ملک کے دوسرے خطوں سے کم نہیں بلکہ تاریخی حقائق سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ افغان علما ہی نے برِ عظیم ہند و پاک کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔

عہدِ قدیم میں ملتان شہرِ افغانوں کا گڑھ کہلاتا تھا۔ افغانوں کے قافلے جو ڈیرہ اسماعیل خاں کے راستے پنجاب میں وارد ہوتے وہ ملتان ہی میں بسیرا کر لیتے تھے یہاں تک کہ افغان ملتان کو ہندوستان کہتے ہوئے عرصہ دراز تک ہند کے نام سے پکارتے رہے۔

محمود غزنوی کے حملے سے پہلے بھی ملتان میں افغانوں کا خاصا عمل دخل رہا۔ چنانچہ غزنوی فوج حملے سے ان کا تصادم تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔

مذہبی جذبہ افغانوں کی زندگی کا لازمہ رہا ہے۔ ملتان میں جب انھیں قدم جمانے کا موقع ملا تو انھوں نے کثیر تعداد میں افغان علماء بلوا کر یہاں تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ پنجاب میں اسلام کی شمع روشن کرنے کے لیے یہ اولیں کوشش تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ملتان صوفیائے کرام اور علمائے عظام کے مقبروں کی بہتات کے باعث عوام کا ملجا و ماوی بنا ہوا ہے اور یہ بھی تسلیم شدہ امر ہے کہ ان میں زیادہ تر مزار افغان نژاد

علماء ہی کے ہیں۔

افغانوں کے اسی مذہبی تبلیغ کے جذبہ نے جب لودھیوں کے عہد میں سر اٹھایا تو اس ملتان شہر سے افغان علماء کو خاصی تعداد میں تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان بھیجا گیا۔ یہ علماء جونپور اور گجرات میں بسائے گئے۔ جہاں بھاری تعداد میں ان کے افغان متقلد بھی بس گئے۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ وہاں دینی مدرسوں کی تعداد میں سو سے زائد تھی جن کے سربراہ افغان علماء تھے اور جن کے لئے لودھیوں نے جاگیریں وقف کر دی تھیں۔

اس تصریح کا مقصد یہ ہے کہ اس خطّے کے لوگوں کو نہ صرف عسکری اور علمی اور ادبی خدمات ہی میں رہنمایانہ حیثیت حاصل ہے بلکہ مذہبی اور دینی تبلیغ و اشاعت میں بھی یہی لوگ ہی پیش پیش رہے۔ اور بعض مؤرّخین کا یہ خیال قطعی درست نہیں کہ افغانیوں میں اسلام ایرانیوں کے توسط سے آیا۔ اس میں شک نہیں کہ ایران حضرت عمرؓ کے عہد میں مشرف با اسلام ہو چکا تھا۔ لیکن افغانستان کو بنی اُمیہ کے دور میں عربوں ہی نے حلقہ بگوش اسلام کیا۔ گویا اس طرح افغانوں کو اسلام کی دولت ایرانیوں کے توسط سے نہیں بلکہ یہ نعمت انھیں براہ راست عربوں نے تفویض کی اور انھوں نے بہادرانہ فطرت کے مطابق اس خزینے کو محض اپنی قوم تک محدود نہ رکھا بلکہ برِّ عظیم کے گوشے گوشے تک پہنچایا یہی وجہ ہے کہ آج بھی مذہبی احکامات و تعلیمات کی جتنی شدّت سے پابندی اس خطّے میں کی جاتی ہے شاید ہی اور کہیں اس کی مثال مل سکے۔

اور اسی طرح مذہبی روایات پر بھی اس خطے کے باشندے پوری سختی سے پابند ہیں اور حفظِ قرآنِ پاک بھی چونکہ مسلمانوں کی ایک مقدس روایت ہے اس لئے یہ صالح روایت بھی یہاں ملک کے دوسرے حصوں کی نسبت زیادہ زندہ و پائندہ نظر آتی ہے اور یہاں جتنے حفاظ کرام پائے جاتے ہیں شاید ہی اس کثیر تعداد میں اور کہیں مل سکیں

یہ کتاب مولانائے موصوف نے خاصی دقت نظر سے مرتب کی ہے حفاظ کرام کے حالات بڑی کدوکاوش سے جمع کئے گئے ہیں اور ان کوائف کے مستند ہونے میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ مولانا کی دیانتِ قلم اس امر کی سب سے بڑی ضمانت ہے

(از جناب) سید میر احمد شاہ (صاحب) فارغ بخاری

۵ر جولائی ۱۹۶۵ء

عرضِ حال

برِصغیر پاک و ہند میں جس طرح دیگر علوم دینیہ کے حصول کو اہمیت حاصل تھی اسی طرح حفظِ قرآنی کے سلسلے کو بھی خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ اولیائے کرام و مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تو حفظِ قرآن کو اپنی زندگی کا جزوِ لاینفک بنا رکھا تھا۔ تزکیۂ نفس کے لئے ان حضرات نے قرآنِ پاک کے ورد کو لازمی اور لابدی قرار دیا۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ اس خطہ میں جہاں کہیں بھی چلے جائیے۔ امیر ہو یا متوسط غریب ہو یا مفلوک الحال، تاجر ہو یا مزدور ہر ایک گھرانہ میں دو ایک حافظ خواہ مخواہ مل جاتے ہیں۔ ایک زمانہ میں دِلّی کا یہ عالم تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ملفوظات میں تحریر فرماتے ہیں

"شبے در جامع مسجد شمار کردہ بودم سی و پنج حافظ تراویح
بجماعت ہمّہ تمام خواندند"

یعنی ایک رات دِلّی کی جامع مسجد میں جماعت کے ساتھ پینتیس ۳۵ حافظ تراویح ادا کر رہے تھے۔

خواجگانِ چشت میں جو ہستیٔ مبارک سب سے پہلے برِصغیر پاک و

ہند میں تشریف لائی وہ حضرت خواجۂ بزرگ عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ آپ نے سمرقند اور بخارا میں قرآنِ مجید حفظ کیا۔[1] آپ کے خلیفہ مجاز حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آخری عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔[2] حضرت شیخ المشائخ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محبوبِ الاولیاء سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید حفظ کرنے کی وصیت فرمائی اور برکت کے لئے آپ کے دہن مبارک میں اپنا لعابِ دہن ڈالا جس کی بدولت آپ کو بہت ہی تھوڑے وقت میں قرآنِ شریف حفظ ہو گیا۔ ان بزرگانِ کرام کے حالات مطالعہ کرنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی خانقاہوں میں باقاعدہ حفظِ قرآن کا اہتمام اور بندوبست کیا جاتا تھا۔ مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی رح حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے قرآن مجید کے ساتھ انہماک کے متعلق تحریر کرتے ہیں[3]

"حضرت نظام المشائخ کی خانقاہ جو جماعت خانہ سے موسوم تھی ان کا سارا ماحول تلاوتِ قرآن سے بھرا ہوا تھا۔ بلکہ کوئی چاہے تو کہہ سکتا ہے کہ ان کا جماعت خانہ دراصل ایک قسم کا مدرسۃ الحفاظ تھا۔"

الغرض اولیائے کرام کا ہی واحد ایسا طبقہ تھا جنھوں نے جہاں دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے ہر قسم کے وسائل کو اختیار کیا

---

[1] مناقب العارفین [2] فوائد الفواد

[3] ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت جلد دوم

وہاں انھوں نے حفظِ کلامُ اللہ کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کی اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ خانقاہوں میں اب تک حفظِ قرآن کا انتظام موجود چلا آرہا ہے۔ اور قرآن مجید یاد کرنے والے طلباء کو ہر قسم کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ اور سچّی بات تو یہ ہے کہ انہی اولیائے کرام کی فیضانِ نظر کا صدقہ ہے کہ آج شمال مغربی علاقہ کے اس دُور دراز حصّہ میں بھی محلّہ محلّہ، قریہ قریہ اور شہر شہر قرآن مجید کے جو حفّاظ نظر پڑتے ہیں وہ ضرور کسی نہ کسی سلسلہ مُبارکہ سے مُنسلک ہیں۔ شمال مغربی سرحدی علاقہ میں پشاور کو ابتدا ہی سے یہ امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے کہ اِس تاریخی شہر میں جہاں بڑے بڑے مشائخ اور جیّد علمائے کرام نے آنکھ کھولی وہیں اجل و اکمل حفّاظ کرام کو جنم دینے کا فیض و شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ جس طرح اس علاقہ کے مشائخ عظام اور علمائے کرام نے طریقت و علم کی بے لوث، بے غرض اور صرف رضائے الٰہی کے لئے خدمت کی اسی طرح یہاں کے حفّاظِ قرآن نے بھی بے لوث، بے غرض اور خالصتہً رضائے الٰہی کے لئے قرآنِ مجید کی حفاظت اور اُسے یاد کروانے میں ذرہ برابر سستی، غفلت اور کوتاہی نہیں کی، مشائخ عظام اور علمائے دین نے جس طرح بغیر کسی امداد کے بے مائیگی اور کس مپرسی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کے دین کی حفاظت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں بعینہٖ قرآن پاک کے حفّاظ کرام بھی فقر

اور صرف اللہ تعالیٰ پر توکّل اور اعتماد کرتے ہوئے خلقِ خدا کو کتاب الٰہی حفظ کرواتے رہیے۔

ذرا تصوّر فرمائیے، وہ کیا ہی عجیب اور رُوح پرور منظر ہوگا کہ ایک صاحب بیٹھے گوشت کا قیمہ بنانے میں مصروف ہیں۔ لیکن زبان آیاتِ قرآنی کا ورد کرتی چلی جا رہی ہے۔ جس سے شاگرد مستفید ہو رہے ہیں۔ دوسرے صاحب بظاہر ریشم کی فروخت کی اُدھیڑ بُن میں اُلجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن ذہن رسا شاگردوں کے اسباق میں متشابہات کی اغلاط اور گتھیوں کو سلجھانے کے لئے ہمہ تن نیا ہے۔ ایک اور مرد بزرگ بیٹھے ٹوپیاں سی رہے ہیں۔ لیکن توجّہ کمال احتیاط کے ساتھ اس امر پر مرکوز ہے کہ شاگرد کو ایک آیتِ قرآنی کے بعد دوسری کونسی آیت علی الترتیب پڑھنی ہے۔ ایک صاحب سر جھکائے زیور گھڑنے کی باریکیوں میں گم دکھائی دیتے ہیں لیکن سونے چاندی کے زیورات کی بجائے ان کی چشمِ باطن کے سامنے پورا قرآن مجید کھلی کتاب کی صورت میں پڑا ہے۔ ایک صاحب کھیر کی دُکان جمائے شائقین کے جھرمٹ میں گھرے ہوئے ہیں لیکن اُسی حلقہ میں اُن کے شاگرد بھی شامل ہیں جو بآوازِ بلند قرآن شریف حفظ کر رہے ہیں۔ ایک صاحب جفت سازی میں اُستادِ فن نظر آتے ہیں لیکن دُکان میں حفظِ قرآن کے شاگردوں کا انبوہِ کثیر اس امر کا ثبوت ہے کہ کلامِ پاک کے ایک کامل اور جیّد حافظ کی حیثیت سے اُن کی

اُستادی کا لوہا زیادہ مانا جاتا ہے۔ غرض پشاور کے تمام حفّاظ کرام اپنے اپنے مخصوص پیشوں میں مصروف رہنے کے باوجود سُنّت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر عمل کرتے ہوئے اپنے اِس فیض کو بھی عام کرنے میں برابر لگے رہے، جو کتابِ آسمانی کی صورت میں ان کے سینوں میں محفوظ تھی۔

پشاور کے حفّاظ نے صرف پشاور یا سرحد کے رہنے والوں کی ہی حفظِ قرآن کے سلسلہ میں بے لوث خدمت نہیں کی بلکہ پنجاب کوئٹہ اور بنگال تک کے مسلمانوں کو اس فیض سے سیراب کیا۔

افسوس ہے کہ جس طرح یہاں کے مشائخ اور علماء کی زندگیوں سے پاکستان کے لوگ بے خبر ہیں، اُسی طرح یہاں کے اجل واکمل حفّاظ کے اسماء تک سے لوگ ناواقف ہیں۔

"تذکرۂ علماء ومشائخِ سرحد" جلد اوّل کی اشاعت کے بعد (جو کہ صرف پشاور شہر کے علماء ومشائخ کے حالات پر مشتمل تھی) یہ "تذکرہ حفاظِ قرآن مجید" قارئین کے پیشِ نظر ہے۔ اس تذکرہ میں کوشش کی گئی ہے کہ پشاور شہر کے ان گمنام حفّاظ کی مساعیٔ جمیلہ کی ایک جھلک جنھوں نے تمام عمر پس پردہ رہ کر، کسی نام ونمود کی خواہش کے بغیر بے مزد، دین اسلام کی خدمت سرانجام دی، پیش کردی جائیں۔ تاکہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کی زندگی کے اس پہلو کے تذکرہ سے سبق حاصل کریں اور ان کی پیروی کرتے ہوئے

اسس دور میں جبکہ ہر قسم کے مادی وسائل بھی میسّر ہیں۔ قرآن کریم کے درس قائم کریں تاکہ پشاور کی حفظ کلام اللہ کے بارے میں امتیازی حیثیت برقرار رہے۔

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری
یکہ توت پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

سرزمینِ ہند و پاکستان کے ہر خطّہ میں دانشورانِ شریعت اور عارفانِ طریقت اپنے اپنے مخصوص اندازِ فکر اور مکتبِ خیال کی روشنی میں قوم کی تعلیم و تربیت اور تطہیر و تقدیس کے فرائض ہر دور میں سر انجام دیتے رہے ہیں۔ ان کی پاکیزہ مساعی کی بدولت ہزارہا تشنگانِ حکمت و معرفت اپنی پیاس بجھا کر دوسروں کے لئے وجہ سکون و طمانیت بنتے رہے ہیں۔ لیکن زمانے کی ستم ظریفی نے ان کی یاد کے دُھندلے نقوش کافی عرصہ تک ایک مخصوص طبقہ کے دل و دماغ تک محدود رکھے۔ عوام تک ان مجاہدین شریعت و طریقت کے کارنامے نہ پہنچ سکے۔ قیامِ پاکستان کے بعد فکر و نظر کو آزادی کی فضا میں پرواز چڑھنے کا موقع ملا۔ دردمند حضرات نے بزرگانِ سلف کے ایمان افروز کارناموں کی یاد بتدریج دلوں سے محو ہوتی دیکھی۔ متاعِ کارواں کو لٹتے دیکھ کر اُن کے دل و دماغ میں احساس کی چنگاری بھڑکی۔ اُنھوں نے قلم و قرطاس کی مدد سے

اُن مِٹتے نقوش کو لازوال جِلا بخش دی۔ صوفیائے سندھ، صوفیائے پنجاب، اولیائے لاہور، علمائے کاندھلہ اور علمائے ہند وغیرہ کتابیں اسی پاکیزہ جذبے کے تحت لکھی گئیں۔

پاکستان کا شمالی مغربی سرحدی خطّہ ان صاحبانِ لوح و قلم کے فکر و نظر کا مرکز نہ بن سکا۔ حالانکہ یہ علاقہ اپنی امتیازی خصوصیات اور مجاہدانہ روایات کی وجہ سے نمایاں حیثیت کا مالک ہے یہی وُہ سرزمین ہے۔ جس نے ہند و پاکستان کی تاریخ مرتّب کرنے میں انقلابی کردار ادا کیا ہے۔ اس کا محلِ وقوُع وُسعت اور مرکزیّت کے اعتبار سے اقوامِ عالم کی نظر میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی خطّہ کسی زمانے میں حکمت و معرفت کا درخشاں مینار تھا۔ جس کی ضیا باری سے نہ صرف ہند و پاکستان بلکہ بلخ و بخارا، افغانستان اور ایران تک منوّر تھا۔ ممکن ہے اِس خطّہ کی دُور افتادگی اور چٹیل و سنگلاخ پہاڑوں کا مُہیب تصوّر اس راہ میں رُکاوٹ کا سبب بنا ہو یا شاید دوسرے خطوں کے ساتھ گہری وابستگی اور ذرائع تحقیقات کی سہولت نے ان حضرات کو سرحد کی پُرخار وادی میں اشہبِ تحقیق دوڑانے سے باز رکھا ہو۔ بہرنوع وجہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اس کا ایک فائدہ ضرور ہُوا اور وہ یہ کہ سرحد کے صاحبانِ شریعت و طریقت کی داستانِ حیات کو ضبطِ تحریر میں لانے کا شرف سرحد ہی کے معزّز ترین

خاندانِ سادات کے فرزندِ جلیل مولانا سید محمد امیر شاہ قادری کو نصیب ہوا۔ موصوف کا خاندان علم و حکمت کی رفعت اور معرفت وطریقت کی عظمت کی بدولت پچھلے کئی سو سال سے نہ صرف علاقہ سرحد میں بلکہ کشمیر سابق پنجاب اور سندھ وغیرہ میں مرجع خاص وعام رہا ہے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ (پشاوری) اور ان کے فرزندِ ارجمند حضرت سید شاہ محمد غوث صاحبؒ (لاہوری) خاص طور پر شریعت اور طریقت دونوں میں عظیم اور رفیع شان کے مالک تھے۔ یہ ہے مؤلف موصوف کے فکر و نظر کا ذہنی اور رُوحانی پسِ منظر جس نے اس اہم اور مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ کو آمادہ اور مستعد کیا۔ مولانائے موصوف نے برسوں کی محنتِ شاقہ کے بعد بزرگانِ سرحد کے واقعات چار جلدوں میں مُرتّب کئے ہیں اس سلسلہ کی پہلی کڑی "تذکرہ مشائخ و علماءِ سرحد" ہے۔ جو علمی حلقوں میں بے حد مقبول ہو چکی ہے۔ اباسین آرٹ سوسائٹی پشاور کے انعامی مقابلے میں اس کو اولیت کی سند بھی مل چکی ہے۔ ان کی دوسری کتاب تذکرہ حفاظ ہے جس میں وادیٔ پشاور کے اکثر حفاظ کے حالاتِ زندگی درج ہیں۔

تاریخ نویسی کا فن موجودہ دور میں سائنس کا رُوپ دھار چکا ہے۔ جس طرح سائنس کے تجربات میں معمولی سی لغزش یا کوتاہی

دور رس نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ اس فن کے اصول وضوابط
سے سہواً انحراف بھی تاریخ کی شکل وصورت کو مسخ کرکے رکھ دیتا ہے
تاریخ ہو یا سوانح، تذکرہ ہو یا خاکہ مستند اسی وقت کہلایا جاسکتا
ہے جبکہ وہ قوم یا فرد کے کردار کی ہو بہو تصویر ہو۔ جذبات یا عقیدت
کے رنگ کا غازہ اُس کے چہرہ پر نہ ہو۔ شخصیت کے کردار کا
نفسیاتی پہلو اور خارجی طرزِ عمل کا ہم آہنگ ارتباط ہو۔ واقعات
نتیجہ خیز ہوں اور ان کی ترتیب میں تدریجی ارتقاء کے اصول کو
ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔ جہاں تک سلاطینِ مشاہیر کا تعلق ہے اُن
کے حالاتِ زندگی کو ضبطِ تحریر میں لانا مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ
بڑے لوگوں کے حالاتِ زندگی معلوم کرنے کے بیسیوں ذرائع
نکل آتے ہیں۔ لیکن وادیٔ پشاور کے حفّاظ کے سوانحی خاکوں کو
ایک تذکرہ کی شکل میں مرتّب کرنا یقیناً ایک اچھوتا خیال ہے
اور مشکل بھی۔ اچھوتا اس لئے کہ شمال مغربی پاکستان میں غالباً
یہ تالیف اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد ہے اور مشکل اس لئے
کہ شاید ہی کسی مصنّف نے چند مشہور و معروف حفّاظ کے سوا
اجتماعی طور پر اُن کے حالاتِ زندگی کو صفحۂ قرطاس کی زینت بنانے
کی سعی کی ہو۔ فاضل مؤلّف کی یہ کوشش یقیناً طلباء علوم قرآنی
کے لئے دلچسپی کا باعث بھی ہوگی اور وجہ مسرّت بھی۔ دلچسپی کا
باعث اِس لئے کہ انھیں مطالعہ کا ایک عنوان مل جائے گا اور

باعثِ مسرت اس لئے کہ تفتیش و تحقیق کا ایک نیا زاویہ معرضِ وجود میں آجائے گا۔

"تذکرہ حفاظ" کی تالیف و ترتیب کے سلسلہ میں حفاظ کے حالاتِ زندگی معلوم کرنے کے لئے موصوف نے ان کے قریبی رشتہ داروں کی طرف رجوع کیا۔ شاگردوں سے حالات و واقعات کا کھوج لگایا۔ ان کی صحت اور عدم صحت کی تصدیق دوسرے حفاظ اور علاقہ کے سن رسیدہ بزرگوں سے کی۔ جہاں کسی کے واقعات قلمی بیاضوں سے مل سکے۔ انھیں بھی عقل و شہادت کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد قبول کیا گیا۔ بہر کیف ان مراحل سے گزرنے کے بعد "تذکرہ حفاظ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔ اس میں مؤلف موصوف نے حتی الامکان حفاظ کے خاندان، اولاد، شاگرد، پیشہ، عقائد، عادات واطوار تعلیم و تربیت اور حفظ قرآن کے درس و تدریس کا ذکر وضاحت سے کیا ہے۔ حفاظ کے حالاتِ زندگی نہایت مختصر ہیں، جو سوانح کے معیار پر پورا نہیں اترتے۔ بہر کیف سوانحی تذکروں کے لوازمات سے عہدہ برآ ہونے کی ایک پُر خلوص سعی کی گئی ہے اسے وادیٔ پشاور کے حفاظ کی مکمل تاریخ نہ سمجھنا چاہیئے۔ یہ محض ابتداء ہے۔ ممکن ہے اس فن میں دلچسپی رکھنے والے محققین اس سوانحی تذکرہ میں مزید تحقیق و تجسس اور جامعیت کا رنگ

بھرنے کی کوشش کریں۔

حفظِ قرآن بذاتِ خود ایسا فن ہے۔ جس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ حفظِ قرآن کی ابتدا۔ جمع قرآن، قرآن خوانی کا تدریجی ارتقاء۔ اور تحفظِ قرآن وغیرہ ایسے مسائل ہیں جن کے متعلق علوم قرآنی کے طالب علم کی معلومات کا ذخیرہ انتہائی وسیع اور ثقہ ہونا چاہیئے۔ فاضل مؤلف نے "تذکرہ کی ابتدا۔ ایک پُرمغز مقالہ سے کی ہے۔ جس میں مذکورہ بالا عنوانات کا تجزیہ تحقیقاتی رنگ میں کیا گیا ہے۔ آپ نے اس مقالہ میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابتِ وحی کا باقاعدہ نظام تھا۔ حفظِ قرآن کے کئی تنظیمی ادارے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں قرآنِ پاک یاد کرنے کا ذوق و شوق جنوں کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ قرآنِ پاک کو نہ صرف باعثِ خیر و برکت سمجھ کر پڑھا جاتا بلکہ پاکیزہ اور عظیم زندگی بسر کرنے کے لئے ضابطہٗ حیات کے طور پر حفظ کیا جاتا۔ فاضل مؤلف نے متعدد آیاتِ کریمہ اور صحاح ستہ کی مستند احادیث کی مدد سے قرآنِ کریم کی کتابت، قرأت، حفظ اور جمع و ترتیب کے مسائل نہایت شرح و بسط کے ساتھ سادہ اور عام فہم زبان میں لکھ دیئے ہیں۔ امید ہے علومِ قرآنی کے طلباء اس محققانہ مقالہ سے کما حقہٗ مستفید ہونگے۔

فاضل مؤلف نے تذکرۂ حفاظ لکھ کر نہ صرف حفاظ کی شخصیت کو تاریخی طور پر زمانے کی دستبرد سے محفوظ کر لیا ہے۔ بلکہ یہ تذکرہ عامۃ المسلمین کو بالعموم اور علماء کرام و مشائخ عظام کو بالخصوص اس امر کی یاد دلاتا رہے گا کہ حفظِ قرآن کا فریضہ نہ صرف منشائے ایزدی کے عین مطابق ہے بلکہ پیارے رسُول کی مقدس امانت بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون ؁ یعنی بالتحقیق ہم نے ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ گویا حفظِ قرآن کا اہتمام کرنے والا منشائے خداوندی کو پورا کر کے اُس کے بے پایاں لطف و کرم کا مستحق ہوگا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ پاک کے علوم سیکھنے اور سکھانے والوں اور حفظِ قرآن میں دلچسپی لینے والوں کی فضیلت اور برتری کے بارے میں یُوں فرمایا ہے۔ اِنّ افضلکم مَن تعلم القرآن او علّمہٗ (بخاری شریف) یعنی تم میں بزرگ ترین ہے۔ وہ شخص جس نے خود قرآن یاد کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا بخاری شریف کی ایک دوسری حدیث ہے فرماتے ہیں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم مَن تعلّم القرآن وعلّمہٗ۔ یعنی بہتر شخص تم میں وُہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ گویا علومِ قرآن کی تعلیم و تدریس اور حفظِ قرآن کا اہتمام و انصرام۔ اللہ اور اُس کے رسول کے نزدیک

بہت بڑی فضیلت، عظمت اور شرف کا درجہ رکھتا ہے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنِ حکیم کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(از جناب) مشتاق احمد (صاحب) صدیقی
ایم۔ اے
پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
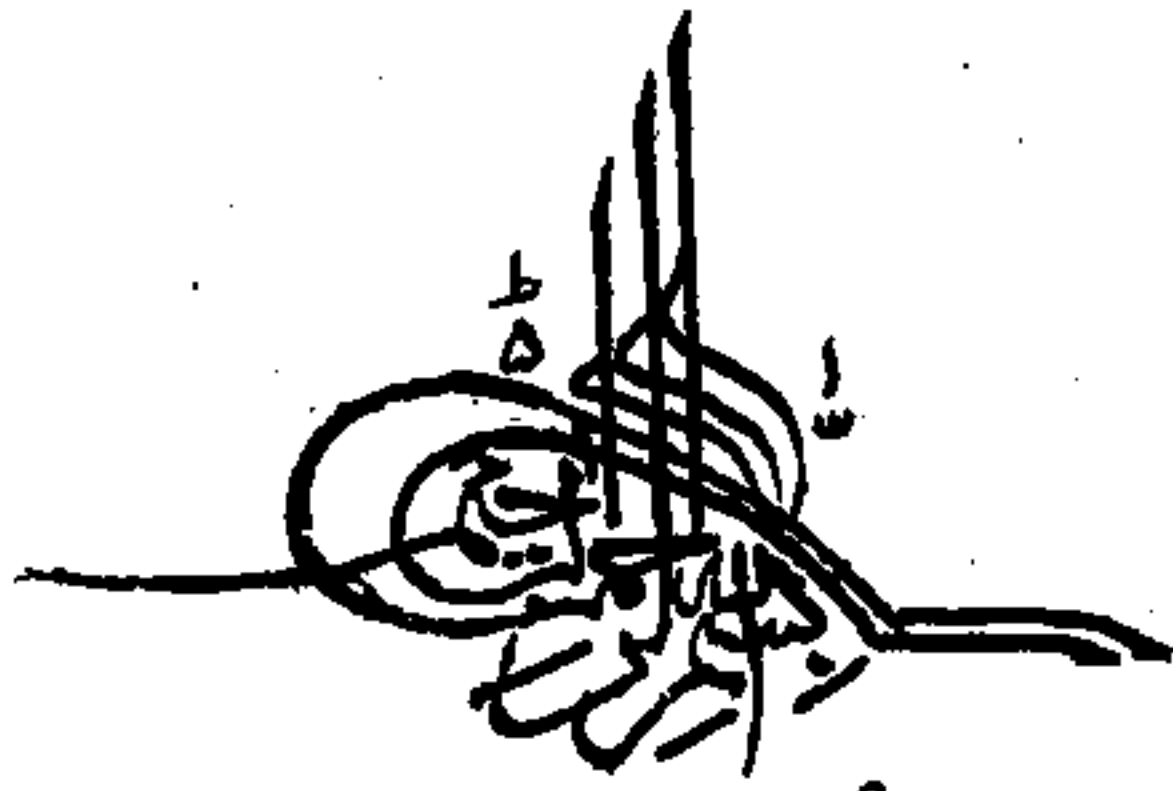
مُقدّمہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم عربی زبان میں حضورِ اکرم سیدالکونین خاتم النبیّین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر تیئیس برس میں بواسطہ جبرئیل امین نازل فرمایا۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	اور بے شک یہ قرآن ربّ العلمین کا
نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝	اُتارا ہُوا ہے۔ اسے رُوح الامین لے کر
عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ	اُترا۔ تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ
الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ	روشن عربی زبان میں۔
عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝	(سورہ الشعراء ۱۹۲/۱۶ تا ۱۹۵)

یہ وہ برکت اور عظمت والی کتاب ہے جو باطل کی چیرہ دستیوں سے بالاتر ہے، جس میں کوئی طاقت و قوت بھی کسی قسم کا ذرہ برابر دخل نہیں دے سکتی، اور شیطانی طاقتیں نہ تو اس میں ترمیم و تنسیخ کر سکتی ہیں اور نہ ہی آگے پیچھے کر سکتی ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝	اور بے شک وہ عزت والی کتاب
لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ	ہے۔ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں

يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ط	نہ اُس کے آگے سے نہ اُس کے پیچھے
تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ه	سے، اُتارا ہوا ہے، حکمت والے
	سب خوبیوں سراہے کا۔

(سورۂ حٰم سجدہ ع ۵ ، ۴۱ تا ۴۲)

اور اگر کسی کے ذہن میں شک پیدا ہو جائے یا شبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کہ کلام الٰہی میں کسی غیر الٰہی قوت کا بھی کچھ دخل ہے تو اُس کو نہایت ہی واضح اور زوردار طریقہ پر رد فرما دیا ہے۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ	اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہیں اُترے
وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا	اور وُہ اس قابل نہیں اور نہ وُہ ایسا
يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ اِنَّهُمْ	کر سکتے ہیں۔ وُہ تو سُننے کی جگہ سے
عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ	دُور کر دیئے گئے ہیں۔

(سورۃ الشعراء ع ۱۱ ، ۲۱۰ تا ۲۱۲)

قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے میں اس کی بلاغت، اس کے حسن نظم و ترتیب میں، اس کے علوم غیبیہ اور معارف الٰہیہ میں اگر کسی قسم کا شک و شبہ ہو تو اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے تمام قسم کی طاقتوں کو چیلنج کیا کہ آؤ جمع ہو جاؤ، اور ہر قسم کی قوتوں کو مجتمع کر لو تم قرآن حکیم جیسی کتاب نہیں بنا سکتے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ	تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس
وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا	پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی
بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا

لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ — سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے
كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ — کا مددگار ہو۔
ظَهِيْرًا ۝ — (سورۂ بنی اسرائیل ۸۸ ع ۱۰)

چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتابِ مبین کو خود نازل فرمایا لہٰذا اس کتابِ ہدایت کی ہر قسم کی حفاظت کی پوری پوری ذمہ داری بھی خود قبول کی

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ — بے شک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ — اور بے شک ہم خود اس کے
نگہبان ہیں۔ (سورۃ الحجر ۹ ع ۱)

بلکہ معلمِ حقیقی نے اس بات کا ذمہ اُٹھایا کہ وہ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بذاتِ خود قرآنِ پاک کی تعلیم دیں گے اور انھیں ایسی قوت عطا فرما دیں گے کہ وہ کلامِ پاک کو یاد کریں اور اس کے فیوض و برکات سے اقوامِ دُنیا کو مستفید ہونے کا موقع بخشیں۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ — تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے
لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَيْنَا — ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔
جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ — بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا
فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ — ہمارے ذمہ ہے۔ تو جب ہم اسے
قُرْاٰنَهٗ ۝ — پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے
ہوئے کی اتباع کرو۔

(سورۃ القیٰمۃ: ۱۶ تا ۱۸ ع ۱)

اور یہاں تک بشارت دی کہ محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ حفظِ قرآن کی نعمت بغیر کسی کوشش و محنت کے نصیب ہوئی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا معجزہ ہے کہ اتنی بڑی کتابِ عظیم بغیر محنت و مشقت اور بغیر تکرار کے آپ کو یاد ہو گئی اور آپ اس کو فراموش بھی نہ کریں گے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ ۝ — اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔

(سورۃ الاعلیٰ ۶ ع ۱)

یہ قرآنِ حکیم خداوندِ بزرگ و برتر کے مقدس ترین اور اعلیٰ ترین صحیفوں میں سے ہے جو بزرگ اور نیک کاتبوں کے ہاتھوں سے لکھا ہوا ہے۔

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ — یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ — اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ عزت

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ — والے ہیں، بلندی والے، پاکی والے

مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ — ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو

بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ — کرم والے نکو والے۔

كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ — (سورۃ عبس ۱۱ تا ۱۶ ع ۱)

اِس قرآن مجید کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو کہ پاکیزہ ہیں۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ — بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ — محفوظ نوشتہ میں، اسے نہ چھوئیں مگر

لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ — باوضو۔ (سورۃ الواقعہ ۷۷ تا ۷۹ ع ۳)

اللہ جل و علیٰ نے حضور سید پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اِس کتاب مقدس کے پڑھنے کا حکم دیا۔

یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ	اے جھرمٹ مارنے والے، رات
قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا	میں قیام فرما، سوا کچھ رات کے
نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ	آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو
قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ	یا اس پر کچھ بڑھاؤ، اور قرآن
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا	خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

(سورۂ مزمل ۱ تا ۴ ع ۱)

حضور مالک و مختار آقا و مولا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تو بزبانِ وحی یہاں تک ارشاد فرما دیا۔

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ج	اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں

(سورہ النمل ۹۲ ع ۷)

اور مسلمانوں کو بھی ارشاد فرمایا کہ قرآنِ مجید پڑھا کریں۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ	تو جتنا قرآن میسّر ہو پڑھو

(سورۂ المزمل ۲۰ ع ۲)

وہ اہلِ کتاب علماء جو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ شب و روز کا بیشتر حصّہ تلاوت قرآن مجید میں صرف کرتے تھے۔

لَیْسُوْا سَوَآءً ط مِنْ اَهْلِ	سب ایک سے نہیں کتابیوں میں
الْکِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ	کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں اللہ کی

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ — آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں
الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ — میں اور سجدہ کرتے ہیں۔

(سورہ آل عمران ۱۱۳ ع ۱۲)

درحقیقت مومن ہی اس کتاب مبارک کی تلاوت کرتے ہیں اور وہی اس کو خوب پڑھتے ہیں اور اس پر مضبوطی سے قائم ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ — جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ
يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ — جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ — رہیں، وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ — اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی زیاں کار
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ — ہیں۔ (سورہ البقرہ ۱۲۱ ع ۱۴)

مومن کے سامنے جب کلام پاک کی تلاوت ہوتی ہے تو اس کے ایمان کی قوت میں عظمت اور رفعت پیدا ہو جاتی ہے۔

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ — اور جب ان پر (مومنوں پر) اس کی
اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا — آیتیں پڑھی جائیں، ان کا ایمان
وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ — ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ
کریں (سورہ انفال ۲ ع ۱)

قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے افراد ایک ایسی تجارت کرتے ہیں۔ جس میں کسی قسم کا گھاٹا اور نقصان نہیں بلکہ جناب باری تعالےٰ کے فضل و اکرام کی زیادتی کے مستحق قرار دیئے جاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ	بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے
اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ	ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور
وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ	ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ
سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ	میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر
تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَ	وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں
فِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ	جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں تاکہ اُن کے
مِّنْ فَضْلِہٖ ؕ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ	ثواب انھیں بھرپور دے اور اپنے
شَکُوْرٌ ۝	فضل سے اور زیادہ عطا کرے ۔
	بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے
	والا ہے ۔ (سورہ فاطر ۲۹ تا ۳۰ ع ۴)

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب کی حفاظت کا وعدہ بذاتِ خود فرمایا ہے اور اپنے ذمّہ کرم پہ لیا ہے اس لئے ابتداء ہی سے کچھ ایسے اسباب مہیّا فرمائے کہ پاک اور برکت والی کتاب کے تحفظ کی بنیاد اس کے نازل ہونے کے ساتھ ہی رکھ دی چنانچہ تیرہ سو برس گزرنے کے باوجود دُنیا کے طول وعرض میں ایک کتاب عظیم کے حفاظ کی کثرت اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ کلام پاک مِنْ وعَنْ سینہ حفاظ میں محفوظ ہے ۔ یہ حفّاظ کرام اس وعدۂ الٰہی کے مظہر ہیں جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ گویا ازل ہی سے یہ طے ہو چکا تھا اور مشیت ایزدی نے یہ التزام فرما دیا تھا۔

کہ آیاتِ قرآنی اُمّتِ محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قلوب میں محفوظ رہیں گی۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ	بلکہ وُہ روشن آیتیں ہیں ان کے
صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا	سینوں میں جن کو علم دیا گیا۔
الْعِلْمَ ط	(سورہ العنکبوت ۴۸ ع ۵)

قرآنِ پاک کا بعینہٖ اسی صورت میں موجود ہونا جس طرح کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم پر اس کا نزول ہوا تھا ایک مکمّل و اکمل کتاب کی حیثیّت سے زندہ و تابندہ معجزہ ہے، لیکن تاریخ قرآن کے اس پہلو کا مُطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ یہ کتاب مبین کس طرح سیّدِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک بحفاظت تمام ہم تک پہنچی ہے؟ اور کس طرح تاقیام قیامت سینہ بسینہ محفوظ رہے گی۔

آں کتاب زندہ قرآنِ حکیم
حکمتِ او لایزال است و قدیم (اقبالؒ)

تاریخ شاہد ہے کہ جس وقت آیاتِ قرآنی آپ پر نازل ہوتیں آپ اُسے بعینہٖ حفظ فرما لیتے، آپ کے حضور میں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہوتے اُن کو وُہ آیتیں یاد کروا دیتے۔ اس طرح قرآن پاک جزئی طور پہ کئی مقدس سینوں میں محفوظ ہوتا چلا گیا۔ حفظِ قرآن کا التزام اس لیئے بھی کیا جاتا تھا کہ ہر نماز میں اس کی تلاوت ضروری ہے، بلکہ صحابہ کرام کا گھریلو ماحول اتنا پاکیزہ تھا کہ ان کے بیوی بچے بھی قرآنِ پاک

کے حفظ کو سعادتِ دارین سمجھتے تھے، سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ کو قرآن مجید کی آیتیں اور سورتیں یاد کرواتے اُن سے بار بار سُنتے۔ موجودہ زمانے میں رمضان شریف میں یا اس سے پیشتر قرآنِ پاک کا دَور اسی سنّتِ نبوی کا اتباع ہے۔

عن عبداللہ قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقرأ علیّ قلت یا رسول اللہ اقرأ علیک وعلیک انزل قال نعم تقرأت سورۃ النساء حتی اتیت علیٰ ھٰذہ الایۃ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا ؏ قال حسبک الاٰن فالتفت الیہ فاذا عیناہ تذرفان۔ (بخاری شریف)

"حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضور سید الکونین صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآنِ مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سُناؤں جب کہ یہ قرآنِ مجید آپ کی ذات والا مرتبت پر نازل ہوا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، پس میں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ نساء تلاوت کرنی شروع کر دی، یہاں تک کہ جب میں اس آیت تک پہنچا فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا الخ تو ارشاد فرمایا کہ بس کر دو۔"

مکہ مکرمہ میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ارقم مخزومی کے گھر کو تلاوت خانہ مقرر کر رکھا تھا۔ یہاں رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم

نے تلاوتِ قرآن اور حفظِ قرآن کی جماعتیں قائم کررکھی تھیں جن میں بنفسِ نفیس شرکت فرماتے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے اپنے گھر میں تلاوتِ قرآنِ پاک کے لئے ایک جگہ مخصوص کررکھی تھی ۔ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جو صفّہ کے نام سے مشہور تھا ۔ یہاں وُہ صحابہ کرام اقامت گزیں تھے ۔ جنھوں نے اپنے آپ کو اسلام کے لئے وقف کر رکھا تھا اور جو حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ فیض بار سے مستفیض ہونا دو جہاں کی سعادت سمجھتے تھے ۔ جب کوئی آیۂ کریمہ نازل ہوتی آپ اُسے یاد کرلیتے پھر اصحابِ صفہ کو حفظ کروا دیتے ۔ صحابہ کرام کی یہ جماعت مدینہ منوّرہ کی گلی کوچوں میں پھر کر دوسرے صحابہ کو وہ آیاتِ طیبّہ یاد کرواتے ۔

اصحابِ صفہ کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت ایسی تھی جس کے افراد باری باری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہونے آیاتِ کریمہ حفظ کرتے اور پھر دوسرے صحابہ تک یہ پیغامِ ربانی پہنچاتے ۔ حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ مدینہ منوّرہ کے مضافات میں ایسے مقام پر رہتے تھے جہاں ایک انصاری ان کے ہمسایہ تھے ، جس کے ساتھ آپ نے یہ معاہدہ کررکھا تھا کہ دونوں باری باری حضورِ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ مُبارک میں حاضر ہوا کریں گے ، جو کچھ وحیِ الٰہی سے سُنیں گے یاد رکھیں گے اور اس سے ایک دوسرے کو مطلع کرتے رہیں گے

(بخاری)

حفظِ قرآن مجید کی اہم ترین وجہ نماز میں آیاتِ کریمہ کی تلاوت ہے۔ اس امر کی اہمیت کے پیشِ نظر صحابہ کرام حفظ کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ امورِ ضروریہ سے فراغت حاصل کر کے تلاوتِ قرآن اور نماز میں مشغول رہتے۔ قرآنِ مبین نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ راتیں حضورِ باری تعالیٰ میں نماز ادا کرتے گذار دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًاط

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس قرآن حفظ کروایا، آپ ان کی قرأت کو پسند فرماتے تھے۔ صاحب اتقان فرماتے ہیں، بخاری نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے انھوں نے کہا۔ "میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ قرآن کو چار شخصوں سے سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب سے۔" ان میں پہلے تو دو مہاجر ہیں اور دوسرے دو انصاری ہیں کرمانی فرماتے ہیں کہ اس روایت سے احتمال ہوتا ہے کہ شاید رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد واقع ہونے والی حالت کی اطلاع دینی چاہی ہو یعنی یہ بتانا منظور نظر ہوا کہ یہ چار صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہیں گے اور تعلیمِ قرآن کا مرکز بنیں گے نیز کہا کہ "یہ لوگ تعلیمِ قرآن کے ساتھ منفرد نہیں ہوئے، بلکہ زمانہ

نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جو لوگ قرأتِ قرآن کے ماہر ہوئے وُہ اُن لوگوں سے دو چند و سہ چند تھے[1]

یہ بات انتہائی قابلِ توجہ ہے کہ قراء اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو قرآن شریف حفظ کرتے اور دوسروں کو قرآن شریف سکھلانے کے لئے مشہور ہوں۔ صاحب فتح الباری رحمہ الباری فرماتے ہیں " الذین اشتہروا بحفظ القرآن والتصدی لتعلیمہ"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی انتہائی کوشش ہوتی کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن شریف حفظ کریں تاکہ وہ اپنی نمازوں میں کثرت سے تلاوت کر سکیں بلکہ وہ صحابیٔ رسول جس کو زیادہ قرآن پاک حفظ ہوتا۔ نماز باجماعت میں امام مقرر کیا جاتا، ابوداؤد کی ایک روایت ہے عن عمرو بن سلمۃ قال کنا بحاضر یمر بنا الناس اذا اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانوا اذا رجعوا مروبنا فاخبرونا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کذا وکذا وکنت غلاماً حافظاً فحفظت من ذالک قرآناً کثیرا فانطلق ابی وافداً الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفر من قومہ فعلمھم الصلوٰۃ وقال یؤمکم اقرؤکم فکنت اقرؤھم لما کنت احفظ فقدموني فکنت اؤمھم"۔

عمرو بن سلمہ سے روایت ہے کہ ہم ایک بار کسی مقام پر قیام

---

[1] اتقان فی علوم القرآن، بیسویں نوع، قرآن کے حفاظ اور راوی۔

کیے ہُوئے تھے جو پانی کے قریب تھا، اور جو لوگ حضورِ سیّدِ دو عالم نبی مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے وُہ اسی راستے پر سے گذرتے جو ہمارے پاس سے گذرتا تھا جب یہ لوگ واپس ہوتے تو ہمیں وہ تمام وحیِ الٰہی جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُن کر آتے تھے سُناتے تھے۔ میں اگرچہ بچّہ ہی تھا پر میری قُوّتِ حافظہ بہت اچھی تھی میں جو سُنتا جاتا تھا حفظ کرتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کافی قرآنِ مجید اسی طرح حفظ کر لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میرا باپ قوم کے معزّزین کا ایک وفد لے کر سیّد الانبیا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو مسلمان کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ نماز میں امام وُہ شخص ہو جو تم میں بہت زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو، چونکہ میں نے قرآن کا بہت حصّہ حفظ کیا ہوا تھا اس لئے امامت کے فرائض مجھے سونپے جانے چاہیئے، چنانچہ مجھے آگے کیا گیا اور میں نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے"۔

بہت سے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے تھے جن کے اسمار گرامی حفظِ قرآن کے سلسلے میں سرفہرست ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمانِ غنی، حضرت علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ حذیفہ، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، طلحہ، سعد بن وقاص،

ملہ اتقان فی علوم القرآن، نوع بیسویں، قرآن کے حفاظ اور رقاری :

ابوہریرہؓ، عبداللہ بن سائبؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ام المومنینؓ عائشہ صدیقہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمیٰؓ، عبادہ بن صامت، ابوحلیمہؓ، مجمع بن جاریہؓ، فضالہ بن عبید، مسلمہ بن مخلد، تمیم داری، عقبہ بن عامر اور ابوموسیٰ اشعری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضور سید پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں جنگ بئر معونہ کے موقعہ پر بقول قرطبی "ستر صحابہ جو حافظِ کلام پاک تھے شہید ہوئے"

ابن سعد نے اپنی کتاب الطبقات میں روایت کی ہے"ہم کو فضل بن دکین نے اور اس کو ولید بن عبداللہ بن جمیع نے یہ خبر دی کہ اس سے اس کی دادی نے ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث کا حال بیان کیا کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے، اور اس کا نام شہیدہ رکھتے تھے۔ اس بی بی نے قرآن کو حفظ کر لیا تھا۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر میں تشریف لے جانے لگے تو اس نے آپ سے چلنے کی اجازت مانگی اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں بھی مجاہدین کے ہمراہ چلوں، بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی، شاید خداوند کریم مجھے بھی رتبہ شہادت مرحمت فرما دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خدا نے تیرے لئے شہادت کا سامان کر رکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں

کی امامت کیا کرے، اور اُمِّ ورقہ کا ایک مؤذن بھی تھا پھر یہ صورت پیش آئی کہ اُمِّ ورقہ نے اپنے ایک غلام اور ایک باندی کو مُدَبّر (مرنے کے بعد اجازت آزادی پانے والا) بنا دیا تھا، اتفاق سے اُس کو ان کے بارے میں تشویش لاحق ہوئی اور وہ یہ خیال کرنے لگی کہ انھیں اُس نے کیوں مدبر بنایا ہے۔ چنانچہ غلام اور باندی دونوں نے مل کر اُس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، کے زمانہ میں قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ خبر سُنی تو فرمایا۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچ فرماتے تھے وہ ہم کو حکم دیا کرتے تھے کہ چلو ہمارے ساتھ چل کر شہیدہ کو دیکھیں"[1]۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ صرف صحابہ کرام کی اکثریت ہی حافظِ کلام ربانی نہ تھی بلکہ صحابیات کی ایک کافی تعداد حافظات تھی۔

انہی صحابہ کرام سے تابعین نے قرآن مجید حفظ کیا۔ صاحبِ اتقان نے ذہبی کے حوالہ سے لکھا ہے "پھر اُن لوگوں سے یعنی صحابہؓ سے بکثرت تابعین نے قرأت کی تعلیم پائی، منجملہ قرا تابعین کے مدینہ منورہ میں یہ لوگ تھے۔

ابن المسیب، عروہ، سالم، عمر بن عبدالعزیز، سلیمان اور عطا جو دونوں یسار کے فرزند تھے، معاذ بن الحارث المعروف بہ معاذ القاری، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، ابن شہاب الزہری،

---

[1] اتقان بیسویں نوع، قرآن کے حفّاظ اور راوی۔

مسلم بن جندب اور زید بن اسلم مکہ مکرمہ میں عبید بن عمیر، عطا ابن ابی رباح، طاؤس، مجاہد، عکرمہ، اور ابن ابی ملیکہ۔

کوفہ میں علقمہ الاسود، مسروق، عبیدہ، عمرو بن شرجیل، حارث بن قیس، ربیع بن خثیم، عمرو بن میمون، ابوعبدالرحمٰن السلمی، زر بن جیش، عبید بن نضیلہ، سعید بن جبیر، نخعی اور شعبی، بصرہ میں ابوعالیہ ابورجا، نصر بن عاصم، یحییٰ بن یعمر، حسن، ابن سیرین اور قتادہ شام (دمشق) میں مغیرہ بن ابی شہاب المخزومی (یہ حضرت عثمانؓ کے شاگرد تھے) اور خلیفہ بن سعد (یہ ابی الاردا کے شاگرد تھے) اسی طرح قرآن مجید کے حفظ اور ادائے تلفظ کے لئے تبع تابعین نے بھی اپنی زندگیاں وقف کیں، چنانچہ مدینہ منورہ میں ابوجعفر یزید بن القعقاع، ان کے بعد شیبہ بن نصاع، اور پھر نافع بن تمیم تھے۔ مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن کثیر، حمید بن قیس الاعرج اور محمد بن ابی محیصن تھے۔

کوفہ میں یحییٰ بن وثاب، عاصم بن ابی النجود، اور سلیمان الاعمش یہ تینوں ہمعصر تھے، ان کے بعد حمزہ اور پھر کسائی بصرہ میں عبداللہ بن ابی اسحاق، عیسیٰ بن عمر، ابوعمرو بن العلا، اور عاصم الجحدری یہ چاروں ہمعصر تھے، ان کے بعد یعقوب الحضرمی۔

شام میں عبداللہ بن عامر، عطیہ بن قیس الکلابی اور عبداللہ بن المہاجر، پھر یحییٰ بن الحارث الذماری۔ ان کے بعد شریح بن یزید الحضرمی۔

صاحب اتقان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہی مذکورہ بالا اماموں میں سے سات امام، فنِ قرآت کے تمام دُنیا میں مشہور و معروف ہوئے وُہ یہ ہیں۔ نافع، ابن کثیر، ابوعمرو، ابنِ عامر، عاصم، حمزہ اور کسائی۔ اِن کے بعد قاریانِ کلامُ اللہ تمام دُنیا میں پھیل گئے۔ ہر دَور اور ہر زمانہ میں لاکھوں کی تعداد میں حافظِ قرآن شریف پائے جاتے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ رہتی دُنیا تک یونہی چلتا رہے گا۔

ختم قرآن مجید کا سلسلہ بھی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے چلا آ رہا ہے، اور یہ سُنّت سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ابُوداؤد مسلم بن مخراق سے روایت کرتے ہیں کہ اُس نے کہا کہ میں نے اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ایک رات میں دو یا تین قرآن ختم کرتے ہیں، تو اُنھوں نے فرمایا وُہ پڑھیں یا نہ پڑھیں میں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پوری رات نماز میں قیام کرتی تھی، اور آپ سورۂ البقرہ، آل عمران اور النساء پڑھتے تھے، مگر اِس طرح کہ جہاں کسی بشارت کی آیت پر گزرے تو دُعا فرمائی اور اس سے متمتع ہونے کی رغبت ظاہر کی، اور جس وقت کوئی تخویف کی آیت پڑھی تو دُعا اور پناہ مانگی۔

کوئی صاحب ایک رات میں، کوئی صاحب دو راتوں میں اور کوئی صاحب تین راتوں میں قرآنِ مجید ختم کرتے تھے، احمد اور عبید نے

سعید بن المنذر سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ۔" میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آیا میں تین دن میں ایک پورا قرآن مجید پڑھوں"۔ آپ نے فرمایا ۔" ہاں اگر تو اتنی قوّت رکھتا ہے"۔

آخری اور اوسط طریقہ ختم قرآنِ پاک کا سات دن میں ختم کرنے کا ہے، اکثر صحابہ کرام، اور تابعین کا اسی پر عمل رہا ہے شیخین نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ۔ "مجھ سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مہینہ میں قرآن کا ایک ختم کیا کر"۔ میں نے عرض کیا " یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) مجھ میں اس سے زائد قوّت ہے"۔ تو آپ نے فرمایا " دس دن میں پڑھا کر"۔ میں نے عرض کیا " مجھ میں اس سے زائد قوّت ہے ۔ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔" تو پھر سات دنوں میں قرآن ختم کیا کرنا اور اس پر زیادتی نہ کرنا"۔

مسند دارمی کی ایک حدیث ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کم اختم القرآن قال اختمه فی شهر کتنی مدّت میں قرآن ختم کیا کروں ۔ فرمایا ایک ماہ میں ختم کیا کر۔

قلت انی اطیق قال اختمه فی خمسة وعشرین ۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے کم دنوں میں ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہوں ۔ فرمایا ۲۵ دنوں میں ۔

قلت انی اطیق قال اختمه فی عشرین میں نے عرض کیا میں اس

سے کم دنوں میں ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہوں فرمایا بیس ۲۰ دنوں میں۔
قلت انی اطیق قال اختمہ فی خمس عشرۃ ۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی کم دنوں میں ختم کرنے طاقت رکھتا ہوں فرمایا۔ پندرہ ۱۵ دنوں میں۔

قلت انی اطیق قال اختمہ فی عشر میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی کم دنوں میں ختم کر سکتا ہوں، فرمایا دس دنوں میں۔
قلت انی اطیق قال اختمہ فی خمس میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی کم دنوں میں ختم کر سکتا ہوں، فرمایا پانچ دنوں میں۔
قلت انی اطیق قال لا ۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی کم دنوں میں ختم کر سکتا ہوں، فرمایا نہیں۔

عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری[۱]	حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقادری
قال خرجت مع عمر بن الخطاب	کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رات کو عمر بن
لیلۃ الی المسجد فاذا الناس	الخطاب کے ساتھ رمضان کے اندر
اوزاع متفرقون یصلی الرجل	مسجد میں گیا میں نے دیکھا کہ لوگ علیحدہ
لنفسہ فقال عمر انی لو جمعت	علیحدہ اور متفرق نماز تراویح پڑھ رہے
ھؤلاء علی قاریٍ واحدٍ لکان	تھے۔ یعنی ہر شخص اپنی اپنی نماز پڑھ رہا
امثل ثم عزم فجمعھم علی	تھا اور بعض اپنے قبیلے کے ساتھ پڑھ
اُبَیّ بن کعب قال ثم خرجت	رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا
معہ لیلۃ اخریٰ والناس	کہ اگر میں ان سب لوگوں کو ایک قاری کی

[۱] قبیلہ کی طرف نسبت ہے جس کا نام "قارۃ" ہے۔

يصلون بصلوٰة قارئهم قال	امامت میں جمع کر دوں تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ
عمر نعمت البدعة هٰذا	آپ نے اِس کا ارادہ کر لیا اور اُبیّ بن کعب
والتی تنامون عنها افضل	کو امام بنایا۔ راوی عبدالرحمٰن کہتے ہیں
من التی تقومون یرید	کہ پھر ایک مرتبہ رات کے وقت اسی طرح
آخر اللیل وکان الناس	رمضان میں مجھ کو عمرؓ کے ساتھ جانے کا
یقومون اوّله	اتفاق ہوا اور دیکھا کہ لوگ مسجد میں اپنے
رواه البخاری[2]	قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ عمرؓ نے

یہ دیکھ کر کہا کہ یہ بدعت بہت اچھی ہے اور وُہ نماز تراویح جس کو تم پڑھ کر سو رہتے ہو۔ اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم بیدار ہوتے ہو، یعنی آخر رات میں اور اس زمانے میں لوگ تراویح اوّل وقت پڑھ لیا کرتے تھے۔

عن السائب ابنِ یزید	سائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرتِ
قال امر عمر اُبَیّ ابنِ کعب	عمرؓ نے اُبیّ بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ
وتمیما الداری ان یقوما	وُہ رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعتیں
للناس فی رمضان باحدی	پڑھائیں اور اس زمانہ میں قاری نماز میں
عشرة فکان القاری یقرا	وہ سُورتیں پڑھتا تھا جو سو آیتوں سے
بالمئین حتی کنا نعتمد	زیادہ ہوتی تھیں، یہاں تک کہ ہم قیام
علی العصا من طول القیام	کی طوالت سے مجبور ہوتے تھے کہ عصا کا
تنصرف الا فی فروع الفجر (رواہ مالک)	سہارا لیں اور ہم اس نماز سے فارغ

---

[1] اس سے مراد "جماعت" ہے نہ کہ نماز۔
[2] مشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان۔

ہو کر فجر کے قریب واپس ہوتے تھے۔

عن عبداللہ بن ابی بکر قال سمعت اُبیّاً یقول کنا ننصرف فی رمضان من القیام فنستعجل الخدم بالطعام مخافۃ فوت السحور فی اخری مخافۃ الفجر۔ (رواہ مالک)[1]	عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں کہ میں نے اُبیؓ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ ہم رمضان میں تراویح سے فارغ ہو کر آتے تو خادموں سے جلدی کھانے کے لئے کہتے اس خوف سے کہ کہیں سحر کا وقت ختم نہ ہو جائے اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ فجر کے اندیشہ سے۔

احادیث مذکورہ بالا سے واضح اور ثابت ہو گیا کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نے نماز تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت ایک حافظِ قرآن (ابی بن کعب) مقرر فرما کر رائج فرما دی، آپ کے دور خلافت سے پیشتر تراویح جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی تھی، اس طریقہ پر باجماعت نمازِ تراویح کی ادائیگی حفظِ قرآن مجید کے لئے انتہائی اہم ذریعہ اور سبب بن گیا۔ آج تک اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف میں تراویح کے دوران ختمِ کلامِ پاک کرتی ہے جو کہ پورے برس میں نہیں کر پاتی۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] ایضاً

لاحسد الا علی اثنین رجل اٰتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ اٰناء اللیل واٰناء النھار الی آخر الحدیث۔

دو باتوں کے سوا اور کسی بات میں حسد کرنا درست نہیں۔ ایک اس شخص کے بارے میں جسے خداوند کریم نے قرآن عطا فرمایا ہے۔ (یعنی حافظِ قرآن ہے) اور وہ شب و روز اس کے ساتھ قیام کرتا ہے۔ الی آخر

صاحب اتقان فرماتے ہیں کہ "ابی داؤد نے تابعین کی ایک جماعت سے روایت کی ہے کہ ختمِ قرآن کے دن روزہ رکھنا مسنون ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ ختمِ قرآن میں اپنے گھر والوں اور دوستوں کو شریک کرے۔"

"طبرانی نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی نسبت روایت کی ہے کہ جس دن وہ ختمِ قرآن کرتے تھے تو اپنے کنبے والوں کو جمع کر کے خدا سے دعا مانگا کرتے تھے۔

ابی داؤد نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے کہ "مجھ کو مجاہد نے بلوا بھیجا جب میں گیا تو ان کے پاس ابن ابی امامہ بھی موجود تھے اِن دونوں نے مجھے کہا کہ ہم نے تم کو اس لیے بلوایا ہے کہ ہم قرآن ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ختمِ قرآن کے وقت دعا قبول کی جاتی ہے۔" مجاہد ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا۔ "صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ختمِ قرآن کے وقت اکٹھے ہو

جایا کرتے تھے" اور یہ بھی فرماتے ہیں "ختم قرآن کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے"

دارمی نے سند حسن کے ساتھ ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا۔ "اگر قرآن کا ختم آغاز شب میں ہوتا ہے تو ملائکہ ختم قرآن والے کے واسطے صبح تک دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ دن کے پہلے حصہ میں قرآن ختم کرتا ہے تو شام تک فرشتے اس کے حق میں رحمت کی دعائیں مانگتے جاتے ہیں"

جس طرح قرآن مجید کا یاد کرنا عظیم برکات اور اعلیٰ درجات کا حامل ہے اسی طرح قرآن پاک حفظ کر کے بھلا دینا بھی بڑی بدبختی اور خسران ہے۔

صاحب اتقان فرماتے ہیں کہ "قرآن کا بھول جانا گناہ کبیرہ ہے۔ ابی داؤد کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میرے روبرو میری امت کے گناہ پیش کئے گئے اور میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد رہی ہو اور پھر اس نے بھلا دیا ہو"

ابوداؤد ہی نے یہ حدیث بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس شخص نے قرآن پڑھ کر اسے فراموش کر دیا وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے جذام مرض میں مبتلا ہو کر لایا جائے گا"

یہ کتاب مبین جس کو اُم الکتاب کا نام دیا گیا ہے۔ ایسی مکمل اور جامع کتاب ہے کہ جو ہر وقت اور ہر زمانے کے تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ تمام علوم اسی کتاب شریف کے محتاج ہیں۔ ظاہر ہے کہ مجھ جیسا بے بضاعت، فقیر بے نوا، ایسی ایسی جامع علوم کتاب کے حفظ و تلاوت کے متعلق بالتفصیل لکھنے کی قابلیت اور اہلیت نہیں رکھتا، اور نہ ہی اس مقدمہ کے یہ چند صفحات اس اہم موضوع کے لئے کافی ہیں۔ تاہم محض ایک سرسری جیسا تعارف قارئین کے پیش خدمت ہے۔ کاش کہ صاحبانِ تحقیق اس طرف توجہ فرماویں

وما توفیقی الا باللہ

فقیر محمد امیر قادری

یکہ توت پشاور

۲۱ر صفر الخیر ۱۳۸۵ھ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

ہم نے قرآن کو نازل کیا

اور

ہم اِس کے مُحافظ ہیں

حافظ اللہ بخش صاحب کیانی

اور

اُن کے شاگرد

حافظ اللہ بخش صاحب کبابیؒ[1]

آپ کا اسمِ گرامی اللہ بخش تھا، پشاور میں محلہ قاضی خیلاں علاقہ گنج کے رہنے والے تھے۔ پشاور کا ہر فرد آپ کو "حافظ کبابی" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ آپ کا یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ اسی نام نے آپ کے اصلی نام کی جگہ لے لی، اور اب تک پشاور میں آپ کا تمام خاندان اسی نام سے موسوم ہے۔ سنہ ۱۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا، اور چودہ برس کی عمر میں تراویح میں قرآنِ پاک سنایا۔ پچیس برس کی عمر میں حفظ قرآن کا درس دینا شروع کر دیا۔ گھنٹہ گھر کے قریب کوچہ میں آپ کی کباب بیچنے کی دکان تھی، اپنی اسی دکان میں قرآن مجید یاد کرواتے۔ آپ کے پاس تقریباً ۱۰۰ شاگرد تھے، جو ناظرہ بھی پڑھتے اور حفظ بھی کرتے۔

بعد میں آپ نے اس جگہ کو چھوڑ کر جبڑ ویکو ہال میں (جہاں سے آج کل مسلم مینار بازار شروع ہوتا ہے) دکان کر لی۔ اور اس کے ساتھ

---

[1] چونکہ آپ گوشت کا قیمہ بنا کر کباب فروخت کیا کرتے تھے، اس لئے آپ کو کبابی کہا گیا۔

ایک مختصر دُکان میں درس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ درس بہت وسیع تھا۔ اِس میں تقریباً چار سو طلباء تو حفظِ قرآن کے تھے اور آٹھ سو کے قریب طلباء نے ناظرہ پڑھا۔

رمضان شریف سے پہلے دو مہینوں یعنی رجب اور شعبان میں حافظ صاحبان میں یہاں قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ کسی جیّد حافظ کے پاس قرآن مجید کا دور کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر اِن ایام میں حافظ صاحبان دور کرتے۔ آپ بیٹھے ہوئے قیمہ کوٹتے رہتے ہوتے اور آپ کے گرد چالیس پچاس حافظ حلقہ باندھے ہوئے دَور کرتے رہتے۔ آپ اپنے کام میں مصروف رہنے کے باوجود بیک وقت حافظوں کی غلطی کی تصحیح بھی کرتے جاتے، بعد میں حفّاظ قرآن اس بات پر خاص طور سے فخر کیا کرتے کہ انھوں نے "حضرت حافظ صاحب کبابی" کو قرآن پاک سُنایا اور اُن سے تصحیح کروائی۔

آپ کی طبیعت بہت سخت تھی، شاگرد آپ کے سامنے کانپتے تھے۔ مگر باوجود تند مزاجی کے بہت سخی، ہمدرد اور راست گفتار تھے، سادات کرام کا بڑا ادب و احترام کرتے، ایک پیسہ تک کبھی کسی سے تحفۃً یا ہدیۃً قبول نہ کیا۔ بڑے بڑے امراء اور سردار تحائف بھیجتے تو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے۔

آپ نے پچپن برس تک حفظِ قرآن کا درس دیا۔ آپ کے شاگرد کابل، قندھار، غزنی، ہرات، سمرقند، بخارا، کوئٹہ، دھلی،

بنگال اور سابق سرحد اور ہندوستان اور ریاستوں میں سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ جنھوں نے بعد میں خود صاحبِ درس ہو کر قرآنِ پاک کی خدمت کی۔ آپ کے صاحبزادوں میں حافظ فقیر محمد صاحب اور حافظ احمد بخش صاحب بھی صاحبِ درس تھے۔ آپ کی وفات ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔

حافظ فقیر محمد صاحب :

حافظ اللہ بخش صاحب کبابی کے فرزند تھے۔ ۱۲۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں اپنے والد سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ پشاور شہر کے مشہور و معروف صاحبِ افتاء و درس عالم و خطیب جناب میاں الحاج حافظ غلام جیلانی صاحب المعروف "میاں صاحب آسیا" رحمۃ اللہ علیہ اور سر آمد علماء، صوفیٔ باصفا، محدثِ جلیل حضرت "میاں صاحب قصہ خوانی" یعنی حضرت میاں نعیم احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔

حافظ فقیر محمد صاحب مرحوم صرف حافظ ہی نہیں بلکہ بہترین قاری اور عالم و فاضل تھے، آپ بھی والد کی طرح دکان کرتے تھے۔ بنگال تشریف لے گئے تو وہاں پر چالیس برس قیام کیا۔ اپنے ہاتھ سے کام کرتے اور اللہ کی مخلوق کو قرآن پاک یاد کرواتے اور پڑھاتے رہے۔ تمام بنگال میں آپ کے درس کا شہرہ تھا۔ نواب ڈھاکہ نے آپ کے علم، قرأت اور حفظ کی تعریف سنی تو اپنی لڑکیوں کے لئے آپ

کو تعلیم حفظِ قرآن کے لئے مامور کیا۔ آپ کے زہد و اتقاء سے متاثر ہو کر بہت سے دیگر امراء ڈھاکہ نے بھی اپنے خاندان کی بیگمات اور بچیوں کے لئے آپ کو اُستاد مقرر کیا۔

اِس عرصہ میں کلکتہ، چاٹگام اور بنگال وغیرہ علاقوں کے سینکڑوں افراد نے آپ سے قرآنِ پاک حفظ کیا اور ناظرہ پڑھا، تقریباً چالیس برس کے قیام کے بعد آپ پھر واپس پشاور تشریف لائے۔ پشاور پہنچ کر حفظ قرآن کا سلسلہ یہاں دوبارہ شروع کر دیا۔ اور اِس سلسلہ میں ہو بہو اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتے رہے۔ اپنی تمام زندگی خدمتِ قرآن کے لئے وقف رکھی۔ کسی سے ایک پیسہ بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ والد کی طرح طبیعت بہت سخت تھی۔ قرآن پاک کی تلاوت اِس کمال عروج تک پہنچا دی کہ جب سو جاتے تو بھی زبان سے تلاوتِ قرآن جاری رہتی۔ حج کرنے کے لئے بیت اللہ شریف گئے تو رمضان مُبارک مدینہ منوّرہ میں گذارا۔ مسجدِ نبوی میں پیغمبرِ عربی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے شہر مدینہ کے رہنے والوں کو تراویح میں قرآنِ پاک سُنایا۔ ان کی تلاوت اور قرأت سے لوگ اِس قدر مسرور و محظوظ ہوئے، کہ اُنھیں تحائف پیش کئے، آپ نے فرمایا کہ "یہ تحائف بصد عجز و نیاز قبول کرتا ہُوں کہ محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے در کا تحفہ ہیں، ورنہ اِس فقیر کا یہ طریق نہیں۔"

نوّے برس کی عمر یعنی ۱۳۵۲ھ میں انتقال کیا۔ آپ کے سینکڑوں

شاگرد تھے، جنھوں نے آپ کے بعد بھی آپ کے اِس سلسلۂ حفظ کو جاری رکھا۔

حافظ فقیر احمد صاحب :

حافظ اللہ بخش صاحب کبابی کے پوتے اور حافظ فقیر محمدؒ کے فرزند حافظ فقیر احمد صاحب بھی جیّد حافظ تھے، والد کی طرح قیمہ کوٹ کر اور کباب فروخت کرکے گزرِ اوقات کرتے۔ بڑے محنتی اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ کئی لوگوں کو قرآنِ مجید حفظ کروایا۔ ۱۳۸۲ھ میں آپ پر فالج کا حملہ ہُوا، اور اِسی مرض میں انتقال کیا۔ اُس وقت آپ کی عمر ۶۵ برس تھی۔

حافظ پیر بخش صاحب :

حافظ پیر بخش صاحب حافظ فقیر محمد صاحب کے دوسرے فرزند بھی والد اور برادرِ بزرگ کی طرح جیّد حافظ ہیں۔ والد اور دادا مرحوم کی طرح طبیعت کے بڑے تند ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی مزاج میں تواضع، ملنساری اور احترامِ سادات کی صفات کوٹ کوٹ کر بھری ہیں۔ اپنا آبائی کام آج کل کراچی میں کرتے ہیں، عمر تقریباً ۵۵ برس ہوگی۔

حافظ میاں محمد صاحب اور حافظ عبدالحق صاحب :

یہ دونوں جناب حافظ فقیر محمد صاحب مرحوم کے شاگردوں میں سے حافظ میاں محمد صاحب

مرحوم اور حافظ عبدالحق صاحب نے مدرسین حفظِ قرآن کی حیثیت سے بڑا نام پیدا کیا۔

حافظ میاں محمد صاحب درّانی کلّاہ کے سوداگر تھے۔ علاقہ کریم پورہ میں اپنی جائے رہائش پر ہی آپ کا کلاہ بنانے کا کارخانہ تھا۔ جس میں آپ نے سینکڑوں افراد کو قرآنِ پاک ناظرہ پڑھایا اور بیسیوں کو حفظ کروایا۔ نہایت ہی متّقی، پرہیزگار اور متبّع سنت تھے۔ انھوں نے بھی اپنے اُستاد کی طرح اپنی زندگی قرآن مجید کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ تمام دن قرآنِ مجید حفظ کرواتے اور ناظرہ پڑھاتے گزر جاتا اور رات کا کافی حصّہ عبادتِ الٰہی میں گزارتے۔ یہ سادات کرام کا انتہائی ادب و احترام کرتے۔ صرف اپنی کمائی پہ بسرِ اوقات کرتے۔ کسی سے بھی ایک پیسہ تک قبول نہ کرتے، ملنسار، متواضع اور اخلاقِ کریمانہ کے مالک بزرگ تھے۔ جناب حاجی مہربان علی شاہ صاحب اکوڑہ شریف سے بیعت تھے۔

بعمر ۶۰ برس ۱۹۵۹ء میں انتقال کیا۔

شاگردانِ جناب حافظ میاں محمدؒ صاحب

حافظ عبدالحکیم صاحب :

حافظ عبدالحکیم صاحب حافظ غلام غوث صاحب مرحوم کے فرزند ہیں۔ اُنھوں نے جناب حافظ میاں محمد صاحب مرحوم سے قرآن شریف حفظ کیا۔ محلہ کلعان علاقہ گنج کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ با اخلاق اور پرہیزگار انسان ہیں، رزق حلال کماتے ہیں بازار میں دکانداروں کو سنگتریاں پہنچا کر اس سے مزدوری حاصل کر کے اپنی اوقات بسری کا انتظام کر رکھا ہے۔ قرآن مجید خوب ضبط ہے تراویح میں سناتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم آجائے تو حفظ بھی کرواتے ہیں۔ ۶۰ برس عمر ہو گی۔

حافظ عبدالکریم صدیقی :

حافظ عبدالکریم صاحب ولد میاں محمد اعظم صاحب مرحوم صدیقی نے بھی قرآنِ پاک جناب حافظ میاں محمد صاحب مرحوم سے یاد کیا۔ پیپل منڈی پشاور میں کلاہ فروشی کا کام کرتے تھے۔ اخلاقِ حسنہ کے ساتھ بڑے متبع شریعت اور سنتِ نبوی کے پابند تھے۔ اپنے مشائخ سے بڑی عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ حضرت میروی رحمۃ اللہ علیہ

سے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت تھے، تراویح میں بہت کم سُناتے تھے۔
کاروبار میں زیادہ مصروف رہے۔ ۱۳۸۲ھ بعمر ۵۰ برس فوت ہوئے۔

حافظ فیض محمد صاحب :

حافظ اللہ بخش صاحب کبابی مرحوم کے پوتے، خیر محمد صاحب کے بیٹے حافظ فیض محمد صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی عمر اس وقت ۶۷ برس ہے، اپنا آبائی پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں، نہایت سنجیدہ بااخلاق اور جیّد حافظ ہیں۔ آپ حافظ محمد عتیق صاحب ساکن محلہ خویشگی کے شاگردوں میں سے ہیں۔

حفظ بھی کرواتے ہیں ضعیف العمری کے باوجود مسلسل تراویح میں قرآن پاک سُناتے ہیں۔ عبداللطیف پیزار ووڑ کو آپ ہی سے تلمذ حاصل ہے۔ جو اچھا حافظ ہے اور تراویح میں قرآن سُناتا ہے۔ "حافظ صاحب کبابی" رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان تقریباً دو سو برس سے پشاور میں بغیر کسی قسم کی غرض، لالچ، طمع، ریا اور نمود کے قرآن مجید کی خدمت کر رہا ہے۔ جس طرح "حافظ صاحب کبابی" رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے افراد نے قرآن پاک کی خدمت کی، اسی طرح آپ کے شاگردوں نے بھی قرآن پاک کے درس جاری رکھے۔ آپ کے بڑے بڑے اعاظم حفاظ شاگرد تھے۔ جنھوں نے پشاور کو حفظ قرآن مجید کے نور سے منور کیا ہوا تھا۔ حافظ الٰہی بخش صاحب بابڑ (زرگر) محلہ قاضیخیلاں حافظ عبدالرحمٰن صاحب لُنگی فروش قصہ خوانی، حافظ عبدالمجید صاحب

کھیر فروش، گورکھٹری۔ حافظ الٰہی بخش صاحب زرگر، یکہ توت، وغیرہ وغیرہ یہ سب حفّاظ کرام پشاور میں صاحبِ درس تھے۔

حافظ الٰہی بخش صاحب یا بڑ (زرگر) :

آپ کا نام الٰہی بخش والد کا نام حاجی عبدالحکیم تھا، بازار کلاں میں زرگری کا کام کرتے اور محلہ قاضی خیلاں پشاور میں رہائش رکھتے تھے۔ پشاور کے لوگ خصوصاً برادری کے افراد آپ کو بڑی عزّت و احترام کی نظر سے دیکھتے۔ انتہائی متبع سُنّت، پرہیز گار اور اخلاقِ حسنہ کے مالک تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ زاہدیہ میں حضرت شیخ المشائخ قاضی صاحب[1] اعوان کے مُرید تھے۔ اپنے پیر و مُرشد کی بہت خدمت کی، اور اُن کے کسی ارشاد سے انکار نہیں کیا۔ شیخ کی برکات ہر وقت آپ کے شاملِ حال رہتیں۔ آپ کو اپنے شیخ کی طرف سے ہر جمعرات کو حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر بانٹنے کی اجازت دی گئی تھی۔ سلسلہ مبارکہ قادریہ[2] میں اِس شخص کو اس لنگر دینے کی اجازت ہوتی ہے جو شیخ کی نظر میں زہد و تقویٰ کے اعتبار سے مکمل و اکمل ہو۔ آپ کے درس کا حلقہ کافی وسیع تھا، بازار کلاں میں اپنی کاروباری

---

[1] حضرت قاضی صاحب اعوان گجرات (پنجاب) میں موضع اعوان کے رہنے والے تھے اور بہت ہی عالم و فاضل اور ولی اللہ تھے۔ حضرت امام المجاہدین حافظ عبدالغفور صاحب صوات المعروف اخون صاحب صوات کے خلیفہ اور مازدن تھے۔

[2] یہ لنگر آپ کے بعد آپ کے فرزند حافظ اللہ بخش صاحب مرحوم دیتا رہا اور اب ان کے فرزندان غلام غوث صاحب اور غلام فرید ہر جمعرات کو بدستور تقسیم کرتے ہیں۔

دُکان کے ساتھ ہی ایک الگ دُکان کرایہ پر لے رکھی تھی، اِس دُکان میں طلبا بیٹھ کر ناظرہ قُرآن پڑھتے اور حفظ کرتے۔ آپ کا شمار پشاور کے اعاظم حفّاظ میں ہوتا ہے۔ ۴۵ برس تک قرآن مجید کا درس دیا عمر بھر پشاور کے مشہور و معروف بزرگ حضرت شیخ جنید قادری نقشبندی رحمۃُ اللہ علیہ کی خانقاہ پر قرآن مجید تراویح میں سُناتے رہے۔ خلیفہ سلطان بخش زرگر کا بیان ہے کہ جامع مسجد قاسم علی خان کے سامنے جو چھوٹی مسجد ہے اِس میں رمضان المُبارک کے مہینہ میں تراویح کے دوران قرآن مجید سُناتے تو راستہ گزرنے والے ہندو اور سکھ یعنی غیر مسلم تک ہاتھ باندھ کر ادب و احترام سے کھڑے ہو جاتے اور تلاوت میں اِس قدر سوز و اثر تھا کہ زار و قطار روتے رہتے۔

آپ کے سینکڑوں شاگرد تھے۔ بڑے بڑے حفّاظ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر رمضان شریف سے پہلے دورۂ قرآن کرتے، اپنے اُستاد "حافظ صاحب کبابی" کی طرح آپ کی طبیعت میں سختی تھی، مگر اس کے ساتھ ہی بڑے سخی تھے۔ کسی شاگرد سے اُستاذ کی طرح ایک پیسہ تک نہ لیا، بلکہ شاگردوں کے ختم قرآن کے موقعہ پر بسا اوقات تمام اخراجات خود ادا کرتے۔ غریب شاگردوں کو کپڑے اور نقدی بھی دیتے، اِتنا استغنا تھا کہ کسی امیر کی طرف کبھی نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ جب اِنتقال ہُوا تو دفن کے وقت ایک عجیب قسم کی کیفیّت کا ظہور ہُوا۔ آپ کے شاگرد احمد بخش[۱] زرگر کا بیان ہے، گویا

---

[۱] یہ بھی آپ کا شاگرد ہے اور زندہ ہے۔

ایک نور آسمان سے اُتر رہا تھا جو آپ کی قبر کو منوّر کر رہا تھا، تمام حاضرین نے اِس نور کو محسوس کیا اور دیکھا۔ زندگی میں بھی آپ اسی طرح بابرکت تھے۔ آپ کی وفات بعمر ۵۵ برس ۱۳۵۷ھ کو ہوئی۔

آپ کے تین فرزند تھے۔ حافظ اللہ بخش صراف، قادر بخش اور کریم بخش صراف۔

حافظ اللہ بخش صاحب صراف :

حافظ اللہ بخش صاحب نے اپنے والد سے قرآنِ مجید حفظ کیا، اِنتہائی محنتی اور جفاکش تھے۔ اگرچہ آپ کے والد امیر نہ تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت سے نوازا۔ یہاں تک کہ شہر کے ہندو اور سکھ تاجران سونا چاندی کے مقابلہ میں صرف آپ ہی ایک تاجر بنے۔ بہت سخی تھے، غریبوں، مسکینوں اور بیواؤں کی بہت خدمت کرتے۔ سادات کا بہت ہی ادب و احترام کرتے۔ جیّد حافظ تھے۔ رمضان میں قرآن شریف تراویح میں سُناتے مگر والد کی طرح صاحبِ درس نہ تھے۔ کاروبار میں اتنے مصروف ہوتے کہ قرآن مجید حفظ نہ کروا سکے۔ اِنتہائی ملنسار، متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ ۶۵ برس کی عمر میں ۱۳۷۶ھ میں انتقال کیا۔

ویسے تو حافظ الٰہی بخش مرحوم کے بہت شاگرد تھے، مگر پشاور کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل آپ کے مشہور حافظ شاگرد تھے۔

آغا سیّد موسیٰ شاہ صاحب ساکن گاڑیخانہ :

آغا سیّد موسیٰ شاہ صاحب آپ محلّہ گاڑیخانہ میں رہائش پذیر اور سادات کے گھرانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ صاحبِ اخلاقِ حمیدہ، ملنسار، متواضع اور فقیر منش طبیعت رکھتے ہیں۔ سلسلۂ چشتیہ میں تونسوی ہیں۔ پشاور میں لوگ آپ کو عزّت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تقریباً ۷۰ برس کے قریب عمر ہوگی۔

آغا سیّد محمّد زمان شاہ صاحب یکّہ توت پشاور :

آغا سیّد محمد[1] زمان شاہ صاحب صوبہ سرحد کے ایک معزز و محترم خاندان سادات کے فرد تھے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی حضرت قبلہ عالم آغا سیّد سعید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دادا کا اسم شریف شیخ المشائخ حضرت آغا سیّد پیر جان صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ تھا۔ آپ میں خدمتِ خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ہر مذہب و ملّت کا فرد آپ کو عزّت و احترام کی نظر سے دیکھتا۔ آپ کے بڑے بڑے سیاسی مخالفین بھی آپ کے اخلاقِ حسنہ کے معترف تھے۔ اپنے بزرگوں کے طریقہ کو برقرار رکھا۔ پشاور شہر کی مقتدر ہستیوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا، بے لوث اور بے غرض ملکی، سیاسی اور مذہبی معاملات میں حصّہ لیا۔

آپ جیّد حافظ تھے، اور آپ کے اُستاد کو آپ پر ناز تھا،

---

[1] اِس فقیر (محمّد امیر شاہ) کے والد اور پیر و مرشد ہیں۔

تراویح میں قرآن سناتے۔ ۱ر ستمبر ۱۹۵۵ء میں بعمر ۶۳ برس انتقال کیا۔ آپ کی وفات پر تمام پشاور نے غم کا اظہار کیا، اور مقامی اخبارات نے شذرات تحریر کر کے آپ کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

حاجی فقیر محمدؒ زرگر گنڈیویرطہ پشاور :

فقیر محمد زرگر موٹروں کی مرمت کا کام کرتے تھے، پورا قرآن مجید حفظ تھا۔ طبیعت اِنتہائی رقیق القلب پائی تھی۔ قرآن مجید پڑھتے اور روتے رہتے تھے۔ بہت شریف النفس۔ انتہائی سادہ مزاج، پشاور کے قابلِ حفّاظ میں اِن کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۳۷۶ھ اِنتقال کیا۔

حاجی محمدؒ زرگر اندر شہر پشاور :

حاجی محمد زرگر، حافظ الٰہی بخش (زرگر) کے فرزند ہیں۔ والد سے قرآن مجید یاد کیا، تراویح میں بہت کم سُنایا ہے۔ مگر سامع اکثر بنتے ہیں۔ اپنے آبائی پیشے میں مصروف ہیں۔ اس وقت ۶۰، ۶۵ برس عمر ہوگی

سیّد فضل ودود بادشاہ صاحب امام مسجد :

جیّد حافظ اور بہت ہی خوش الحان ہیں، تلفظ بہت صحیح ادا کرتے ہیں۔ آپ کے والد بھی مسجد کوچہ گل بادشاہ جی کے امام اور ولی اللہ تھے۔ موصوف بھی مسجد مذکور میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے ہاتھ سے بھی محنت کرتے ہیں۔ بہترین گھڑی ساز ہیں۔ قرآن مجید یاد بھی کرواتے ہیں۔ ۶۰ برس کے قریب عمر ہوگی۔

غرضیکہ حافظ الٰہی بخش صاحب زرگر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ حفظ القرآن اِس علاقہ میں اب تک جاری و ساری ہے۔

حافظ الٰہی بخش (زرگر) یکہ توت پشاور :

حافظ الٰہی بخش ولد میاں بھتو، "حافظ اللہ بخش صاحب کبابی" کے شاگرد تھے، بزرگ صورت، سادہ مزاج، خوش طبیعت اور سادات کرام کے خادم، حضرت آقا سید پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ بازار کلاں میں زرگری کی دُکان تھی، اپنے مشائخ کے ساتھ اتنی عقیدت و محبت تھی کہ جس وقت تک صبح حضرت قبلۂ عالم آقا سید سعید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر ان کے گھر کے لئے تمام دن کا سودا سلف[1] نہ لے آتے دُکان پر نہ جاتے اور مرتے دم تک یہی معمول رہا۔ اس وقت آپ کے پوتے اللہ بخش[2] ولد حافظ حاجی محمد اور منظور احمد[3] ولد عبد العزیز حافظِ قرآن ہیں۔ بعمر ۸۰ برس ۱۳۴۹ھ میں انتقال کیا۔

حافظ عبد المجید صاحب کھیر والے :

عبد المجید صاحب، "حافظ اللہ بخش صاحب کبابی" کے نامور شاگرد تھے۔ متبع سُنّت پرہیزگار، حلال کا رزق کما کر بسرِ اوقات کرتے ابتداء میں درزی تھے، پھر چینک سازی کا کام اپنایا، آخر میں کھیر

---

[1] اب بھی ان کے فرزند حاجی محمد اشرف کی اس فقیر کے ساتھ یہ محبت و عقیدت قائم ہے۔

[2] [3] یہ ہر دو قاری عبد السلام صاحب خطیب مسجد طورہ قل بائے کے شاگرد ہیں۔

پکاکر فروخت کرنا شروع کی اور عوام میں اسی نام سے مشہور ہو گئے، جو
کام بھی کر رہے ہوتے درس قرآنِ مجید کا شغل ساتھ جاری رہتا۔ تیس ۳۰
برس تک لوگوں کو قرآنِ مجید حفظ کرواتے رہے، اگرچہ خود جیّد حافظ
تھے مگر عالم اور فارسی نہ تھے۔ البتہ قرآن مجید بڑی نفاست سے
پڑھتے۔ آواز میں اتنا اثر تھا کہ تلاوت کے وقت سننے والے زار زار
روتے رہتے۔ مستغنی تھے کبھی کسی کا تحفہ قبول نہیں کیا، سینکڑوں افراد
نے آپ سے قرآن پاک ناظرہ پڑھا اور بیسیوں نے حفظ کیا۔ پشاور
میں آپ کے مشہور شاگرد یہ ہیں۔ حافظ فضل الٰہی صاحب امام مسجد
محلہ میر جمال شاہ پشاور۔ حافظ گل محمد صاحب (نابینا) امام مسجد
گنج دروازہ، حافظ الحاج غلام حسین صاحب سوداگر پارچات،
محلہ مقرب خان۔ حافظ عبد الرشید صاحب برگ، سابق ڈی ایس پی
نئی آبادی۔ حافظ صاحب صدیقی آٹا فروش بھمن پٹی پشاور

حافظ فضل الٰہی صاحب امام مسجد محلہ میر جمال شاہ:

حافظ فضل الٰہی صاحب، حافظ عبد المجید صاحب کھیر والے کے
شاگرد ہیں۔ نہایت ہی خاموش، متواضع، ملنسار اور حلیم الطبع، محلہ
میر جمال شاہ کی مسجد کے امام ہیں۔ مدرسہ حفظ القرآن کے نام سے مسجد
میں درس دیتے ہیں۔ کافی لوگوں نے آپ سے ناظرہ قرآن پاک پڑھا،
اور بہتوں نے حفظ کیا۔ متبعِ سنت اور پرہیزگار ہیں۔ سوائے قرآن
پڑھنے اور پڑھانے کے اور کوئی شغل نہیں۔ اِس وقت آپ کی عمر ۷۰

برس کے لگ بھگ ہوگی۔

حافظ فضل خالق امام مسجد گند بوریڑہ یکہ توت پشاور :

حافظ فضل خالق ولد مولینا مولوی فضل حق صاحب مرحوم امام مسجد مسجد کالا خان (گند بوریڑہ علاقہ یکہ توت پشاور) نے جناب مولینا مولوی حافظ فضل الٰہی صاحب امام مسجد (محلہ میر جمال شاہ پشاور) سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کے والد پشاور کے بہت بڑے حنفی (سُنّی) عالم تھے۔ بچوں کو ناظرہ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ درس نظامی کی تکمیل کر چکے ہیں۔ تراویح میں قرآن سُناتے ہیں۔ چالیس برس کے قریب عمر ہوگی۔

حافظ سیٹھی شیر احمد صاحب :

حافظ سیٹھی شیر احمد صاحب ولد سیٹھی غلام احمد صاحب نے بھی جناب حافظ فضل الٰہی صاحب سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ آپ خشک میوہ کی تجارت کرتے ہیں، قرآن شریف اچھا ضبط ہے تراویح میں سُناتے ہیں۔

حافظ غلام فرید منیاری فروش :

حافظ غلام فرید صاحب ولد محمد عظیم صاحب نے بھی حافظ فضل الٰہی صاحب سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ آپ منیاری فروش ہیں، تراویح میں قرآن سُناتے ہیں۔

حافظ محمد عاشق امام مسجد محلہ خویشگی گھنٹہ گھر پشاور :

حافظ محمد عاشق صاحب ولد مولینا مولوی حافظ عبد الصمد صاحب مرحوم امام مسجد محلہ خویشگی پشاور نے بھی حافظ فضل الٰہی صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ آپ محلہ خویشگی میں والد صاحب کی جگہ امام و خطیب ہیں، قرآن تراویح میں سناتے ہیں۔

حافظ فضل صاحب جھنڈا بازار پشاور :

جناب حافظ فضل ولد عبد الکریم نے بھی جناب حافظ فضل الٰہی صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ جھنڈا بازار علاقہ کریم پورہ کے رہنے والے ہیں۔ کُنڈی گری کا کام کرتے ہیں۔ اس وقت ۴۲ برس عمر ہو گی۔ بہت اچھے حافظ ہیں اور تراویح میں سناتے ہیں۔

حافظ گل محمد صاحب (نابینا) گنج دروازہ پشاور :

حافظ گل محمد صاحب "حافظ عبد المجید صاحب کھیر والے" کے شاگرد ہیں، آپ آنکھوں سے معذور ہیں۔ گنج دروازہ کے قریب مسجد کے امام ہیں۔ آپ نے تقریباً تیس برس سے مسجد کے ملحق مدرسہ حفظ القرآن بنایا ہے۔

اِس مدرسہ میں ناظرہ اور حفظ دونوں کا انتظام ہے، حفظ تو آپ خود کرواتے ہیں اور ناظرہ کے لئے دوسرا حافظ مقرر ہے۔ کسی سے چندہ وغیرہ اکٹھا نہیں کرتے۔ توکلاً علی اللہ تمام زندگی گزار دی۔ اپنے اُستاد کی طرح کمال استغنا کے مالک ہیں۔ ہمہ وقت قرآنِ مجید سے شغل ہے۔

بیسیوں کو قرآن یاد کروایا ہے۔ عقائد اہلِ سنّت والجماعت کے شدت سے پابند ہیں۔ اگر کسی بدعقیدہ کی بات سُنتے ہیں تو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے، اور نہایت دلیری کے ساتھ ردّ کرتے ہیں۔ اِس وقت آپ کی عمر ۵۵ برس کے قریب ہوگی۔

حافظ غلام حسین صاحب بزاز:

حافظ غلام حسین صاحب، حافظ عبدالمجید صاحب کھیروالے" کے شاگرد اور حاجی غلام حبیب کے فرزند ہیں۔ آپ نے حج بھی کیا ہے۔ پشاور شہر کے پارچات کے تاجروں میں بڑی حیثیت کے مالک ہیں۔ ملنسار اور مخیّر، سلسلہ چشتیہ سے منسلک ہیں اپنے مشائخ کے ساتھ انتہائی عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید بہت ہی اچھا حفظ ہے۔ اکثر تراویح میں سُناتے ہیں۔ رمضان مبارک میں ختم قرآن پر تمام خرچ خود کرتے ہیں۔ اِس وقت عمر ۶۵ برس کے قریب ہوگی۔

حافظ عبدالرشید برگ ایس پی (ریٹائرڈ):

حافظ عبدالرشید صاحب برگ بھی" حافظ عبدالمجید صاحب کھیروالے" کے شاگرد ہیں۔ پولیس میں ملازم تھے۔ ایس پی کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ اِن کی عمر بھی ۶۵ برس کے لگ بھگ ہوگی۔ نئی آبادی میں مقیم ہیں۔

حافظ عمر بخش صاحب صدیقی آٹا فروش :

حافظ عمر بخش صاحب ولد ملّاں غلام محمد صاحب مرحوم، ایک ٹانگ سے معذور تھے۔ قرآن مجید حافظ عبدالمجید صاحب سے یاد کیا۔ آٹا فروخت کر کے اپنی بسرِ اوقات کرتے تھے۔ ابتداء میں کچھ عرصہ حفظِ قرآن کا درس دیا۔ مگر بعد میں یہ سلسلہ جاری نہ رکھا۔ قرآن مجید بہت اچھا ضبط تھا۔ باوجود معذور ہونے کے آخر عمر تک رزقِ حلال کے حصول میں کوشاں رہے۔ اچھے اخلاق کے مالک تھے، عمر ۵۵ برس تھی۔

حافظ کفایت اللہ صاحب محلّہ مُلّاں یارو گنج پشاور :

جناب حافظ کفایت اللہ صاحب پشاور شہر کے نامور حافظ جناب حافظ حبیب اللہ صاحب المعروف حافظ بھولا مرحوم کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔ جناب حافظ عبدالمجید صاحب سے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی اور دنیوی تعلیم سے بہرۂ وافر عطا فرمایا۔ پنجاب یونیورسٹی کے گریجویٹ اور پشاور یونیورسٹی کے ڈبل ایم۔ اے ہیں۔ گزشتہ اکیس ۲۱ برس سے بحیثیت گزیٹڈ افسر (درجۂ دوئم) فوج کے محکمۂ تعلیم میں خدمت سرانجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔ فنی تعلیم کے پُرزور حامیوں میں سے ہونے کے ساتھ ہی ساتھ دل میں اسلام کی ترقی، اور عروج کے لئے حقیقی سوز اور تڑپ موجزن ہے۔ سینہ میں حفظ قرآن کی امانت کی بدولت نئی تہذیب

کی جھوٹی آب وتاب اور نئے تمدن کی ظاہری چمک دمک سے ان کی آنکھیں خیرہ نہیں ہوتیں۔ اگرچہ علمی معاملات میں یورپ کی سرگرمیوں کے دلی قدردان ہیں۔ لیکن معاشرتی معاملات میں میلان قدامت پسندی کی طرف زیادہ ہے۔ بڑے با اخلاق اور صاحبِ اوصافِ حمیدہ ہیں۔

حافظ غلام رسول صاحب محلہ ملاّں بارود گنج پشاور:

جناب حافظ عبدالمجید صاحب مکھیر والے ؒ ایک اور شاگرد حافظ غلام رسول پشاور کے نامور حافظ جناب حافظ حبیب اللہ صاحب المعروف حافظ بھولا مرحوم کے چھوٹے بیٹے ہیں۔ تین مرتبہ یورپ کا سفر کر چکے ہیں، تقریباً سترہ برس سے کراچی میں مقیم ہیں۔ آپ کے پاس ہوائی جہازوں کی انجینئری کا ولایت سے جاری شدہ اعلیٰ درجے کا ڈپلومہ ہے، قیام پاکستان سے بعد پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائن میں کچھ عرصہ بحیثیت انجینئر کے ملازمت کی، مگر بعد میں ملازمت ترک کر کے کراچی (سولجر بازار) میں موٹروں کا اپنا کارخانہ موسوم بہ "کلکتہ موٹر ورکس" قائم کیا جو کہ بڑی آب و تاب کے ساتھ چل رہا ہے۔ حافظ موصوف تنگ نظری اور تنگ دلی سے کوسوں دور، نہایت وسیع القلب اور وسیع الدماغ انسان ہیں۔ اس بات پر زیادہ زور دیتے ہیں کہ جدید تعلیم تو حاصل کی جائے، لیکن مذہب اور شعار قومی کا بھی پورا پورا خیال رکھا جائے۔

حافظ غلام غوث صاحب
اور
اُن کے شاگردوں کا سلسلہ

حافظ غلام غوث صاحب اشپنز

حافظ غلام غوث صاحب ولد گل محمدؒ صاحب اشپنز نے بھی جناب "حافظ اللہ بخش صاحب کبابی" مرحوم سے قرآنِ مجید حفظ کیا آپ محلہ فضل حق صاحبزادہ علاقہ چاہ کالا، یکہ توت میں رہتے تھے۔ اور اپنے گھر پر ہی درس دیتے تھے۔ آپ اپنے استاد کی طرح جیّد حافظ اور مدرس تھے۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے قرآنِ مجید حفظ کیا اور ناظرہ پڑھا۔ انتہائی پابندِ شریعت تھے۔ تمام حفّاظ رمضان شریف سے پیشتر آپ کے پاس دَور کرتے۔ اشپنزی کا کام کرتے تھے اور اِسی پر گزر اوقات تھی۔ آپ کے شاگرد اِس وقت بھی جو زندہ ہیں مختلف مقامات پر درس دیتے ہیں ۱۳۳۳ھ میں اِنتقال کیا۔ آپ حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑوی کے دستِ گرفتہ تھے۔

حافظ سیّد گل بادشاہ صاحب قادری :

جناب آقا حافظ سیّد گل بادشاہ صاحب مرحوم نے جناب حافظ غلام غوث صاحب کبابی سے قرآنِ مجید حفظ کیا، آپ نے صرف

چھ سے نو ماہ تک کے مختصر عرصہ میں پورا قرآن پاک یاد کر لیا۔ آپ جناب حضرت آقا سید فقیر شاہ صاحب قادری (ساکن چاہ کالا پشاور) سجادہ نشین حضرت سید حسن بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے فرزند ارجمند تھے۔ عالم و فاضل صاحب سجادہ اور بزرگانہ صورت و سیرت کے مالک تھے۔ اپنے بزرگان کرام کے اعراس اور فاتحہ، ختم شریف کے بہت پابند تھے۔ اگر کوئی صاحب طلب آتا تو سلسلہ مبارکہ میں داخل کرتے۔ انتہائی مہمان نواز اور سخی تھے۔ قرآن مجید قرأت کے ساتھ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

حافظ سعد اللہ صاحب (علاقہ بند مچھی ہٹہ) پشاور :

جناب حافظ سعد اللہ صاحب نے بھی حافظ غلام غوث صاحب کبابی سے قرآن مجید حفظ کیا، مچھی ہٹہ میں آپ کی دکان تھی، علاقہ بندی کا کام کرتے تھے، اپنا کام بھی کرتے جاتے اور حفظ بھی کرواتے جاتے قرآن شریف خوب ضبط تھا۔ آپ کا درس اچھا خاصہ تھا، مقامی شہر کے طلباء کے علاوہ کبھی کبھی بیرونجات کے طلباء بھی آکر حفظ کرتے۔ انتہائی منشرح تھے۔ باقاعدہ تراویح میں سناتے تھے، بہت ہی صاف اور واضح پڑھتے تھے، آپ سے کافی لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ ۱۳۶۷ھ میں انتقال کیا۔

حافظ محمد سلیم صاحب سوداگر بیزار (محلہ گدائی خاں) پشاور :

جناب حافظ محمد سلیم صاحب نے بھی حافظ سعد اللہ صاحب

مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ سوداگر بیزار ہیں، پشاور شہر کے مشہور تاجر خاندان صدیقی سے تعلق رکھتے ہیں۔ سیاسی اور سماجی امور میں خاصی دلچسپی لیتے ہیں۔ اپنے مشائخ کے ساتھ بہت ہی عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب گڑھی شریف کے سلسلہ چشتیہ کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۳ برس کے قریب ہوگی۔ انتہائی متواضع، ملنسار، اور پابندِ صوم و صلوٰۃ ہیں۔

حافظ عبدالرشید صاحب زمیندار (گندیوپڑہ یکہ توت) پشاور:

حافظ عبدالرشید صاحب زمیندار نے بھی حافظ سعداللہ صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے باجوڑ کے مایار حافظ صاحب اور چیر خٹ خیل گاؤں کے مشہور حفظ القرآن کے درس میں بھی قرآن یاد کیا۔ آپ نے قرآنِ مجید یاد کرنے میں کافی محنت کی۔ آپ کے والد کا نام ملک عبدالحکیم ہے۔ باقاعدہ تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔ جوانی کی عمر میں پڑھاتے بھی رہے ہیں۔ اس وقت عمر ۶۵ برس کے قریب ہے۔

حافظ شیر احمد صاحب ولد حافظ سعداللہ صاحب مرحوم:

جناب حافظ شیر احمد صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد جناب حافظ سعداللہ صاحب مرحوم سے حفظ کیا۔ آپ کو قرآن مجید بہت اچھا ضبط تھا۔ جوانی کے عالم میں قیامِ پاکستان کے موقع پر ۱۹۴۷ء

ہیں علاقہ آسیا میں ایک سکھ کی گولی لگنے سے شہید ہو گئے۔

حافظ عزیز احمد صاحب بن حافظ سعد اللہ صاحب :

جناب حافظ عزیز احمد صاحب نے بھی اپنے والد جناب حافظ سعد اللہ صاحب مرحوم سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ قرآن مجید اچھا ضبط ہے تراویح میں سناتے ہیں، بہت ہی با اخلاق ہیں۔ اِس وقت آپ کی عمر پچاس برس کے قریب ہوگی۔

حافظ عبد القدوس صاحب کیانی :

جناب حافظ عبد القدوس صاحب ولد ہادی خانصاحب کیانی ساکن محلہ چاہ کالا پشاور نے بھی جناب حافظ غلام غوث صاحب سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ آپ آنکھوں سے معذور تھے۔ چاہ کالا پر میاں غلام ربّانی مرحوم سے قرآن با ترجمہ پڑھا۔ آپ کے دادا جناب قطبِ وقت حضرت الحاج آغا سید پیر جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہو کر اہل التشیع سے اہلِ سنّت میں داخل ہوئے۔ آپ کے عقائد اہلِ سنّت وجماعت کے تھے، اور آپ اِن عقائد کے داعی تھے۔ آپ جید حافظ تھے۔ قرآنِ پاک پر بہت عبور تھا، جوانی کے عالم میں تراویح میں سناتے تھے۔ بعد میں پشاور کے سمجھدار حفّاظ آپ کو اپنا سامع بنایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ باریک سے باریک غلطی پر بھی حافظ کو متنبہ کرتے تھے۔ چاہ کالا کی مسجد میں ۴۰ برس تک قرآن مجید کا درس دیا۔ معذور

آنکھوں کے ساتھ بغیر کسی لالچ، طمع اور تنخواہ کے ناظرہ قرآن مجید پڑھاتے رہے اور حفظ بھی کرواتے رہے۔ بارہ برس تک میونسپل کمیٹی کے پرائمری سکول میں دینیات کے مدرس رہے۔ سکول میں پڑھانے کے بعد بھی قرآن مجید حفظ کرواتے اور پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ گویا ۶۰ برس قرآن حکیم کی تدریس کی، نہایت ہی شریف النفس، صاحب اخلاقِ حمیدہ، ہنس مکھ اور سادات کا ادب واحترام کرنے والے تھے۔ بعمر نوّے ۹۰ برس فروری ۱۹۶۲ء میں انتقال کیا۔

حافظ محمد یوسف صاحب :

جناب حافظ محمد یوسف صاحب ولد فضل الٰہی صاحب ساکن محلہ کوٹلہ فیلباناں پشاور نے جناب حافظ عبدالقدوس صاحب نابینا سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے تین برس کے عرصہ میں ۱۹۳۰ء میں حفظ سے فراغت حاصل کی۔ آپ تراویح میں سناتے ہیں۔ آج کل سرکاری ملازمت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ اسٹیشنری سروس لاہور میں کلرک ہیں۔

حافظ عبدالمجید صاحب کبابی :

جناب حافظ عبدالمجید صاحب کبابی نے بھی جناب حافظ عبدالقدوس صاحب نابینا سے قرآن حفظ کیا۔ آپ پشاور سے دہلی چلے گئے تھے، وہاں پر اپنا کام کرتے اور قرآنِ پاک حفظ کرواتے رہے ۱۹۴۷ء کے فسادات میں اپنی دکان پر ہی ہندوؤں نے آپ

کو شہید کر دیا۔

حافظ فضل قادر (علاقہ چوک ناصر خاں) پشاور :

حافظ فضل قادر ولد حاجی غلام حیدر مرحوم ساکن محلہ شیخ بہاؤ الدین پشاور نے بھی جناب حافظ عبدالقدوس صاحب نابینا سے حفظ کیا۔ آپ جیّد حافظ ہیں اور تراویح میں باقاعدہ سناتے ہیں، لہجہ بھی اچھا ہے

حافظ غلام محی الدین صاحب پشاور :

جناب حافظ غلام محی الدّین صاحب ولد جناب نجم الدّین صاحب نے بھی جناب حافظ اللہ بخش صاحب کبابی سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ آپ جیّد حافظ تھے۔ بزرگ صورت اور بزرگ سیرت تھے۔ زندگی میں اولیاء سلف کا کامل نمونہ تھے۔ سوا ایک سو دس برس کی عمر میں گھر کا سودا سلف خود خریدتے، نہایت ہی کریمانہ صفات کے حامل تھے، صوم و صلوٰۃ کے صرف پابند ہی نہیں بلکہ مبلغ بھی تھے، حضرت فقیر صاحب پیروی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ میں مُرید تھے۔ تقریباً دس برس اس فقیر کے پیچھے آپ نے نمازِ جمعہ ادا کی۔ آپ ہر نماز میں مسلسل قرآن مجید پڑھتے، یہاں تک کہ ختم قرآن کر دیتے۔ ایّام جوانی میں تو آپ نے رمضان شریف میں کئی کئی ختم کیے۔ مگر آخر عمر میں سوا سوا پارہ روزانہ پڑھ کر رمضان شریف کی ستائیسویں کو ختم قرآن شریف کر لیا کرتے۔ آپ کا تلفظ بہت ہی صحیح تھا۔ ایک ایک حرف کا سامع کو پتہ چلتا تھا۔

ایک سو دس برس کی عمر میں ۱۳۸۲ھ میں رجب المرجب کی ۲۷ کو وفات پائی۔ حافظ اللہ بخش صاحب کبابی " المعروف حافظ کبابی صاحب" کے اس شاگرد کی زیارت اور صحبت کچھ عرصہ اس فقیر کو بھی نصیب ہوئی۔ اپنے استاد والا استغنا آپ میں بھی ظاہر و باہر تھا۔ قرآن مجید کی باریکیوں سے کمال واقفیت تھی، اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔ واقعی " ولی اللہ " تھے۔

حافظ عبدالرحمٰن صاحب پشاور :

حافظ عبدالرحمٰن صاحب، ساکن محلہ گل بادشاہ جی صاحب علاقہ جہانگیر پورہ پشاور نے جناب حافظ اللہ بخش صاحب کبابی سے قرآن حفظ کیا، آپ سوداگر لنگی تھے۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت فقیر احمد صاحب میروی سے بیعت تھی۔ انتہائی متبع سنت تھے، اپنے مشائخ سے بہت ہی محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ قرآن مجید بہت ہی اچھا ضبط تھا۔ تراویح میں ہمیشہ سناتے تھے۔ اسی برس کی عمر میں ۱۹۶۱ء میں وفات پائی۔

حافظ الٰہی بخش صاحب پشاور :

حافظ الٰہی بخش ولد محمد سعید صاحب زرگر ساکن محلہ قاضی خیلاں پشاور نے بھی جناب حافظ اللہ بخش صاحب کبابی سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کو قرآن مجید بہت اچھا ضبط تھا، تراویح میں سناتے

لہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ بھی اسی فقیر نے ادا کی۔

تھے۔ سُنارگری کا کام کرتے تھے۔ بڑے متبعِ سُنّت تھے۔ ۵۵ برس کی عمر پاکر ۱۹۳۰ء میں انتقال کیا۔

حافظ محمد عظیم صاحب زرگر :

حافظ محمد عظیم صاحب ولد محمد سلیم صاحب زرگر ساکن محلہ قاضی خیلاں پشاور بھی جناب حافظ اللہ بخش صاحب کبابی ہی کے شاگرد تھے، انھیں بھی قرآنِ مجید خوب ضبط تھا، تراویح میں کئی ختم سُناتے تھے۔

بعمر ۶۰ برس ۱۹۴۵ء میں انتقال کیا۔

حافظ غلام جان صاحب پشاور :

حافظ غلام جان صاحب ولد احمد جان صاحب زرگر ساکن محلہ قاضی خیلاں پشاور جناب حافظ اللہ بخش صاحب کبابی کے ایک اور شاگرد ہو گزرے ہیں۔ انھوں نے بھی قرآن شریف اچھا ضبط کیا ہُوا تھا، تراویح میں باقاعدہ سُناتے تھے۔ شریعت کے بڑے پابند تھے۔

بعمر ۷۰ برس ۱۹۵۳ء میں انتقال کیا۔

حافظ غلام محبوب صاحب :

حافظ غلام محبوب صاحب ولد محمد اسماعیل صاحب زرگر ساکن ڈھیری باغبانان پشاور کو بھی جناب حافظ اللہ بخش صاحب کبابی سے تلمذ تھا۔ بڑے جیّد حافظ تھے۔ تراویح میں باقاعدہ سُناتے تھے بہت ہی دلآویز لہجہ تھا۔ ستر برس کی عمر پاکر ۱۹۳۸ء میں انتقال کیا۔

حافظ علی احمد مرحوم مکّی پشاوری

المعروف

"مشائخِ پشاوریہ"

اور

اُن کے شاگرد

حافظ علی احمد صاحب المعروف "مشائخ پشاوریہ"

حضرت حافظ صفی اللہ صاحب مکیؒ :

خاندان - شاہ عالم بادشاہ، جس وقت بیت اللہ شریف کے قصد سے حرم پاک تشریف لے گئے تو وہاں سے جناب حافظ علی احمد صاحب کے دادا حضرت صفی اللہ صاحب مکیؒ کو اپنے ہمراہ دہلی لائے اور اپنی مملکت کا مفتیِ اعظم مقرر کیا - شاہ عالم بادشاہ کے بعد آپ دہلی سے پشاور منتقل ہوئے - حکومت نے آپکو محلہ[1] کرم خان سے لے کر بھولو کے بالاخانہ تک اور اس کے ارد گرد کی چالیس جریب زمین بغیر کسی قسم کی ادائیگی مالیہ وغیرہ کے عطا کی -

آپ اتنے سخی تھے کہ جو بھی آتا اور مکان یا جگہ طلب کرتا آپ اُس کو مفت دے دیتے - یہاں تک کہ وُہ مکانات اور جگہ سب کی سب تقسیم کر دی - پشاور شہر میں آپ کے خاندان کو "مشائخ پشاوریہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں - حکومت کی جانب سے پشاور شہر کی تاریخی

---

[1] یہ جگہ پشاور میں محلہ گاڑیخانہ اور لاہوری گیٹ کے درمیان واقع ہے -

مسجد "مسجد مہابت خان" کا آپ کو متولی مقرر کیا گیا۔ آپ بہترین قاری اور حافظ تھے۔

حافظ سیّد احمد صاحب مکّی :

حافظ سیّد احمد صاحب، حضرت حافظ صفی اللہ صاحب مرحوم کے فرزند تھے۔ آپ نے اپنے والد سے قرآن یاد کیا، اور علوم متداولہ کو مکمل کیا، آپ صوفی صاحب کے نام سے مشہور تھے، آپ بلند پایہ عالم تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحنِ داؤدی عطا فرمایا تھا جس وقت آپ اذان دیتے یا تلاوت کرتے تو غیر مسلم بھی تحیّر کی حالت میں کھڑے کے کھڑے رہ جاتے۔ آپ کو مسجد مہابت خان کا موذن مقرر کیا گیا۔ تھا، آپ نے چالیس برس تک محض رضائے الٰہی کے لئے مسجد مہابت خان کی خدمت نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دی۔ آپ کے اخلاقِ حسنہ کا ہر ایک معترف تھا۔

حافظ علی احمد صاحب مکّی :

حافظ علی احمد صاحب، حافظ سیّد احمد صاحب کے فرزند تھے۔ آپ نے حضرت استاذ القری قاری محمد عبداللہ صاحب افغانی استاذ[1] مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ سے قرآن مجید حفظ کیا اور علم قرات پڑھا، نیز جناب مولانا مولوی قاری غلام محمد صاحب گولڑوی سے بھی قرات

---

[1] اُن دنوں قاری صاحب مرحوم مدرسہ تعلیم القرآن محلہ جٹاں پشاور میں مدرس تھے۔

پڑھی اور اُن سے سند بھی حاصل کی۔ اِس کے علاوہ حضرت علاّمہ مُفتیِ اعظم امامُ الدّین صاحب ننگرہاری سے علوم متداولہ کی تکمیل کرکے سند حاصل کی۔

حافظ صاحب موصوف نے بازار ٹین گراں پشاور (متصل مقبرہ "شاہ بلور بخاری" میں "مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام" قائم کیا تھا پچیس برس تک اِس مدرسہ میں ناظرہ قرآن پڑھاتے رہے اور قرآنِ مجید حفظ کرواتے رہے۔ مدرسہ میں علمِ قرأت ، اور درسِ نظامی کی کتابیں بھی پڑھائی جاتیں۔ مگر زیادہ وقت قرآن مجید کے حفظ پر صرف کیا جاتا تھا۔ حافظ صاحب بہت ہی اعلیٰ اخلاق سے متصّف تھے۔ زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے لوگ ان کو ولی اللہ سمجھتے تھے۔ بازار قصّہ خوانی، متصل کابلی گیٹ "پیپل والی مسجد" میں امام و خطیب تھے۔ آپ کی ملکیّت میں بہترین اور نہایت ہی بیش قیمت کتب خانہ تھا، جس میں نادر و نایاب اور قلمی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا آپ کے بھائی قاری حافظ حاجی محمد صاحب مکّی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قلم سے اِن کتابوں کی فہرست بنائی جس میں اڑھائی ہزار کتابیں تھیں۔

آپ بہترین خوش نویس تھے اور خوش نویسی کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ شکستہ، نستعلیق، نسخ، کوفی اور دیگر کئی قسم کے خطوں کے ماہر تھے۔

---

[1] مولینا مذکور بھی اسی مدرسہ میں درسِ نظامی کی تکمیل کروایا کرتے تھے۔

اپنے ناخن کا قلم بنا کر گلکاری کرتے اور گل کاری ہی کی صورت میں خط لکھتے۔

حرم نبوی میں شیخ جمال الیل مغربی کے مُرید ہوئے۔ اُنھوں نے آپ کو چاروں سلسلوں میں صاحبِ مجاز کیا۔ آپ کے اعمالِ مقبولہ اور وظائف سے عوام اور خواص کو آپ کی ذات سے بڑا فیض پہنچا۔ جو بات آپ کہتے وُہ ہو جاتی۔ ان تمام خوبیوں کے باوصف آپ نے قرآن مجید کی بڑی خدمت سرانجام دی۔ آپ کے بیسیوں شاگرد ہیں جنھوں نے آپ سے قرأت کے ساتھ قرآن مجید حفظ کیا۔ بعمر بچاس برس ۱۳۶۳ھ ہجر میں پشاور میں انتقال کیا۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ قاری حافظ عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ قریشی، قاری حافظ عبیداللہ صاحب مکیؒ، قاری حافظ محمد عبداللہ صاحب مکیؒ۔

قاری حافظ عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ :

قاری حافظ عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ نے یہاں پر ہی اپنے والد سے قرآنِ مجید معہ قرأت کے حفظ کیا تھا۔ والد کی وفات کے بعد مکّہ مکرمہ چلے گئے۔ آج کل مکّہ مکرمہ میں صبح کی نماز کے بعد "باب جبریل" میں حفظ ناظرہ اور قرأت کا درس دیتے ہیں۔

قاری حافظ عبیداللہ صاحب مکیؒ
اور
قاری حافظ محمد عبداللہ صاحب مکیؒ

قاری حافظ عبیداللہ صاحب مکیؒ اور قاری حافظ محمد عبداللہ صاحب مکیؒ، ہر دو برادران

نے مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں قرآن مجید حفظ کیا، تمام علوم فنون کی تکمیل کی اور سند حاصل کی۔ حصول سند کے بعد اسی دارالعلوم میں دونوں بھائی مدرس مقرر کیے گئے۔

قاری حافظ اسرارالدین صاحب کابلی :

آپ کے شاگردوں میں حافظ نور محمد صاحب، قاری حافظ محمد اسلم صاحب زرگر مرحوم، قاری حافظ اسرارالدین صاحب کابلی بہترین حافظ اور قاری ہیں۔ اس وقت کوہ دامان (کابل) میں ایک مدرسہ میں مدرس ہیں۔ علم قرأت پڑھاتے ہیں اور حفظ کرواتے ہیں۔

حافظ قاری نیاز احمد صاحب **حافظ قاری نظام الدین صاحب** **اور** **حافظ قاری عزیز احمد صاحب**	حافظ قاری نیاز احمد صاحب حافظ قاری نظام الدین صاحب اور حافظ قاری عزیز احمد صاحب، یہ

تینوں حفاظ پنجاب کے رہنے والے تھے، اور اپنے اپنے گاؤں میں حفظ القرآن کے مدارس قائم کر کے درس دے رہے ہیں۔

حافظ قاری عبدالکریم بخاری، حافظ قاری محمد یوسف نقشبندی حافظ قاری محمد یونس صاحب، حافظ قاری عبدالغنی صاحب، حافظ قاری عبدالوحید صاحب کابلی، حافظ محمد علی صاحب پنکھی فروش وغیرہ وغیرہ۔

جناب حافظ علی احمد مکی مرحوم کے چار بھائی اور تھے جو تمام کے

صاحب صوفی حافظ۔

حافظ حاجی محمد صاحب مکیؒ :

قاری حافظ حاجی محمد صاحب اپنے بھائی قاری حافظ علی احمد صاحب کی وفات کے بعد مسجد "پیپل والی قصہ خوانی میں امام و خطیب مقرر کیے گئے۔ آپ عیدین کی نماز خانقاہ عالیہ شیخ جبیب صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ میں پڑھاتے ہیں۔ صاحبِ اخلاقِ حمیدہ و اوصافِ جمیلہ ہیں۔ آپ نے قرآن مجید حافظ محمد عبداللہ صاحب افغانی سے حفظ کیا تھا اور علمِ قرأت کی تکمیل جناب حافظ قاری غلام محمد صاحب گولڑوی سے کر کے سند حاصل کی۔ حضرت مفتیِ اعظم مولانا مولوی امام الدین صاحب ننگر ہاری اور مولانا مولوی عبداللہ صاحب مدرسین مدرسہ تعلیم القرآن جتاں سے درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ آپ کی عمر کا بیشتر حصہ قرآن مجید حفظ کرواتے ہوئے گزرا، آپ کے کافی شاگرد ہیں۔ ان میں مشہور یہ ہے، قاری حافظ عنایت اللہ صاحب اس وقت آپ کی عمر پچاس برس ہو گی۔

حافظ عباد الرحمٰن صاحب پروفیسر :

حافظ عباد الرحمٰن صاحب نہایت ہی قابل فہیم با اخلاق اور انتہائی متواضع اور سادات کا احترام کرنے والے ہیں۔ آپ نے جناب صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب

نور اللہ مرقدہٗ کے درس قرآن مجید میں حدیث و قرآن پڑھا اور حافظ حاجی محمدؒ مکی سے قرآنِ مجید حفظ کیا ۔ آج کل گورنمنٹ کالج پشاور میں پروفیسر ہیں ۔

حافظ سلطان احمد صاحب اور حافظ تاج محمدؒ صاحب

حافظ سلطان احمد صاحب نہایت متقی پرہیزگار اور نقشبندی سلسلہ میں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب کے خلیفہ ہیں ، اور حافظ تاج محمد صاحب گھڑی سازی کا کام کرتے ہیں۔ چونکہ دونوں اپنے اپنے مشاغل میں مصروف ہیں اس لئے صاحبِ درس نہیں ہیں ۔

اُستاذ الحفّاظ حافظ عنایت اللّٰہ صاحب

اور

اُن کے شاگرد

حافظ عنایت اللہ صاحب اُستاذ الحفّاظ مدرسہ چھڑاں

حافظ نذر محمد صاحب :

حافظ نذر محمد صاحب ، حافظ عنایت اللہ صاحب کے خالو تھے ، اور بہت جیّد عالم ہونے کے علاوہ بلند پایہ حافظ بھی تھے۔ مدرسہ تعلیمُ القرآن اندرون گنج دروازہ میں حفظِ قرآن کا درس دیتے تھے۔ دُور دراز سے طلباء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر زیور حفظِ قرآن سے آراستہ ہوتے۔ آپ کا شہرہ دُور دُور تک پھیلا ہُوا تھا۔

اُستاذ الحفّاظ حافظ عنایت اللہ صاحب :

حافظ عنایت اللہ صاحب کے والد کا نام مولانا سیف اللہ اور دادا کا نام شہزاد خان تھا۔ آپ کی کنیت "ابو عثمان" اور لقب استاذ الحفّاظ تھا"۔ موضع زاخیل ضلع پشاور کے رہنے والے تھے۔ آپ کے نانا حافظ مُوسیٰ بن غلام یٰسین بن حافظ محمد صاحب موضع چمکنی ضلع پشاور کے رہنے والے تھے۔ اور حافظ مُوسیٰ صاحب قُطب الاقطاب حضرت شیخ عمر صاحب چمکنی کی مسجد کے امام اور خطیب تھے۔ آپ (حافظ عنایت اللہ صاحب) کی والدہ نہایت

ہی عابدہ زاہدہ، اور عالمہ تھیں، چونکہ آپ کی چھوٹی عمر ہی میں آپ کے والد کا انتقال ہوگیا تھا اِس لئے آپ کی والدہ اپنے والد حافظ مُوسیٰ صاحب کے پاس موضع چمکنی چلی آئیں۔ آپ کے نانا کے زیرِ سایہ آپ کی پرورش ہُوئی۔ چونکہ بچپن ہی سے آپ کے چہرہ سے نیکی اور شرافت کے آثار نظر آ رہے تھے، اِس لئے آپ کے نانا صاحب نے آپ کی تعلیم و حفظِ قرآن کی طرف پوری پوری توجہ دی۔ والدہ صاحبہ کے ارشاد کے مُطابق ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد پشاور میں اپنے خالو حافظ قاری نذر محمد صاحب کے پاس حفظِ قرآن میں مصروف ہو گئے۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ متداولہ درسی کتابیں بھی پڑھنا شروع کر دیں۔ صرف تین برس کے عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ چودہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کروانا شروع کروا دیا۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط

پشاور شہر کے مشہور و معروف علم دوست تاجر خان بہادر سیٹھی کریم بخش مرحوم نے سرائے حسن (علاقہ منڈی بیری پشاور) میں ۱۸۹۳ء میں مدرسہ حفظ القرآن قائم کیا۔ آپ کو اِس مدرسہ میں حفظِ قرآن مجید پر مدرس مقرر کیا گیا۔ اِدھر خان بہادر کریم بخش صاحب مرحوم نے محلہ جتّاں علاقہ یکہ توت میں "مدرسہ تعلیمُ القرآن" کے نام پر ایک عظیمُ الشان عمارت کی بُنیاد رکھی، جس وقت یہ عمارت پایۂ تکمیل کو

لہ آج افسوس ہے کہ وہ عظیم الشان عمارت جو حفظ القرآن اور تعلیم اسلامیہ کے لئے (بقیہ صفحہ ۱۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

پہنچ چکی تو " مدرسہ سرائے حسن " کے تمام طلبا۔ اور اساتذہ اِس عمارت میں منتقل ہو گئے۔ آپ کو اب اِس مدرسہ اسلامیہ تعلیم القرآن علاقہ جتاں " میں شعبۂ حفظ القرآن کا صدر مدرس بنایا گیا۔

ان دنوں آپ کی تنخواہ برائے نام مبلغ چار روپے ماہوار تھی۔ شدہ شدہ آپ کی تنخواہ نو روپے ماہوار تک بڑھی۔ آپ کی عادت تھی کہ جس وقت تنخواہ ملتی فوراً والدہ محترمہ کی خدمت میں پیش کر دیتے اور طالبِ دُعا ہوتے۔

۱۸۹۲ء سے لے کر ۱۹۱۶ء تک یعنی تقریباً ۲۳ برس تک آپ نے اِس مدرسہ میں قرآنِ مجید حفظ کروایا۔ پشاور شہر، دیہات، علاقہ آزاد، کوہستان، کابل، ہرات اور غزنی تک کے طلبا۔ نے آکر آپ سے قرآنِ مجید حفظ کئے۔

۱۹۱۷ء میں آپ نے یہاں سے ہندوستان کا سفر اختیار کیا، بمبئی، سورت اور ڈھاکہ میں رہنے کے بعد کوئٹہ میں قیام کیا، کوئٹہ میں ایک مسجد میں قیام کرکے درس قرآن کا سلسلہ شروع کر دیا۔

(بقیہ صلا۱۱۴) بنائی گئی تھی۔ اوقاف کی بے توجہی اور لاپرواہی کی وجہ سے " خیرات مانگنے والوں کا گھر " ہے۔ آج صدمہ ہوتا ہے جبکہ ایک شخص جو حفظ القرآن کا احساس رکھتا ہے اس عمارت میں جس میں سے ہر وقت قرآن مجید کی صدائیں آتی رہتی تھیں۔ چند نیم پاگل اپاہج فقیروں کو دیکھتا ہے۔ محکمہ اوقاف کی نااہلی اور میونسپلٹی کی بے غفلت پر جو اس عمارت کے متعلق وہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے !!

چوبیس برس وہاں پر رہ کر بے غرض اور بے لوث، بغیر مزد کے لوگوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھاتے رہے اور حفظ کرواتے رہے سینکڑوں افراد نے آپ سے فیضِ قرآنی حاصل کیا

جس وقت آپ قرآن مجید تلاوت کرتے تو قرأت اور تجوید کے عین مطابق پڑھتے، اِتنی خوش الحانی سے تلاوت کرتے کہ سُننے والے زار زار روتے رہتے۔ آپ نہایت ہی حلیم الطبع منکسر المزاج خلیق، ملنسار، خوددار، متواضع، کم گو اور انتہائی مہمان نواز تھے۔ بہ خیر وبرکت کا مجسّمہ، ولیٔ کامل۔ نوّے ۹۰ برس کی عمر میں اپنے گاؤں موضع چمکنی میں ۱۴ر شعبان المعظّم ۱۳۸۳ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۳ء بروز منگل بوقت دوپہر انتقال کیا۔

آپ کے تین صاحبزادے ہیں، اِن میں صرف ایک جناب حافظ محمد نعمان حافظِ قرآن ہیں اور باقی دو حاجی محمد عثمان صاحب اور جناب فضل الرحیم صاحب حافظِ قرآن نہیں ہیں۔

حافظ محمد نعمان صاحب چمکنی پشاور :

حافظ محمد نعمان صاحب آپ کے فرزند ہیں، نہایت ہی خلیق متقی اور پرہیز گار قرآن پاک کے جیّد حافظ ہیں، ناظرہ پڑھاتے اور حفظ بھی کرواتے ہیں۔ حافظ صاحب مدظلہ، کے شاگردوں کی تعداد بے حساب ہے۔ اِس وقت آپ کے شاگردوں کے شاگرد بھی جیّد حافظ اور مدرس ہیں۔

حافظ گُل نذیر احمد صاحب مرحوم :

آپ کے شاگردوں میں جناب مولینا مولوی حافظ گل نذیر احمد صاحب مدرسہ جٹاں میں کافی عرصہ قرآن مجید پڑھاتے رہے اور تعلیم دیتے رہے۔ جب سُرخ پوش تحریک نے مدرسہ جٹاں پر قبضہ کر لیا تو پھر آپ میونسپلٹی کے سکول میں معلم دینیات کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آپ حضرت علامہ دوراں مولانا مولوی میاں نصیب احمد صاحب مرحوم کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں، بہت ہی پاکیزہ اوصاف کے حامل تھے۔ نہایت ہی یکسو رہنے والے تھے، سوائے تلاوتِ قرآن، شاگردوں کو پڑھانا اور عبادتِ الٰہی کے اور کوئی شغل نہیں تھا۔ اگرچہ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی، مگر تلامذہ کی صورت میں معنوی اولاد سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہے۔

حافظ مولانا بشیر احمد صاحب خطیب مسجد میاں صاحب :

جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب والد مولینا مولوی حافظ گل فقیر احمد صاحب نے اپنے چچا جناب مولینا حافظ گل نذیر احمد صاحب سے قرآن شریف یاد کیا، اور اپنی مسجد میں سُنایا۔ آپ عالم فاضل ہیں۔ بہترین مقرر ہیں۔ اپنے والد صاحب کے قائم مقام ہیں جمعہ کو خطبہ روزانہ قرآن وحدیث کا درس دیتے ہیں۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ عقائد حقہ، اہل سنت وجماعت کے داعی ہیں وسیع النظر

اور وسیع القلب ہیں۔ سلسلہ چشتیہ میں گولڑہ شریف سے نسبت ہے۔
اپنے شیخ کی محبت و عقیدت سے آپ کا قلب بھر پور ہے، پشاور
میں آپ کے علم اور اخلاق کی وجہ سے لوگ آپ کی بڑی قدر کرتے
ہیں۔ اس وقت ۴۲ برس کی عمر ہوگی۔

حافظ مولانا غلام احمد صاحب المعروف شیر محمد ڈپٹی صاحب :

جناب حافظ مولوی غلام احمد صاحب نے بھی اپنے چچا مولینا
حافظ گل نذیر احمد صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ بھی فاضل
دینیات ہیں اور عقائد حقّہ، اہلِ سنّت و جماعت کے داعی ہیں۔
بہترین واعظ ہیں، تین تین گھنٹے وعظ کرتے ہیں، سلسلہ چشتیہ میں
گولڑہ شریف سے نسبت ہے۔ حضرت مولینا حافظ گل فقیر احمد صاحب
کے چھوٹے فرزند ہیں۔

حافظ حاجی محمدؐ صاحب :

حافظ حاجی محمدؐ صاحب بھی جناب اُستاذ الحفّاظ کے شاگردوں
میں صاحبِ درس شاگرد تھے۔ آپ کے والد کا نام شہابُ الدّین
تھا، اور محلہ مقرب خان علاقہ چوک ناصر خان کے رہنے والے
تھے۔ آنکھوں سے نابینا تھا۔ آپ نے مکمل قرآن مجید حافظ صاحب
سے ہی یاد کیا، بہت ہی متین، سنجیدہ، متقی اور پرہیزگار تھے۔
سلسلہ چشتیہ میں حضرت فقیر احمد صاحب میروی رحمۃُ اللہ علیہ کے
مُرید تھے۔ نہایت ہی خوش الحان اور درد و سوز سے قرآن مجید پڑھتے

تھے، اپنی تمام عمر خدمتِ قرآن مجید میں بسر کی۔ باوجود آنکھوں سے معذوری کے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا، توکّل علی اللہ کو آپ پر ناز تھا۔ آپ جب قرآن مجید پڑھتے تو صاحب حال اصحاب وجد و ذوق میں تڑپ اُٹھتے۔ آپ کی وفات ۱۳۵۸ھ میں واقع ہوئی۔ آپ کی نرینہ اولاد نہیں تھی مگر بڑے بڑے قابل شاگرد پیچھے چھوڑے ہیں۔ کافی افراد نے آپ سے قرآن یاد کیا۔

حافظ غلام محمد صاحب (محلہ یکہ توت) پشاور :

ان میں حافظ غلام محمد صاحب بھی ہیں، آپ حافظ حاجی محمد صاحب نابینا کے شاگردوں میں سے ہیں آپ کے والد کا نام حاجی قلندر صاحب ہے۔ محلہ یکہ توت کے رہنے والے ہیں۔ نہایت سنجیدہ، کم گو، خلیق اور متواضع شخصیت رکھتے ہیں۔

قرآن مجید بہت اچھا ضبط ہے، تراویح میں تین چار بار قرآن سناتے ہیں۔ لہجہ بہت اچھا ہے اور تلفّظ بھی نہایت صحیح۔ اکثر پشاور کے علماء آپ سے رمضان مبارک میں قرآن سنتے ہیں اور آپ کی طرز ادا کو بہت پسندیدگی سے دیکھتے ہیں۔ آپ نے قرأت حافظ قاری نور احمد صاحب مرحوم خطیب مسجد مہابت خاں سے پڑھی، محنتی اور جفاکش ہیں۔ اِس وقت ۵۴ برس کے قریب عمر ہوگی، حضرت فقیر احمد صاحب میروی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ میں مرید ہیں۔ "ہندکو" شعر بھی لکھتے ہیں۔ حافظ تخلص ہے۔ آپ کے لڑکوں میں

کوئی حافظ نہیں ہے۔

حافظ علی احمد صاحب گندیوٹرہ پشاور :

حافظ علی احمد صاحب فقیر محمد مرحوم کے فرزند ہیں، آپ بھی حافظ حاجی محمد صاحب نابینا کے شاگردِ رشید ہیں، آپ بڑے ہی فقیر طبع ہیں، فقراء اور درویشوں سے محبت رکھتے ہیں، سادات کرام کا ادب و احترام آپ کا خاص وصف ہے۔ اپنی زمینداری پر بسر اوقات کرتے ہیں۔ قرآن مجید سادہ و پُرسوز لہجہ میں پڑھتے ہیں۔ جناب حافظ علاء الدین شاہ صاحب ساکن موضع وڈپگہ (تحصیل پشاور) کی وفات کے بعد حضرت غوثِ وقت شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۲ برس کے قریب ہوگی۔ کبھی کبھی کسی طالب علم کو یاد بھی کرواتے ہیں۔ دینی علم کی تحصیل نہیں کی۔ ملنسار، متواضع اور شریف النفس ہیں، علماء کی قدر کرنے والے ہیں، رمضان شریف میں تین چار ختم کرتے ہیں۔

حافظ تاج محمد صاحب نمک منڈی پشاور :

حافظ تاج محمد صاحب بھی "حافظ حاجی محمد صاحب نابینا" کے شاگرد ہیں، آپ نمک منڈی محلہ کشمیری میں رہتے ہیں، اکثر علماء پشاور کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ عمدہ معمار ہونے کے علاوہ نہایت محنتی اور جفاکش ہیں۔ صاحبزادہ علامہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس مبارک میں باقاعدگی سے شریک ہوا کرتے،

ترجمہ اور حدیث سے واقف ہیں، انتہائی سادہ اور رقت انگیز لہجہ میں قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ پابندِ صوم وصلوٰۃ، عمر اس وقت ۵۰ برس کے قریب ہوگی، اکثر تراویح میں سامع کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

حافظ عبدالغفور صاحب امام مسجد :

حافظ عبدالغفور صاحب بھی "حافظ حاجی محمد صاحب نابینا" کے شاگرد ہیں۔ آپ محلہ میر پورہ علاقہ یکہ توت (پشاور) کی مسجد کے امام ہیں۔ گنڈیری کا کام کر کے گزر اوقات کرتے ہیں، اگرچہ قرآن مجید اچھا ضبط ہے مگر آواز کی کرختگی کی وجہ سے لہجہ اچھا نہیں۔

حافظ عبدالمالک صاحب :

حافظ عبدالمالک صاحب بھی "حافظ حاجی محمد صاحب نابینا" کے شاگرد ہیں، آپ جید حافظ ہیں اور مردان میں رہتے ہیں ۔ صاحبِ درس ہیں۔

حافظ عبدالواحد صاحب پشاور :

جناب حافظ عبدالواحد صاحب نے بھی حافظ عنایت اللہ صاحب سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ آپ جید حافظ ہیں، تراویح میں سُناتے ہیں۔ لہجہ بہت اچھا ہے۔ آپ "محلہ شہباز وار دگر" علاقہ ریتی میں رہتے ہیں۔ کریانہ مرچنٹ ہیں، اِس وقت ستّر برس عمر ہوگی۔

حافظ محمد یونس صاحب متقرّب خاں پشاور :

حافظ محمد یونس صاحب بھی استاذ الحفّاظ حافظ عنایت اللہ صاحب

کے شاگرد تھے، آپ نے بھی اگرچہ یاد تو اُستاذ الحفاظ صاحب سے کیا، مگر ضبط "حافظ حاجی محمدؐ صاحب نابینا" سے کیا۔

حافظ محمدؐ یونس ملنسار، متواضع، خوش طبیعت اور انتہائی دوست نواز تھے، مدرسہ جٹاں میں دینیات کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ کافی عرصہ محلّہ جٹّاں کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیئے' بہت اچھے واعظ تھے، پشاور کے سیاسی اور عوامی ورکر تھے۔ ہجرت کی تحریک سے یعنی ۱۹۱۹ء سے ۱۹۶۳ء تک مسلمانوں کی سیاسی تحریکوں میں سرگرمی سے شریک رہے۔ علی الخصوص مسلم لیگ میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

حضرت حاجی پیر مہربان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری نقشبندی کے مخلص ترین مریدوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے شیخ کی آپ پر خصوصی نظرِ کرم تھی۔ جس کا تذکرہ آپ اکثر کرتے رہتے، آپ انتہائی محنتی تھے ستر" برس کی عمر تک اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے رہے۔ اگرچہ ضعیف تھے مگر جواں ہمّت اور صاحب برکت تھے۔ ۷۰ برس کی عمر میں ۱۹۶۳ء میں چند دن بیمار رہ کر انتقال کیا۔ آخری برس بھی رمضان مبارک میں قرآن مجید تراویح میں سُنایا۔ آپ کے دو فرزند ہیں حاجی محمد اسحاق صاحب اور حاجی میرا حمد صاحب' نیک پابند صوم صلوٰۃ اور با اخلاق لیکن والد کی طرح حافظ نہیں ہیں۔

حافظ عبدالرحمٰن صاحب اوّل :

حافظ عبدالرحمٰن صاحب بھی حافظ عنایت اللہ صاحب کے شاگرد تھے۔ موضع گگڑی متصل تہکال تحصیل پشاور کے رہنے والے تھے۔ خانقاہ حضرت شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ محلہ ڈبگری کی مسجد کے امام تھے۔ آپ بلند پایہ عالم اور قاری تھے۔ انتہائی متقی، پرہیزگار اور پابندِ سنّت تھے۔ اِسی مسجد میں ۳۲ برس تک قرآنِ مجید کا درس دیا۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد ہیں جنھوں نے آپ سے ناظرہ قرآنِ پاک پڑھا اور بیسیوں نے حفظ کیا۔ درسی کتابیں بھی پڑھاتے۔ ۱۳۶۴ھ بعمر ۶۰ برس انتقال کیا۔ آپ کے شاگردوں میں جو مشہور حفاظ گزرے ہیں اُن کا تذکرہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

حافظ عبدالقیوم صاحب امام مسجد سراجان پشاور :

حافظ عبدالقیوم صاحب نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے۔ قرآن مجید بہت اچھا یاد تھا۔ صاحبِ استغنا خوددار اور متواضع تھے۔ قرآن مجید کا درس دیتے اور حفظ و ناظرہ بھی پڑھاتے۔ چوک یادگار میں مسجد سراجان کے امام تھے۔ بعمر ۴۵ برس ۱۳۸۲ھ میں فالج کا حملہ ہوا اور انتقال کیا۔

حافظ سیفُ الرحمٰن صاحب بھانہ ماڑی پشاور :

حافظ سیفُ الرحمٰن ولد جناب مولٰینا الحاج مولوی فضل الرحمٰن صاحب خطیبِ اسلام بھانہ ماڑی بھی "حافظ عبدالرحمٰن صاحب"

کے شاگرد ہیں، اس وقت ۲۸ برس عمر ہوگی۔ دینی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں، آج کل کراچی میں پولیس لائن کی مسجد کے امام ہیں۔ اسی مسجد میں ناظرہ قرآنِ حکیم اور حفظ کا درس دیتے ہیں۔ صالح نوجوان ہیں۔

حافظ بہادر صاحب امام مسجد شاہ قبول اولیاء :

حافظ بہادر صاحب بھی حافظ عبدالرحمٰن صاحب کے شاگرد ہیں اور آج کل اپنے استاذ کی مسجد (شاہ قبول اولیاء علاقہ ڈبگری پشاور) میں امام ہیں، بہت ہی قابل اور جید حافظ ہیں۔ اسی مسجد میں ناظرہ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں اور اگر کوئی طالب علم آجائے تو حفظ بھی کرواتے ہیں۔

آغا سید میر بادشاہ صاحب :

آغا سید میر بادشاہ صاحب کے والد کا نام آغا سید شیر شاہ صاحب تھا۔ آپ بھی استاذ الحفاظ حافظ عنایت اللہ صاحب کے شاگرد تھے۔ آپ ڈھکی شریف خاں علاقہ کریمپورہ پشاور کے رہنے والے تھے، انتہائی خوش الحان تھے۔ اپنے وقت کے حفاظ میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ ان کے استاذِ محترم نفس شاہ صاحب کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ ۱۳۶۷ھ میں انتقال کیا۔

حافظ عبدالحق صاحب چاہ کالا پشاور :

حافظ عبدالحق صاحب محلہ چاہ کالا کی مسجد کالا خان کے امام تھے۔ اسی مسجد میں کافی عرصہ درس دیا۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے ناظرہ قرآن پڑھا اور بیسیوں نے حفظ کیا۔ آپ بڑے باوضع، مہمان نواز اور متواضع تھے۔ صاحب علم بھی تھے۔ لہجہ بہت دلپذیر تھا، ۱۳۴۸ھ میں بعمر ۶۰ برس انتقال کیا۔

حافظ فدا محمدؐ صاحب :

حافظ فدا محمدؐ صاحب بھی استاذ الحفاظ حافظ عنایت اللہ صاحب کے شاگرد ہیں، جامع مسجد گنج کے امام و خطیب رہ چکے ہیں۔ دستی پنکھے بنانے کا کام کرتے ہیں۔ اس وقت عمر ۶۰ برس کے قریب ہو گی۔

حافظ عبدالرحمٰن صاحب گنج (دوئم) :

حافظ عبدالرحمٰن صاحب بھی اُستاذ الحفّاظ حافظ عنایت اللہ صاحب کے شاگرد تھے۔ جہانگیر پورہ کے علاقہ میں رہتے تھے، اور جیّد حافظ تھے۔

حافظ سُلطان محمدؐ صاحب لوہار :

حافظ سُلطان محمدؐ صاحب لوہار بھی چاہ کالا پشاور میں رہتے ہیں۔ نہایت ہی حلیم الطبع اور خوش اخلاق ہیں، لوہاری کے کام پر گزر اوقات ہے۔ ضعیف العمری کی وجہ سے کمزور ہیں۔ عمر

اِس وقت ۷۵ یا ۸۰ برس کے قریب ہوگی۔

حافظ فضل الرحمان اور حافظ فضل محمود صاحبان (محلہ تیلیاں گنج پشاور)

حافظ فضل الرحمان اور حافظ فضل محمود صاحبان پسران حافظ عبدالرحمٰن صاحب، ان ہر دو برادران نے بھی اُستاذ الحفّاظ حافظ عنایت اللہ صاحب سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ ان کو قرآن مجید بہت ہی اچھا حفظ ہے۔ حافظ فضل محمود امام مسجد ہیں۔

حافظ نور احمد صاحب خطیب مسجد مہابت خاں :

حافظ نُور احمد صاحب مکّی مرحوم بھی اُستاذ الحفّاظ کے شاگرد تھے۔

(ان کا تذکرہ صفحہ ۱۰۸ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

حافظ سیّد حسین شاہ صاحب :

جناب آغا حافظ سیّد حسین شاہ صاحب نے بھی جناب حافظ عنایت اللہ صاحب سے حفظ کیا، آپ جیّد حافظ تھے، تراویح میں سُناتے تھے۔ ستّر برس کی عمر پاکر سنہ ۱۳۶۱ھ میں انتقال کیا۔

حافظ مفتی محمد حسین صاحب :

جناب حافظ مفتی محمد حسین صاحب نے استاذ الحفّاظ حافظ عنایت اللہ صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کے والد جناب مفتی میاں محمد صاحب عالم و فاضل تھے۔ بلکہ آپ کے آبا و اجداد تک سب کے سب علمائے دین اور مسجد قاضی خیلاں کے امام تھے۔

آپ خود جیّد حافظ ہونے کے علاوہ صاحبِ درس تھے۔ بہت افراد کو ناظرہ قرآن پڑھایا۔ تمام عمر درس تدریس میں بسر کی، بہت بلند اخلاق تھے، تراویح میں باقاعدہ سناتے تھے۔ ۵۵ برس کی عمر کو پہنچ کر ۱۳۷۹ھ میں انتقال کیا۔

حافظ مفتی محمد یوسف صاحب :

جناب حافظ مفتی محمد یوسف صاحب ولد مفتی میاں محمد صاحب نے بھی جناب استاذ الحفّاظ حافظ عنایت اللہ صاحب سے حفظ کیا۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل پاس کیا۔ اسلامیہ ہائی سکول پشاور میں فارسی کے استاد تھے۔ قرآن مجید اچھا یاد تھا۔ بہت تیز پڑھنے والے تھے۔ ۶۵ برس کی عمر میں ۱۳۷۷ھ میں انتقال کیا۔ پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے، انتہائی پابندِ سنّت اور صاحبِ شفقت و رافت تھے۔

حافظ لال صاحب
اور
اُن کے شاگرد

حافظ لال صاحب محلہ تیلیاں (ذیر بندان) گنج پشاور

حافظ لال صاحب پشاور شہر کے اکابر حفاظ میں سے تھے۔ آپ کا درس بہت وسیع تھا۔ سینکڑوں طلباء تمام دن آ آکر آپ سے قرآنِ مجید حفظ کرتے۔ آپ تمام دن اور رات میں صرف تین گھنٹے آرام کرتے اور باقی اوقات قرآن پاک پڑھاتے۔ آپ بڑے متوکل، زاہد اور مستغنی تھے۔ اپنا کام کر کے قوت لایموت مُہیا کرتے، سوزن کاری کا کام کرتے تھے، بڑے ہی مہمان نواز تھے۔ اگر کوئی کام خلافِ شریعت کسی کو کرتے دیکھ لیتے تو بڑی شدت کے ساتھ اسے روکتے اور منع فرماتے، بڑے وجیہہ اور سُرخ و سفید تھے۔ اسی برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

حافظ محمد بخش صاحب تیلیاں گنج پشاور:

حافظ محمد بخش صاحب اپنے والد "حافظ لال صاحب" کے شاگرد تھے، آپ بھی بڑے وجیہہ اور خوب صورت تھے۔ اپنے والد کے بعد درس کو سنبھالا اور والد سے بھی زیادہ وُسعت دی

آپ کے حلقۂ تلامذہ میں غزنی، ہرات اور کابل تک کے علماء اور حفاظ، قرآنِ مجید حفظ کرنے کے لئے آتے، سینکڑوں ناظرہ خوان اور حفاظ نے آپ سے فیض اُٹھایا۔ بعمر ۸۰ برس ۱۳۵۳ھ میں انتقال کیا۔ آپ کے تین فرزند تھے جو کہ حافظانِ قرآن تھے۔ حافظ محمد امین صاحب، حافظ عبدالرحیم صاحب اور حافظ عبدالکریم صاحب۔

حافظ محمد امین صاحب :

انھوں نے اپنے والد حافظ محمد بخش صاحب سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ محلہ ملاں بارو، علاقہ گنج کی مسجد کے امام تھے۔ بڑے خوش پوش اور باوضع تھے۔ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے بسرِ اوقات کرتے۔ پشاور کی خاص صنعت پنکھا سازی کا کام کرتے، چونکہ آپ جید حافظ تھے اس لئے دُوسرے حفاظ آپ سے دور کرتے۔ آپ ناظرہ پڑھاتے اور حفظ کرواتے تھے۔ بہت ہی خلیق اور ملنسار تھے۔ بعمر ستر برس ۱۳۶۳ھ ہجری انتقال کیا۔

حافظ تاج محمد صاحب :

حافظ تاج محمد صاحب، حافظ محمد امین صاحب کے فرزند تھے۔ اُنھوں نے اپنے دادا حافظ محمد بخش صاحب مرحوم سے قرآن مجید یاد کیا تھا۔ ۱۵ برس کی عمر میں حفظ کیا اور ۱۶ برس کی عمر میں پہلی بار تراویح میں قرآن مجید سُنایا۔ چند ماہ بعد نوجوانی کے عالم میں انتقال کر گئے۔

حافظ عبدالرحیم صاحب :

حافظ عبدالرحیم صاحب بھی اپنے والد حافظ محمد بخش صاحب کے شاگرد تھے اپنے والد کی طرح تمام اوقات قرآن مجید حفظ کرواتے رہتے۔ چالیس ۴۰ برس تک محض رضائے الٰہی کے لئے قرآن مجید حفظ کروایا۔ آپ کا درس بھی بڑا وسیع تھا۔ خود درزی کا کام کرتے تھے۔ ۱۳۶۰ھ میں انتقال کیا۔ اُس وقت آپ کی عمر ۷۰ برس تھی۔

حافظ عبدالکریم صاحب :

حافظ عبدالکریم صاحب بھی اپنے والد حافظ محمد بخش صاحب کے شاگرد تھے۔ آپ نے حفظِ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ پشاور شہر کے مشہور عالمِ دین حضرت مفتیِ سرحد مولینا مولوی عبدالحکیم صاحب پوپلزئی ساکن گاڑیخانہ پشاور سے علوم متداولہ کی تکمیل کی مسجد تیلیاں کے امام تھے۔ اپنے والد کی طرح درس دیتے، مگر آپ حفظِ قرآن کے ساتھ ساتھ علوم مروجہ کی کتابیں بھی پڑھاتے۔ نہایت ہی خلیق اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپ قرآن شریف پڑھتے تو پورے قرآن شریف میں کہیں بھی کوئی دقّت پیش نہ آتی۔ بڑے بڑے حفاظ امتحاناً آپ کے پیچھے سماع کرتے تو کوئی غلطی نہ پاتے۔ ایک بار پشاور شہر کے مشہور تاجر اور دینی امور میں انتہائی دلچسپی لینے والے جناب سیٹھی کریم بخش صاحب مرحوم نے اپنی مسجد میں آپ سے قرآن سُنا، اُس وقت سماع کرنے والے آپ کے پیچھے دس حافظ

موجود تھے۔ تمام قرآنِ مجید کے سماع کے دوران وہ آپ کی ایک غلطی بھی نہ نکال سکے، دوبارہ بیس حفاظ نے آپ کے پیچھے سماع کیا، تب بھی کوئی غلطی نہ نکلی۔ تیسری بار چالیس حفاظ بہت سے عالم اور کافی عوام کی موجودگی میں آپ سے قرآنِ پاک سنا گیا، پھر بھی کوئی غلطی نہ ہوئی تو تمام حفاظانِ پشاور اور علمائے پشاور نے آپ کے صحیح قرآن شریف پڑھنے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ۶۵ برس کی عمر میں ۱۳۶۳ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے کافی شاگرد تھے۔

حافظ محمد امین صاحب محلہ ہودہ گنج پشاور :

حافظ محمد امین صاحب ولد[1] غلام محمد صاحب جناب حافظ عبدالکریم صاحب کے شاگرد ہیں۔ اپنا کاروبار کرتے ہیں، بہت ہی صاف اور پاکیزہ قرآن پڑھتے ہیں۔ اس وقت ۵۰ برس کے قریب عمر ہوگی۔ محلہ ہودہ علاقہ گنج میں رہتے ہیں۔ تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔ پسندیدہ اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ آپ نے ابتدائی تین پارے استاذ الحفاظ حافظ عنایت اللہ صاحب سے یاد کئے۔

حافظ عبدالرحمٰن صاحب :

جناب حافظ لال صاحب کے دوسرے فرزند کا نام حافظ عبدالرحمٰن

---

[1] یہ روایت حافظ غلام محمد صاحب سکنہ یکہ توت نے بیان کی ہے ؎

صاحب تھا۔ آپ نے بھی اپنے والد سے قرآن مجید حفظ کیا۔ مسجد تیلیاں (دفتر بنداں) کے امام تھے۔ والد کی طرح آپ بھی درس دیتے۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے ناظرہ پڑھا اور تقریباً ساٹھ افراد نے آپ سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کا لہجہ نہایت ہی سوز و گداز سے بھرپور تھا، جس وقت آپ مسجد سیٹھاں (محلہ ڈھلان زیر گورکھڑی) میں قرآن مجید سناتے تو محلہ ڈھلان کی ہندو عورتیں آکر آپ کا قرآن پاک سنتیں اور زار زار روتیں، یہاں تک کہ جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو آپ پر سے پھول نچھاور کرتیں آپ کے دو فرزند حافظ فضل الرحمان اور حافظ فضل محمود صاحبان ہیں۔

حافظ فضل الرحمٰن صاحب اور حافظ فضل محمود صاحب

ہر دو برادران نے اُستاذ الاساتذہ حافظ عنایت اللہ صاحب چمکنی سے قرآن یاد کیا۔ ان کا تذکرہ صفحہ ۱۲۶ پر ملاحظہ ہو۔

حافظ عبدالرشید صاحب سیٹھی :

حافظ عبدالرشید صاحب سیٹھی بھی حافظ عبدالرحمان صاحب کے شاگرد تھے، نہایت ہی متین، سنجیدہ، اور با اخلاق تھے۔ قرآنِ پاک آپ کو اچھا ضبط تھا۔

حافظ عبدالجلیل صاحب سیٹھی :

حافظ عبدالجلیل صاحب سیٹھی بھی حافظ عبدالرحمٰن صاحب کے ایک اور شاگرد تھے۔ آپ نہایت ہی شریف النفس اور بلند اخلاق کے مالک تھے، قرآن پاک خوب ضبط تھا۔ پشاور کے مشہور تاجر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

حافظ فضل الٰہی صاحب سیٹھی :

حافظ فضل الٰہی صاحب بھی حافظ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ پشاور کے مشہور تاجر سیٹھی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اخلاقِ حسنہ کے مالک اور تاجر تھے۔ تمام سیٹھی صاحبان بڑے دیندار تھے۔

حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب ۱۳۴۹ھ میں بعمر ستر برس فوت ہوئے۔

حافظ محمد عتیق صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ محمد مستان صاحب پشاور :

پشاور شہر کے "قلعہ بالا حصار" میں ایک ولی اللہ کا مزار ہے۔ جن کا نام حافظ محمد مستان صاحب نقشبندی ہے، آپ بڑے باکمال، صاحبِ کرامات ولی اللہ اور اتباعِ سنّت میں اپنی نظیر آپ تھے۔ ان کے سات فرزند تھے۔ یہ سب حافظِ قرآن اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔ نیز ہر ایک نے حفظ قرآن کے درس کا شغل جاری رکھا۔

حافظ محمد ایوّب صاحب (محلّہ کاکا جمعدار۔ علاقہ ریتی) پشاور :

حافظ محمد ایوّب صاحب، حضرت حافظ محمد مستان صاحب کے بڑے فرزند تھے۔ جیّد حافظ، بلند پایہ عالم، اور ولی اللہ تھے، انتہائی پاکیزہ زندگی گزاری، اپنے والد سے قرآن مجید حفظ کیا۔

حافظ محمد عتیق صاحب پشاور :

حافظ محمد عتیق صاحب، حضرت حافظ محمد ایوب صاحب نقشبندی کے فرزند تھے۔ غالباً ۱۲۶۲ھ میں محلہ کاکا جمعدار علاقہ ریتی میں پیدا

ہوئے، اپنے والد سے قرآن حفظ کیا اور علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ معرفت وطریقت کی تربیت بھی اپنے والد کے زیرِ سایہ کی۔ آپ نے سب سے پہلے محلہ ریتی میں حفظِ قرآن کا درس قائم کیا۔ طلبار آنا شروع ہو گئے۔ مکان پر جگہ کی قلت ہو گئی تو انھوں نے گھنٹہ گھر کے قریب دو مکانیں اِس مقصد کے لئے کرایہ پر لے لیں۔ شہر کے ایک مشہور تاجر سیٹھی شیر احمد صاحب مرحوم نے جو آپ کا بڑا معتقد تھا (اور اپنے بچے بھی آپ کی خدمت میں حفظ قرآن کے لیے بٹھا رکھے تھے)۔ جامع مسجد نمک منڈی میں آپ کے درس کا انتظام کر دیا جہاں آپ کا درس پہلے سے بھی زیادہ وسیع ہو گیا۔

اس پاس کے دیہات، سابق صوبہ سرحد، پنجاب، سندھ، قبائلی علاقہ، ریاستوں اور افغانستان تک کے طلبار آ آ کر داخلِ درس ہوتے۔ بیک وقت ایک سو طلبا حفظِ قرآن کے لئے ہر وقت موجود رہتے اور سینکڑوں ناظرہ خوان تھے۔ آپ نے پشاور میں قرآنِ مجید اور دینِ اسلام کی بڑی خدمت کی۔ موصوف صرف حافظ ہی نہیں بلکہ قاری، عالمِ اجل تھے۔ متورع، پرہیزگار، پابندِ سنّت، متواضع اور بزرگ سیرت وصورت تھے۔ آپ نے بے غرض ہو کر محض رضائے الٰہی کے لئے قرآن پاک کی تعلیم کا شغل جاری رکھا، بعد میں جب آپ کو محلہ خویشگی کی مسجد کا اِمام مقرّر کیا گیا تو آپ نے باحسن وجوہ یہ خدمت سر انجام دی۔ ۱۳۴۲ھ میں اسّی برس کی عمر میں انتقال کیا۔

حافظہ رابعہ بی بی صاحبہ بنت حافظ محمد عتیق صاحب مرحوم :

حافظہ[1] بی بی رابعہ صاحبہ نے اپنے والد جناب حافظ محمد عتیق صاحب مرحوم سے قرآن حفظ کیا تھا۔ یہ موصوفہ آنکھوں سے نابینا ہونے کے باوجود جیّد حافظہ تھیں۔ جب آپ کے والد اکثر طلباء کو سبق پڑھا دیتے تو بی بی صاحبہ ان شاگردوں کے ساتھ دور کر کے قرآنِ پاک یاد کروا دیتیں بلکہ بعض حفاظ کو تو آپ ہی نے تمام قرآن مجید یاد کروایا، بہت نیک بخت، پاک باز خاتون تھیں۔

حافظ عبد الصمد صاحب :

حافظ عبد الصمد صاحب، حافظ محمد عتیق صاحب کے فرزند تھے۔ اُنھوں نے اپنے والد سے قرآنِ مجید حفظ کیا اور دینیات کی کتابیں بھی پڑھیں۔ اپنے والد کی جگہ اسی مسجد میں امام و خطیب مقرر کیے گئے۔ علماء کے بڑے قدردان، خوش مزاج اور متواضع انسان تھے۔ سیاسی امور میں بھی کافی دلچسپی لیتے، مسلم لیگ کے حامیوں میں سے تھے۔ ۱۳۸۲ھ ہجری میں اتفاقاً پشاور اسٹیشن پہ ریل کے نیچے آ کر ٹانگیں کٹ گئیں، اس حادثہ کے بعد پانچ دن زندہ رہ کر فوت ہو گئے۔

حافظ حکیم عبد الجلیل صاحب ندوی مرحوم :

حکیم عبد الجلیل صاحب ندوی نے حافظ محمد عتیق صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا، حکیم صاحب مرحوم پشاور شہر کے مشہور حکیم جناب

---

[1] ان کا ذکر ملاحظہ ہو خواتین حافظات کے باب میں۔

محمد عبداللہ صاحب مرحوم کے فرزند تھے۔ قرآن مجید حفظ کرنے اور دینیات کی تعلیم کے حصول کے بعد آپ لکھنؤ میں علم طب کی تکمیل کے لئے تشریف لے گئے، چنانچہ وہاں پر سے سندِ فراغت حاصل کی۔ حکیم صاحب نے تمام عمر خدمتِ خلق میں گزاری، سیاسی افکار کے اعتبار سے آپ انڈین نیشنل کانگرس کے سرگرم رکن تھے چنانچہ اکثر و بیشتر سیاسی زندگی میں صوبہ سرحد کی کانگرس پارٹی کے جنرل سیکرٹری رہے اور پوری وفاداری سے تمام امور کو پورا کرتے رہے، آپ کی وفات یکم مارچ ۱۹۶۰ء کو ہوئی۔

حکیم حافظ عبدالعزیز صاحب ندوی :

حکیم عبدالعزیز صاحب نے بھی حافظ محمد عتیق سے حفظِ قرآن کیا۔ حکیم محمد عبداللہ صاحب کے فرزند تھے۔ یہ اپنا مطب قصہ خوانی بازار میں کرتے تھے، صاحبِ اخلاقِ حسنہ تھے۔ سیاسی امور سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ عمر بھر خدمتِ خلق، علمِ طب اور عبادتِ الٰہی میں منہمک رہے۔ ندوۃ العلماء اور تکمیل الطب کالج کے فارغ التحصیل تھے۔ آپ کی وفات ۳۱ دسمبر ۱۹۴۳ء کو ہوئی۔

حافظ عبدالعزیز صاحب پشاور :

حافظ عبدالعزیز صاحب تاجک روڈ نے بھی حافظ محمد عتیق صاحب مرحوم سے قرآن یاد کیا، آپ کو بہت ہی اچھا قرآن مجید ضبط تھا۔ تین رات میں قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ لہجہ بھی بہت اچھا تھا، علمِ قرأت

سے بھی واقف تھے۔ پشاور کے حفاظ میں سے آپ بہترین حافظ تھے۔

حافظ محمد صادق صاحب پیزار فروش :

حافظ محمد صادق صاحب پیزار فروش بھی حافظ محمد عتیق صاحب کے شاگرد تھے۔ آپ بہت ہی آزاد طبیعت تھے۔ قرآن مجید ضبط تھا۔ حضرت پیر حیدر شاہ صاحب جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ میں بیعت تھے۔ ۱۳۷۵ھ میں بعمر اسی برس انتقال کیا۔

حافظ محمد یعقوب صاحب قصاب :

حافظ محمد یعقوب صاحب قصاب (بکر) نے بھی حافظ محمد عتیق صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ اس وقت زندہ ہیں عمر ۷۰ برس کے قریب ہوگی۔ پابند صوم وصلوٰۃ اور متبع سنت ہیں، چھوٹا گوشت فروخت کرتے ہیں۔

حافظ محمد عثمان صاحب نابینا :

حافظ محمد عثمان صاحب نابینا بھی حافظ محمد عتیق صاحب کے شاگرد تھے۔ آپ کو قرآن مجید خوب ضبط تھا۔ آپ گھنٹہ گھر کے قریب کوچہ میں پڑھاتے اور حفظ کرواتے تھے۔ آپ کے کافی شاگرد تھے۔ ۷۵ برس کی عمر میں ۱۳۶۹ھ میں انتقال کیا۔ انتہائی متبع سنت وصاحب استغنا تھے۔ متواضع اور علماء کے قدردان، باوجود آنکھوں سے معذور ہونے کے بہترین قاری، عالم اور طبیب تھے۔

حافظ فیض محمدؐ صاحب کبابی پشاور :

حافظ فیض محمد صاحب نے بھی حافظ محمد عتیق صاحب سے قرآن شریف حفظ کیا۔ آپ "حافظ کبابی صاحب" کے پوتے ہیں۔ ان کا تذکرہ صفحہ ۶۸ پر ملاحظہ ہو۔

حافظ عطا محمدؐ صاحب نوشاہی :

حافظ عطا محمد صاحب ولد مرزا طلا محمد صاحب مرحوم نوشاہی نے بھی جناب حافظ محمد عتیق صاحب سے حفظ کیا، آپ نوشاہیہ قادریہ سلسلہ کے خلیفہ ہیں، آپ کو قرآن مجید اچھا ضبط ہے۔ ۶۰ برس سے تراویح میں باقاعدہ سناتے ہیں۔ دو لڑکوں احمد اور نور محمدؐ کو کراچی میں حفظ کروایا، اس وقت بھی پڑھاتے ہیں عمر ۷۵ برس ہے

اِن تمام شاگردوں کے علاوہ جناب حافظ محمد عتیق صاحب مرحوم کے ناظرہ خوانوں کے خلیفہ عبدالعزیز خوش باش تھے۔ انھوں نے بھی اپنی ساری زندگی سیاست وطن میں گزاری اور بسر کر رہے ہیں اس وقت ۶۵ برس کے قریب عمر ہوگی۔

حافظ غلام محمدؒ صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ غلام محمد صاحب امام مسجد "حاجیاں" گنج خیلاں پشاور

حافظ غلام محمد صاحب المشہور "ٹوپی والے حافظ جی صاحب" :

حافظ غلام محمد المشہور "ٹوپی والے حافظ جی صاحب" نے موضع ڈومیل (پنجاب) میں قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ گنج دروازے کے قریب رہتے تھے اور اپنے گھر ہی میں قرآن پاک کا درس دیتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں سی کر فروخت کر کے گذرِ اوقات کرتے، اسی وجہ سے آپ کو "ٹوپی والے حافظ جی صاحب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا درس کافی وسیع و بسیط تھا۔ اکابر مدرسین حفاظ کو آپ کا شرف تلمذ نصیب ہوا۔

حافظ غلام محمد صاحب (امام مسجد حاجیاں علاقہ گنج) پشاور :

حافظ غلام محمد صاحب امام مسجد حاجیاں، ٹوپی والے حافظ جی صاحب کے شاگرد تھے، آپ صرف حافظِ قرآن ہی نہیں بلکہ عالم بھی تھے۔ موضع وڈپگہ تحصیل پشاور کے مشہور عالم دین مولینا مولوی حافظ سید مسعود شاہ صاحب بخاری سے درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ قرآن مجید کے حفظ کروانے کے ساتھ ساتھ کتب فقہ اور نظم کی کتابیں

بھی پڑھاتے۔ آپ کا مکان ہر وقت شاگردوں سے بھرا رہتا ،
بیک وقت ایک سو تیس طلباء آپ کے درس میں موجود رہتے ،
آپ بھی اپنے اُستاذ کی طرح ٹوپیاں بناتے ، اور اِن ٹوپیوں پر تلّا
بھی چڑھاتے ، محنت مزدوری کر کے رزقِ حلال کماتے اور لوگوں
کو اللہ تعالیٰ کا کلام یاد کرواتے۔ آپ پچاس برس تک پشاور
مضافات ، صوبہ سرحد اور دُور دراز علاقوں کے لوگوں کو قرآن پاک
پڑھاتے رہے۔ پشاور میں حفظِ قرآن کے سلسلہ میں آپ کی امتیازی
حیثیت تھی۔ طلباء کو حتی المقدور کپڑا اور روٹی بھی اپنی گرہ سے
دیتے ، کبھی بھی کسی سے طمع اور لالچ نہیں رکھی طبیعت میں بہت
استغنا تھا۔ آپ کے فرزند حافظ غلام سرور صاحب بیان کرتے
ہیں کہ ایک کوہستانی طالب علم قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے آیا۔
عید آگئی ، طالب علم نے عرض کی مجھے اجازت ہو تو دیر بہادر
جا کر اپنے کپڑے لے آؤں۔ آپ نے اُس طالب علم کو ایک نیا جوڑا
اور ایک چغہ عنایت فرما دیا۔ وُہ بہت خوش ہُوا ، تہجد کی نماز کے
وقت حافظ صاحب کو اکیلا پاکر آپ کی خدمت میں عرض کیا ، کہ
اُستاذِ محترم ! مجھے کیمیا آتی ہے اور بڑے بڑے لوگ میرے پیچھے
پھرتے ہیں میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ
جاؤ ، "میری کیمیا میرا قرآن ہے"۔ اس شاگرد نے پھر اصرار کیا ،
آپ نے فرمایا "تیری کیمیا کو آگ بناتی ہے مگر میری کیمیا یعنی قرآن پاک

بغیر آگ کے سونا بناتی ہے، اور مجھے یہی یعنی قرآن کافی ہے"۔

آپ حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کے مُرید تھے اور اِنتہائی راسخ العقیدہ بزرگ تھے، سنّت مبارکہ کے پابند، متقی، متواضع اور انتہائی حلیم الطبع تھے۔ ۱۲۵۲ھ میں انتقال کیا۔

حافظ غلام رسُول صاحب :

حافظ غلام رسُول صاحب نے اپنے والد جناب حافظ غلام محمد صاحب سے قرآن یاد کیا۔ بہت اچھا قرآن مجید ضبط ہے، مگر پڑھایا نہیں۔

حافظ فضل کریم صاحب کریم پورہ پشاور :

حافظ کریم صاحب ولد فضل قادر صاحب نے جناب حافظ غلام محمد صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ نے قرأت بھی پڑھی، اور فقہ کی کتابیں بھی پڑھیں، آپ اپنے استاد کے درس میں مدرس تھے، کافی افراد نے آپ سے قرآن مجید پڑھا۔

حافظ فضل رحمان صاحب :

حافظ فضل رحمٰن ولد فضل قادر صاحب نے بھی جناب حافظ غلام محمد صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ آپ کو بھی قرآن مجید اچھا ضبط تھا۔ تراویح میں سُناتے تھے اور حفّاظ آپ کے پاس جاکر دَور کرتے تھے۔

۴۵۔ برس کی عمر پاکر ۱۹۰۳ء میں فوت ہوئے۔

حافظ فدا محمدؒ صاحب علاقہ گنج پشاور :

حافظ فدا محمدؒ صاحب نے بھی جناب حافظ غلام محمدؒ صاحب سے حفظ کیا۔ آپ زندہ ہیں عمر ۵۵، ۶۰ برس کے قریب ہوگی۔ قرآن مجید تراویح میں سُناتے ہیں، عام سادہ لہجہ میں قرآن پڑھتے ہیں۔

حافظ غلام سرور صاحب علاقہ گنج پشاور :

حافظ غلام سرور صاحب نے بھی اپنے والد جناب حافظ غلام محمدؒ صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ اپنے والد کی جگہ اسی مسجد میں امام ہیں۔ آپ صاحبِ اخلاقِ حمیدہ، ملنسار، مستغنی اور والد کی طرح انتہائی راسخ العقیدہ بزرگ ہیں۔ اعلیحضرت پیر صاحب قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے مُرید ہیں اور ان سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ عقائد حقہ، اہلِ سنّت و جماعت کی تبلیغ آپ کا مقصدِ وحید ہے۔ اپنے والد کے نقشِ قدم پر رواں ہیں۔ قرآنِ مجید یاد کروانا آپ کی زندگی کا ماحصل ہے۔ تمام دن قرآن مجید پڑھاتے رہتے ہیں۔ آپ کے کافی شاگرد ہیں، اِس وقت آپ کی عمر ۶۶ برس ہے۔

حافظ غلام محیُ الدّین صاحب :

حافظ غلام محیُ الدّین صاحب ولد جناب حافظ غلام محمدؒ صاحب نے اپنے بڑے بھائی جناب حافظ غلام سرور صاحب سے قرآنِ مجید

یاد کیا۔ آپ اپنا کاروبار کرتے ہیں، اس لئے قرآنِ مجید کسی کو پڑھایا نہیں۔

حافظ محمد اسحاق صاحب پشاور:

حافظ محمد اسحاق صاحب نے اپنے والد جناب حافظ غلام سرور صاحب سے قرآن یاد کیا، آپ کو قرآن مجید بہت اچھا ضبط ہے تراویح میں سناتے ہیں، اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ چالیس برس کے قریب عمر ہوگی۔

حافظ محمد اسماعیل صاحب سوداگر چرم پشاور:

حافظ محمد اسماعیل صاحب نے بھی حافظ غلام سرور صاحب سے قرآن یاد کیا۔ آپ چمڑے کا کاروبار کرتے ہیں، تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔ آپ کو صرف ایک برس میں قرآن مجید حفظ ہوا۔ ۴۵ برس کے قریب عمر ہوگی۔

حافظ منظور احمد صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار:

حافظ منظور احمد صاحب، بی۔ایس۔سی نے بھی حافظ غلام سرور صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ آپ پشاور شہر کے مشہور تاجر خان بہادر سیٹھی کریم بخش مرحوم کے بیٹے جناب حافظ سیٹھی محمد ایوب صاحب کے فرزند ہیں۔ آپ آج کل پشاور میں اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں۔ انتہائی پاکیزہ اعتقادات اور عملِ صالح کے مالک اور بہت ہی اچھے اخلاق کے حامل ہیں۔ قبلہ عالم اعلیحضرت پیر

مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نوراللہ مرقدہٗ کے ساتھ نسبت خاص رکھتے ہیں - علماء کی مجالس کو بے حد محبوب رکھتے ہیں - سادات کا ادب و احترام جزو ایمان سمجھتے ہیں، انتہائی شریف النفس ہیں، اس وقت عمر ۲۸ برس ہوگی - قرآن پاک بہت ہی اچھا ضبط ہے، تراویح میں سناتے ہیں -

حافظ احمد سعید صاحب کوٹلہ جٹاں پشاور :

حافظ احمد سعید صاحب ولد جناب بابو نصراللہ خان صاحب سابق ہیڈ کلرک لیڈی ریڈنگ اسپتال پشاور نے بھی جناب حافظ غلام سرور صاحب سے قرآن پاک حفظ کیا، آپ نے بھی تراویح میں قرآن سنایا ہے، چونکہ ابھی ابھی یاد کیا ہے اس لئے اچھا ضبط نہیں ہے - (انشاء اللہ بہت اچھا پڑھے گا، کیونکہ پڑھنے کا رجحان رکھتا ہے) -

---

حافظ محمد جمیل صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ محمد جمیل صاحب امام مسجد سرکیاں علاقہ ہشتنگری پشاور

حافظ محمد جمیل صاحب موضع کملی یال ضلع کیمبلپور کے رہنے والے تھے، آپ کی پیدائش ۱۲۹۲ھ ہجری میں ہوئی، وہاں پر ہی قرآن مجید حفظ کیا اور علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی حصول علم کے بعد آپ پشاور تشریف لائے۔ یہاں پر مسجد سرکیاں میں امام ہوئے، آپ بلند پایہ عالم اور جید قاری حافظ تھے، قرآن پاک کے علوم سے کافی واقف تھے متقی، متواضع اور انتہائی با اخلاق تھے۔ توکل کو آپ پر ناز تھا۔ آپ نے تقریباً چالیس برس تک پشاور میں درس قرآن دیا۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے قرآن مجید پڑھا۔ آپ کے درس میں صوبہ سرحد اور پنجاب کے طلباء بکثرت تھے۔ یہاں کے چالیس افراد نے آپ سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ بہت ہی صابر اور قانع تھے۔ ۱۳۶۷ھ میں بعمر ۷۵ برس اپنے گاؤں میں انتقال کیا۔

حافظ حاجی اللہ بخش صاحب سیٹھی:

حافظ اللہ بخش صاحب نے جناب حافظ محمد جمیل صاحب مرحوم

سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ پشاور شہر کے نامور تاجر اور مخیر جناب خان بہادر سیٹھی کریم بخش صاحب مرحوم و مغفور کے فرزند ہیں۔ نہایت ہی اخلاق پاکیزہ کے مالک ہیں۔ قرآن مجید بہت ہی اعلیٰ حفظ ہے۔ آپ پشاور کے جیّد اور صحیح پڑھنے والے حفّاظ میں سے ایک ہیں۔ قرآنِ پاک پڑھنے اور سُننے کا بڑا شوق رکھتے ہیں۔ آپ حافظِ قرآن ہونے کے علاوہ صاحبِ علم بھی ہیں، متبع سُنّت ہیں، سادات کا بڑا احترام اور ادب کرتے ہیں۔ اعلیٰحضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃُ اللہ علیہ کے مُریدین خاص سے ہیں۔ اِس وقت آپ کی عمر ۶۹ برس کے قریب ہوگی۔

حافظ محمدؐ ایوب صاحب سیٹھی :

حافظ محمدؐ ایوب صاحب نے بھی حافظ محمد جمیل صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ آپ بھی جناب خان بہادر سیٹھی کریم بخش صاحب مرحوم کے چھوٹے فرزند ہیں، نہایت ہی خلیق، ملنسار، مہمان نواز، اور منکسر المزاج ہیں۔ آپ کا تعلق بھی اعلیٰحضرت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قبلۂ عالم گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔ اپنے شیخ کے عاشق ہیں۔ اِنتہائی صُوفی منش ہیں، صاحبِ اخلاقِ حمیدہ ہیں۔ قرآنِ مجید اچھا ضبط ہے ۶۰ - ۵۸ برس کے قریب عمر ہوگی آپ کا فرزند حافظ منظور احمد[1] صاحب بھی حافظِ قرآن ہے۔

---

[1] صفحہ ۱۴۹ پر ان کا تذکرہ مُلاحظہ ہو۔

حافظ نور احمد صاحب یکہ توت پشاور :

حافظ نور احمد صاحب نے بھی جناب حافظ محمد جمیل صاحب مرحوم سے قرآن حفظ کیا۔ آپ بہترین حافظ ہیں، لہجہ بہت خوبصورت ہے تلفظ بہت ہی صحیح ادا کرتے ہیں۔ حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا مولوی حافظ گل فقیر احمد صاحب سے تکمیل حدیث کی، آپ بہت اچھے واعظ اور مقرر بھی ہیں، ٹھیکہ داری کا کام کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی ڈاکٹر نور محمد صاحب کی کوشش سے مسجد گنج علیخان بازار کلاں میں ایک مدرسہ تعلیم القرآن جاری کیا تھا، اس مدرسہ میں پشاور کے معروف قاری اور حافظ قاری عبدالسلام صاحب خطیب مسجد "تورہ قل بائے" بھی مدرس تھے۔ اس مدرسہ میں آپ خود بھی پڑھاتے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر پچاس برس ہے۔ آپ کے والد بھی قرآن مجید کا ناظرہ درس دیتے تھے۔ آپ کے والد کی دکان ابریشم گراں کے کٹرہ میں تھی، ان کا نام محمد دین تھا۔ ریشم فروخت کرتے تھے اور دکان پر قرآن پڑھاتے تھے۔ تقریباً ۵۰ یا ۶۰ کے قریب شاگرد بیک وقت ہوتے، اسی برس کی عمر میں ۱۳۷۶ھ میں وفات پائی۔

حافظ محمد یوسف صاحب کبابی :

حافظ محمد یوسف صاحب کبابی نے جناب حافظ نور احمد صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ آپ گنج کے بازار میں کباب بیچتے ہیں اور حافظ

صاحب کبابی" کے خاندان سے ہیں۔ ۳۵ برس کے قریب عمر ہوگی، تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔

حافظ سیّد جعفر شاہ صاحب :

حافظ سیّد جعفر شاہ صاحب نے بھی حافظ نور احمد صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ آپ گاڑی خانہ کے سادات کے نوجوان فرد ہیں، نہایت ہی سادہ اور پابندِ شریعت ہیں، آپ کی عمر بھی ۲۵ برس کے قریب ہوگی، آپ امام مسجد ہیں تراویح میں قرآن سناتے ہیں۔

حافظ عبد القیوم صاحب ٹھیکیدار :

حافظ عبد القیوم صاحب ولد سیّد محمد صاحب سوداگر خیمہ جات بھی جناب حافظ نور احمد صاحب کے شاگرد ہیں۔ ٹھیکیداری کا کام کرتے ہیں اس وقت ۳۵ برس کی عمر ہوگی، بااخلاق ہیں۔

حافظ نور محمد صاحب پشاور :

حافظ نور محمد صاحب ولد حاجی فضل محمود صاحب نے بھی حافظ نور احمد صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ محلہ فضل حق صاحبزادہ علاقہ یکہ توت کے رہنے والے ہیں، نوجوان صالح ہیں، متبع سنّت ہیں، امام مسجد محلہ گنج ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر بھی چالیس برس کے قریب ہوگی، تراویح میں قرآن سناتے ہیں اور پڑھاتے بھی ہیں۔

اُستاذ القُراء الحاج حافظ قاری عبد السّلام صاحب

اور

اُن کے شاگرد

(امام مسجد جامع مسجد تورہ قل بائے لیڈی ریڈنگ اسپتال پشاور)

الحاج حافظ قاری عبدالسلام صاحب خطیب جامع مسجد "توره قل بائے" پشاور

جناب حافظ قاری عبدالسلام صاحب ولد مولینا مولوی عبدالرحیم مرحوم، جناب مولینا مولوی قاری حافظ شمس الدین صاحب کے شاگرد ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں آپ کے اُستاد بمبئی تشریف لے گئے تو آپ اُن کی جگہ اسی مسجد میں امام و خطیب مقرر کیئے گئے، آپ اصل کے فرغانہ، ترکستان کے رہنے والے ہیں، آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شیخ العلماء صوفی صافی خلیفہ عثمان علی صاحب (جو کہ فرغانہ ہی کے رہنے والے تھے) کے مُرید ہیں، اسی سلسلہ کی نسبت کی وجہ سے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی محبت آپ پر غالب ہے اور سادات گیلانیہ کا انتہائی ادب و احترام کرتے ہیں

---

[۱] قاری حافظ شمس الدین صاحب فرغانہ، ترکستان کے رہنے والے ہیں اور جناب قاری عبداللہ صاحب مکی کے شاگرد ہیں (قاری عبداللہ صاحب، جناب قاری عبدالمالک صاحب لاہوری مرحوم کے بھائی تھے) آپ ۱۵ برس تک لاہور کی مسجد وزیرخاں کے امام رہے، لاہور میں قرات کے ساتھ قرآن مجید حفظ کرواتے رہے، ۱۹۳۲ء میں پشاور تشریف لائے اور ۱۹۳۲ء میں بمبئی (بھارت) چلے گئے۔ اس وقت جبکہ آپ کی عمر ۸۵ برس کے قریب ہے، جامع مسجد حمیدیہ باندرونی میں خطیب ہیں، مکہ مکرمہ میں بھی بحیثیت مدرس کافی عرصہ رہے ہیں۔

آپ کا مسلک اہلِ سنّت و جماعت ہے۔ فقہ حنفی کی آپ تقلید کرتے ہیں۔ ہر قسم کی مقامی سیاست سے آپ یک سو اور بالا تر ہیں۔ آپ کا وجود پشاور میں رحمتِ الٰہی ہے، تمام پشاور میں آپ ہی کی ایک مسجد ہے۔ جس میں قرأت کے ساتھ حفظ القرآن کا دار العلوم ہے حفظ و قرأت کے علاوہ ناظرہ قرآن پاک بھی پڑھاتے ہیں، تین برس تک مسجد گنج علی خان پشاور میں بھی آپ نے قرآنِ مجید حفظ کروایا۔ ۱۹۳۲ء سے لے کر اس وقت تک ۷۵ (پچھتر) افراد آپ سے باقاعدہ قرأت کے ساتھ قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں، اور ناظرہ خوان شاگردوں کا تو اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اسی برس یعنی ۱۳۸۲ھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حج بیت اللہ شریف بھی کیا۔ نہایت ہی ملنسار، متواضع، مہمان نواز اور با اخلاق ہیں۔ اوصافِ کریمانہ کے مالک ہیں، یہاں کا ہر ایک رہنے والا آپ کی انتہائی عزت کرتا ہے، اور انھیں احترام کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۰ برس ہے، علماء اور حفاظ آپ کو "اُستاذ القراء" کے محترم و معزز لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اگرچہ ضعیف ہو چکے ہیں۔ مگر ہمّت اُسی طرح جوان ہے۔ امامت، خطابت اور تمام دن قرآنِ پاک کے حفظ سے آپ کا شغل رہتا ہے۔ آپ کے پڑھانے میں اتنی برکت ہے کہ شاگرد ہو بہو آپ کی طرح تلاوت کرنے لگتا ہے۔ گویا اپنی زبان شاگرد کے منہ میں رکھ دیتے ہیں۔

آپ کے شاگرد صرف صوبہ سرحد میں ہی نہیں بلکہ تمام مغربی پاکستان مشرقی پاکستان۔ کابل اور ہرات تک پھیلے ہوئے ہیں اور قرآن مجید کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ نے کسی سے پیسہ تک نہیں مانگا۔ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ بلکہ درس کے لئے قرآن مجید کا مطالبہ بھی کسی سے نہیں کیا، قلیل ماہوار تنخواہ پر گزر اوقات کرتے ہیں، قرآنِ مجید کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے جو حافظ آپ سے حفظ کر لیتا ہے تو آپ اس کو باقاعدہ سند عطا فرماتے ہیں۔ آپ پہلے کاکا جمعدار، علاقہ ریتی میں رہتے تھے۔ اور اب چکہ گلی علاقہ رام پورہ میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کے صاحبزادے قاری عبدالسمیع صاحب اور قاری عبدالستار صاحب قرآنِ مجید حفظ کر رہے ہیں۔ مدرسہ میں طلبا کو ناظرہ بھی پڑھاتے ہیں۔

قاری حافظ نذر محمدؐ صاحب :

قاری حافظ نذر محمدؐ صاحب جناب قاری عبدالسّلام صاحب کے شاگرد ہیں۔ بہترین قاری ہیں اور فاضل ہیں، افغانستان میں جلال آباد کے مدرسہ حفظ القرآن میں مدرس ہیں۔

قاری عبدالرحیم صاحب :

قاری عبدالرحیم صاحب نے بھی جناب قاری عبدالسّلام سے قرآن مجید حفظ کیا ہے۔ آپ بھی بہترین قاری اور حافظ ہیں، لائلپور (پنجاب) میں مدرسہ تعلیمُ القرآن میں قرآنِ مجید حفظ کرانے پر مامور ہیں

حافظ مفرّح شاہ صاحب تحصیل نوشہرہ :

حافظ قاری مفرح شاہ بن حضرت مولینا مولوی زمان شاہ صاحب نے بھی جناب قاری عبدالسلام صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے سندِ فراغت حاصل کی اور طبیہ کالج لاہور سے سند "تکمیل الطبیب و زبدۃ الحکماء" حاصل کی، اب اپنے گاؤں کے قریب محب بانڈہ میں مطب کرتے ہیں، قرآن مجید خوب یاد ہے۔ اپنے کام کے ساتھ ساتھ حفظ بھی کرواتے ہیں۔

قاری محمدؐ اصغر صاحب گگے خیلاں پشاور :

قاری محمدؐ اصغر صاحب ولد محمدؐ اسلم صاحب مرحوم نے بھی قاری عبدالسلام سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ تعلیم میٹرک تک ہے۔ مڈل سکول میں مدرسی کرتے ہیں۔ حاجی محمد امین سیٹھی کی مسجد (بیرون کچہری گیٹ) میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ محلّہ گگّے خیلاں پشاور میں رہائش رکھتے ہیں، علوم متداولہ کی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ تفسیر و حدیث اور فقہ پر دسترس رکھتے ہیں۔ بہت ہی اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔ قرآنِ مجید بڑے پُر سوز لہجہ اور پُر تاثیر انداز میں پڑھتے ہیں۔ اپنے استاد صاحب کے مدرسہ میں قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔

حافظ قاری علی گل صاحب، مقرب خاں پشاور :

قاری علی گل صاحب نے بھی قاری عبدالسلام صاحب سے

قرآن مجید حفظ کیا۔ اچھا ضبط ہے تراویح میں سناتے ہیں حفظ بھی کرواتے ہیں۔ محلہ مقرب خان کوچہ مصلیاں میں رہتے ہیں

حافظ قاری سعید الرحمان صاحب پشاور :

حافظ قاری سعید الرحمان صاحب ولد محمد شفیع صاحب مرحوم نے بھی قاری عبد السلام صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، مسجد چشتیہ گدائی خان میں امام اور خطیب ہیں۔ قرآن مجید بہت اچھا ضبط ہے اور تراویح میں سناتے ہیں۔ محلہ مقرب خان میں رہتے ہیں۔

حافظ قاری غیاث الدین صاحب :

قاری غیاث الدین صاحب نے بھی جناب قاری عبد السلام سے قرآن مجید یاد کیا ہے۔ قرأت پر بھی خوب عبور حاصل ہے۔ تراویح میں سناتے ہیں۔ آج کل میڈیکل کالج بہاولپور میں ڈاکٹری پڑھ رہے ہیں۔ غرضیکہ اسی طرح آپ کے سینکڑوں شاگرد ہیں۔

حافظ مقبول احمد صاحب صدیقی، پشاور :

حافظ مقبول احمد صاحب ولد شیر احمد صاحب صدیقی (سوداگر چاول) نے بھی جناب قاری عبد السلام سے قرآن مجید حفظ کیا۔ قرآن مجید اچھا ضبط ہے۔ تراویح میں سناتے ہیں۔ نہایت خلیق، ملنسار ہیں۔ عمر اس وقت ۲۷ برس ہے۔

حافظ غلام مصطفےٰ صاحب (ملاں بارق علاقہ گنج) پشاور :

حافظ غلام مصطفےٰ صاحب ولد حاجی غلام سرور صاحب

(سوداگر پارچات) نے بھی جناب قاری عبدالسّلام صاحب سے
قرآن مجید حفظ کیا۔ تقریباً تین برس سے قرآن شریف تراویح میں
سُناتے ہیں۔ عمر تقریباً ۲۱ برس ہو گی۔

حافظ محکم دین صاحب مرحوم

اور

اُن کے شاگرد

حافظ محکم دین صاحب امام مسجد (محلہ گگے خیلاں) پشاور

جناب حافظ محکم دین صاحب مرحوم نے اپنے والد حضرت مولینا مولوی حافظ فخرالدین صاحب ساکن موضع اجھڑی تحصیل پنڈی گھیپ ضلع کیمبلپور سے ہی بعمر بارہ برس قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کے پانچ بھائی اور تھے اور وہ بھی قرآن پاک کے حافظ تھے۔ گویا آپ کا گھر حفظِ قرآن اور علم کا مسکن تھا۔ اپنے صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خان بہادر سیٹھی کریم بخش مرحوم نے آپ کے چچا مولینا مولوی اللہ دین صاحب کو بطور اُستاد اور اتالیق پشاور بلایا۔ آپ (یعنی حافظ محکم دین صاحب نے) جب قرآن مجید یاد کر لیا تو اپنے چچا صاحب کے پاس علومِ دینیہ کی تکمیل کیلئے یہاں چلے آئے، چنانچہ آپ نے اِن سے تعلیمِ دینیات کو مکمل کر لیا۔ آپ نے یہاں پر ہی حفظِ قرآن مجید کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مسجد گگے خیلاں میں امام مقرر ہوئے اور درس تدریس شروع کر دی۔

آپ کے سینکڑوں شاگرد ہیں جنھوں نے آپ سے ناظرہ قرآن پڑھا اور حفظ کیا۔ آپ نے کسی کے آگے دست سوال نہیں پھیلایا۔ مسجد

کے خشک ٹکڑوں پر زندگی گزاری۔ نہایت ہی صابر، قانع، خاموش اور پاکیزہ اخلاق کے حامل تھے۔ پشاور شہر میں ۵۰ برس تک انہی کے ساتھ دین اسلام اور قرآن مجید کی خدمت کی، جس میں کوئی ریا عجب، سمعہ اور دکھاوا نہیں تھا۔ قطعاً ہر قسم کے جھمیلوں اور جھگڑوں سے یک سو رہ کر اللہ کی مخلوق کو اس کا کلام پڑھاتے رہے عبادت الٰہی میں کمال انہماک تھا۔ تہجد کبھی قضا نہیں کی۔ اوابین میں بقرہ شریف پوری پڑھتے۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ میں بعمر ۸۶ برس چند روز بیمار رہ کر اپنے گاؤں جاتے ہوئے راستے میں موٹر میں ہی انتقال کیا۔ بسترِ مرگ پر بھی تہجد کی نماز پڑھی اور اپنے گاؤں اچھڑی میں دفن ہوئے۔

حافظ محمد سلیم صاحب:

حافظ محمد سلیم صاحب نے اپنے والد جناب حافظ محکم دین صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ محلہ گڑ بوریہ میں مسجد مفتی غیور صاحب مرحوم کے امام ہیں اسی مسجد میں حفظِ قرآن کا درس دیتے ہیں تقریباً تین افراد اس وقت تک آپ سے حفظ کر چکے ہیں

حافظ بہاؤالدین صاحب:

حافظ بہاؤالدین صاحب نے بھی اپنے والد حافظ محکم دین صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ اپنے گاؤں میں ہی رہتے ہیں، درس بھی دیتے ہیں اور زمینداری بھی کرتے ہیں۔

حافظ خورشید احمد صاحب :

حافظ خورشید احمد صاحب نے بھی اپنے والد حافظ محکم دین صاحب سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ آپ نے چودہ برس کی عمر میں قرآنِ پاک یاد کیا، صاحبِ اخلاق اور ملنسار ہیں، سادات کا بہت ہی ادب و احترام کرتے ہیں، آپ اپنے والد کی جگہ پر اسی مسجد میں درس حفظ القرآن دیتے ہیں۔ کئی ناظرہ خوان آپ کے شاگرد ہیں اور بہتوں نے آپ سے حفظ کیا ہے، آپ سلسلۂ چشتیہ میں مولوی احمد صاحب مرحوم ثانی کے بیعت ہیں۔

حافظ محمد قسیم جان اور حافظ محمد حلیم جان :

حافظ محمد قسیم جان اور حافظ محمد حلیم جان پسران بابو محمد عظیم پنسار ی نے حافظ خورشید احمد صاحب سے قرآن مجید یاد کیا۔ ہر دو برادران کو قرآن مجید اچھا ضبط ہے۔ تراویح میں سناتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر دو برادران کو سنتِ نبوی کی متابعت کی توفیق دے۔

حافظ عبد الصمد صاحب لوہار :

حافظ عبد الصمد صاحب پسر فیض محمد صاحب لوہار نے بھی جناب حافظ خورشید احمد صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ بھی تراویح میں سناتے ہیں۔

حافظ محمد عظیم صاحب گگّے خیلاں پشاور :

حافظ محمد عظیم صاحب نے بھی اپنے والد جناب حافظ محکم دین صاحب

سے قرآن یاد کیا ۔ آپ ناظرہ پڑھاتے ہیں اور حفظ بھی کرواتے ہیں ،
قرآن مجید سادہ پڑھتے ہیں ۔

حافظ نظام الدین صاحب :

حافظ نظام الدین صاحب ، حافظ محکم دین صاحب کے بھتیجے تھے ، انھوں نے بھی اپنے چچا سے قرآن حفظ کیا تھا ۔ ان کا درس کافی وسیع تھا ، اب فوت ہو چکے ہیں ۔

حافظ سید احمد صاحب (محلہ ملاں بارو ، علاقہ گنج) پشاور :

حافظ سید احمد صاحب ولد جمعہ خاں مرحوم نے جناب حافظ نظام الدین صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا ۔ ۵ برس کے عرصہ میں یاد کیا ۔ پابندِ سنت ہیں ۔ سلسلہ چشتیہ میں منسلک ہیں ۔ بزرگانہ صورت و سیرت رکھتے ہیں ۔ تراویح میں سناتے ہیں ۔ اِس وقت ۶۵ برس کے قریب عمر ہو گی ۔

حافظ غلام جیلانی صاحب :

حافظ غلام جیلانی صاحب حافظ محکم دین صاحب کے دوسرے بھتیجے ہیں ، انھوں نے بھی اپنے چچا ہی سے قرآن شریف حفظ کیا تھا اور صاحبِ درس تھے اب فوت ہو چکے ہیں ۔

غرضیکہ حافظ محکم دین صاحب کا خاندان اور آپ کے شاگرد بدستور قرآن مجید کی خدمت بغیر کسی لالچ و طمع کر رہے ہیں ۔

حافظ طلا محمدؒ صاحب کریانہ فروش :

حافظ طلا محمدؒ صاحب ولد میاں گل محمدؒ صاحب مرحوم نے بھی حافظ محکم دین صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ نے بارہ برس کی عمر میں یاد کیا۔ اور پھر جناب حافظ علام الدین صاحب مرحوم سے دَوْر کرکے بہت اچھا ضبط کیا۔ اس وقت ۴۵ برس کی عمر ہوگی۔

حافظ غلام مرتضیٰ صاحب (ہودہ گنج) پشاور :

حافظ غلام مرتضیٰ ولد غلام حیدر نے بھی جناب حافظ محکم دین صاحب مرحوم سے حفظ کیا۔ ۱۷ برس کی عمر میں قرآن یاد کرلیا۔ محکمہ تعلیم میں کلرک ہیں، ۳۵ برس عمر ہوگی، سامع ہیں۔

حافظ نثار احمد صاحب گندپوہڑہ علاقہ گنج پشاور :

حافظ نثار احمد جان ولد عبداللطیف نے حافظ محمد سلیم ولد حافظ محکم دین صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا اس وقت نثار احمد جان کی عمر ۱۸ برس ہوگی۔ قرآن مجید اچھا ضبط ہے، تراویح میں سناتا ہے۔

حافظ عبدالوحید چنہ فروش محلہ ریتی کریم پورہ پشاور :

حافظ عبدالوحید نے حافظ محمد سلیم ولد حافظ محکم دین صاحب مرحوم سے قرآن شریف حفظ کیا۔ اس وقت ۱۹ برس کی عمر ہوگی، قرآنِ مجید اچھا یاد ہے، تراویح میں سناتا ہے۔

اُستادِ کل حضرت حافظ میر احمد صاحب
نابینا
اَور
اُن کے شاگرد

اُستادِ کُل حافظ میر احمد صاحب بھانہ ماڑی پشاور

حافظ عبد الحنان صاحب تہکال بالا پشاور :

جناب حافظ میر احمد نابینا کے اُستاد حافظ عبد الحنان صاحب تہکال بالا کے رہنے والے تھے اوّل الذکر جس مسجد کے امام تھے آپ سے پہلے حافظ عبد الحنان صاحب اِسی مسجد کے امام تھے۔ حافظ عبد الحنان صاحب نہ صرف ایک بلند پایہ حافظ تھے۔ بلکہ عالم بھی تھے۔ حفظ کروانے کے ساتھ ساتھ علوم متداولہ کی کتابیں بھی پڑھاتے تے، آپ کا گھرانہ والدہ کی طرف سے حفاظ اور والد کی کی طرف سے علماء کا تھا ۔ آپ جناب شیخ المشائخ خواجہ نجم الدین صاحب المعروف ہڈہ مولینا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید شنڈ بازوان جناب "گرڈی کس مولوی صاحب" (جوکہ افغانستان میں رہتے تھے) کے مُرید تھے آپ کا سلسلہ قادری اور نقشبندی تھا ، حافظ عبد الحنان صاحب سے سینکڑوں افراد نے ناظرہ قرآن مجید پڑھا اور بیسیوں نے حفظ کیا - ۶۳ برس کی عمر میں

۱۳۱۱ھ میں انتقال کیا۔

حافظ عبدالرشید صاحب بھانہ ماڑی پشاور :

حافظ عبدالرشید صاحب نے اپنے والد حافظ عبدالحنان صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ جید حافظ تھے، پیزاردوزی کا کام کرتے تھے۔ آپ فوت ہو چکے ہیں اور اب آپ کا ایک بھائی زندہ ہے جس کا نام عبدالودود ہے۔ یہ متقی اور پرہیزگار ہے مگر حافظ نہیں ہے۔

اُستادِ کل حافظ میر احمد صاحب :

جناب حافظ میر احمد صاحب ولد جمعہ جی صاحب نے جناب حافظ عبدالحنان صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل بھانہ ماڑی کے مشہور عالم جناب سید جلال[1] بادشاہ صاحب سے کی۔ بچپن میں آپ کو تپِ محرقہ (میعادی بخار) ہوا جس کا اثر آپ کی آنکھوں پر پڑا اور آپ بالکل نابینا ہو گئے۔ اور اندھے پن کے عالم میں قرآن مجید کی وہ خدمت سرانجام دی کہ ہزارہا افراد نے آپ سے حفظ کیا۔ آپ کی مسجد میں قرآن مجید یاد کرنے والے طلباء کے گروہ کے گروہ موجود رہتے اور ہر وقت قرآن پاک کی صدائیں بلند ہوتی رہتیں۔ اپنے اُستاد کی زندگی میں بھی

---

[1] سید جلال بادشاہ صاحب پشاور کے ڈسٹرکٹ خطیب سید علامہ حبیب شاہ صاحب کے چچا زاد تھے۔

موصوف اُن کے درس کے مدرس تھے اور پھر ان کے بعد اس درس کی تمام ذمّہ داری کو قبول کر کے باحسن و وجوہ اس خدمت کو باوجود معذور ہونے کے پورا کیا۔ آپ نہایت ہی بے غرض، لاطمع مستغنی اور انتہائی صابر و قانع تھے۔ ۷۵ برس تک قرآن پاک حفظ کرواتے رہے۔ اس تمام عرصہ میں کسی سے دستِ سوال دراز نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر زندگی گذاری، تہجد کبھی قضا نہیں کی۔ دلائل الخیرات شریف کے وِرد کو کسی روز نہیں چھوڑا، صلوٰۃ الاوابین میں سُورۂ بقرہ اور حٰم ختم کرتے۔ صاحبِ کرامت تھے۔ انتہائی متبعِ سنت اور مشائخِ کرام کے ساتھ محبّت و عقیدت رکھتے تھے۔ اعلیحضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی مرحوم سے سلسلہ چشتیہ میں مُرید تھے۔ آپ کا وجود دینِ اسلام کی ایک آیت تھی، صاحبِ لفظ تھے۔ تمام حفّاظ آ آکر آپ سے قرآنِ پاک کا دور کرتے اسی لیئے سب آپ کو "اُستاذِ کل" کے معزز و محترم لقب سے پکارتے اکثر کئی صاحبِ حیثیّت اور امیر اشخاص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ مگر آپ نے کبھی بھی ان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا، آپ نے شادی کی تھی اولاد ہوئی مگر فوت ہو گئی۔ بعد میں بیوی کا بھی انتقال ہو گیا۔ دوسری شادی نہیں کی۔ چونکہ آپ دن رات قرآن مجید پڑھتے رہتے تھے۔ اس لیئے آپ اگر کسی وقت سو بھی جاتے تو آپ کی زبان سے تلاوت کلام جاری رہتی۔

وفات سے قبل جب بوجۂ شدید حملہ فالج کے آپ کی زبان سے حروف کی ادائیگی صحیح نہ ہو سکتی تھی آپ اپنے گرد حفاظ بٹھا کر قرآن مجید سنتے رہتے اور فرماتے کہ تم لوگ پڑھو تاکہ میں سنتا رہوں اور اس عالم میں بھی اگر کسی سے غلطی ہوتی تو آپ نشاندھی کرواتے۔ نوّے برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ نے ۱۸ برس کی عمر سے درس دینا شروع کیا تھا اور مرتے دم تک یعنی ۱۳۷۵ھ تک قرآن مجید حفظ کرواتے رہے۔

آپ سے ہزارہا افراد نے حفظ کیا، دَور کیا اور قرآن مجید پڑھا اس وقت آپ کے شاگردوں کے ہزاروں حافظ شاگرد ہیں۔ کابل، قندھار، غزنی، کوئٹہ، بلوچستان، سرحدی و قبائلی ریاستوں سابق صوبہ سرحد، پنجاب، بنگال میں آپ کے کتنے ہی شاگرد ہیں جو کہ حفظ کروا رہے ہیں، اور آپ کا فیض تا ایں دم جاری ہے۔

حافظ مسیح اللہ صاحب بھانہ ماڑی پشاور:

حافظ مسیح اللہ صاحب نابینا ولد منشی عزیز اللہ صاحب المعروف علیمزئی نے بھی جناب اُستادِ کل حافظ میر احمد صاحب نابینا سے قرآن مجید حفظ کیا۔ اگرچہ آپ کے مختلف اساتذہ تھے۔ مثلاً جناب مولینا مولوی حافظ احمد[1] شاہ صاحب طوروی وغیرہ مگر تکمیل اُستادِ کل سے

---

[1] جناب مولینا مولوی حافظ احمد شاہ صاحب گھڑی سیداں بھانہ ماڑی میں رہتے تھے۔ اور بڑے جید حافظ تھے۔ آپ کے بہت شاگرد ہیں جنھوں نے آپ سے قرآن مجید (بقیہ صفحہ ملاحظہ فرمائیں)

کی، آپ اپنے اُستاد کے درس میں خلیفہ تھے - ۲۵ برس اُستاد کی خدمت میں گذارے - معذور آنکھوں سے مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی پشاور میں دینیات کا علم پڑھا، قرآن مجید بہت ہی اچھی طرح ضبط ہے، لہجہ بھی بہت اچھا ہے - حافظوں میں "جرنیل حافظ" کے نام سے مشہور ہیں - نفیس وعظ فرماتے ہیں پشتو کے شاعر ہیں - نظم، غزل اور نعت خوب کہتے ہیں - اعلیحضرت پیر قبلہ عالم مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کے سلسلہ چشتیہ میں مرید ہیں وعظ ہمیشہ عقائدِ حقہ، اہلِ سُنّت و جماعت پر فرماتے ہیں اور فرق باطلہ کا مدلّل رد کرتے ہیں - اللہ تعالےٰ نے آپ کے سینہ کو اپنے کلام کے لئے کھول دیا ہے - اپنے اُستاد کی طرح کسی کے آگے کبھی ہاتھ نہیں پھیلایا - ہر وقت طلباء کو قرآنِ مجید حفظ کروانا آپ کا کام ہے - آپ کا اپنا کہنا ہے - "کہ مجھ سے تقریباً ایک ہزار افراد نے قرآن پڑھا - اس وقت میرے شاگرد قبائلی علاقوں، کابل، چترال بنگال اور تمام ممالک میں پھیلے ہُوئے ہیں - اور کئی شاگرد، اپنے اپنے علاقہ میں مساجد میں درس دیتے ہیں - اکثر مدارس میں مدرس ہیں" - اِس وقت آپ کی عمر ۵۰ برس ہوگی -

---

(بقیہ صفحہ ۱۷۶) حفظ کیا اور ناظرہ پڑھا - جناب حضرت علاّمہ مولینا مولوی حافظ محمد ادریس صاحب فاضل ڈابھیل ایم - اے عربی (گولڈ میڈلسٹ) ایم - اے فارسی - (مڈلسٹ) فاضل ڈابھیل، صدر شعبۂ عربی - عربی (اسلامیات) پشاور یونیورسٹی آپ ہی کے فرزند ہیں اور آپ ہی سے قرآن یاد کیا ہے -

حافظ غلام محمد صاحب نقشبندی :

حافظ غلام محمد صاحب نقشبندی ولد غلام رسول صاحب نے بھی حافظ میر احمد صاحب نابینا سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ حافظ غلام محمد صاحب دن رات حافظ میر احمد صاحب کے ساتھ رہے، آپ انتہائی متبع سُنّت، خلیق، مؤدب اور سادات کرام کا احترام کرنے والے ہیں۔ جناب حضرت نواب الدین صاحب (ساکن موہری ضلع گجرات وپنجاب) نقشبندی کے مُرید ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔ آپ کی زندگی اپنے سلسلہ کی اشاعت و ترویج کے لئے وقف ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مُرید ہیں اور سب متبعِ شریعت ہیں۔ اس وقت چالیس برس عمر ہوگی۔

حافظ کامہ صاحب ضلع پشاور :

حافظ صاحب کامہ بھی حافظ میر احمد صاحب کے شاگرد تھے۔ آپ نے قرآنِ مجید حفظ کرنے کے بعد درس دیا۔ اور سینکڑوں افراد کو قرآن پڑھایا۔ آپ اتنے مشہور ہوئے کہ آپ کا اصلی نام ہی چھپ گیا اور اب ہر ایک آپ کو حافظ صاحب کامہ کے نام سے یاد کرتا ہے۔ کامہ آپ کا گاؤں ہے جہاں آپ درس حفظ القرآن دیتے تھے۔

حافظ قاری فضل احمد صاحب (بھانہ ماڑی) پشاور :

حافظ قاری فضل احمد صاحب ولد مولٰنا مولوی حافظ فضل محمود صاحب مرحوم نے بھی حافظ میر احمد صاحب نابینا سے حفظ کیا۔ آپ گھڑی سازی کا کام کرتے ہیں۔ آپ کو قرآن مجید بہت اچھا ضبط ہے۔ تراویح میں سُناتے ہیں۔ تبلیغ

حافظ قاری میاں محمدؒ مرحوم

اور

ان کے شاگرد

قاری حافظ میاں محمدؒ صاحب بھانہ ماڑی پشاور

قاری حافظ غلام محیُ الدّین صاحب :

قاری حافظ غلام محی الدّین صاحب قاری حافظ میاں محمدؒ کے والد تھے ۔ آپ مکہ مکرّمہ سے ہندوستان آئے اور آخری عمر میں بھانہ ماڑی پشاور میں مقیم ہو گئے ۔ حافظ غلام محیُ الدّین اور آپ کے بھائی حافظ قاری ملّاں محمد عظیم صاحب درس حفظ القرآن ، علم قرأت اور دیگر احادیث کی کتابیں پڑھاتے ۔

قاری حافظ میاں محمدؒ صاحب :

جناب قاری حافظ میاں محمدؒ صاحب نے اپنے والد جناب قاری حافظ غلام محی الدّین سے حفظ کیا اور اپنے چچا جناب حافظ محمد عظیم صاحب سے علمِ قرأت اور علوم متداولہ کی کتابیں پڑھیں مسجد قوۃ الاسلام محلہ اللہ داد (رامداس) میں میاں غلام جان مرحوم سے نظم کی کتابیں پڑھیں ۔

آپ نے (رامداس) بازار اللہ داد میں بزازی کی دکان کی آپ کا شغل تھا کہ ایک طرف آپ کپڑا فروخت کر رہے ہیں تو دوسری طرف

حفظِ قرآن کا درس دے رہے ہیں۔ ناظرہ پڑھا رہے ہیں اور نہایت خوشخطی کے ساتھ قرآنِ پاک لکھ رہے ہیں۔ چالیس برس تک پڑھایا آپ کے لاتعداد شاگرد تھے، اور ایسے حافظ قرآن شاگرد تھے جو کہ خود مدرس ہوتے۔ نادار اور غریب طلباء کو کپڑا اور روٹی بھی اپنی گرہ سے دیتے۔ انتہائی ملنسار، متواضع، مہمان نواز، اور سادات کا انتہائی ادب و احترام کرنے والے تھے۔ خود بھوکے رہ جاتے اور سائل کو سب کچھ دے کر رخصت کرتے۔

آپ کی وفات شب جمعہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ کو ہوئی۔

حافظ فضل محمود صاحب (بھانہ ماڑی) پشاور:

حافظ فضل محمود صاحب مرحوم نے اپنے والد جناب حافظ میاں محمد صاحب مرحوم سے قرآن مجید پڑھا اور پھر چند پارے یاد کئے، باقی قرآن مجید جناب حافظ میر احمد صاحب[1] نابینا اور جناب حافظ لال صاحب[2] سے حفظ کیا، علمِ قرأت اپنے والد سے پڑھی، اپنی آبائی مسجد میں امام تھے۔ نماز جمعہ میں حضرت مولینا مولوی سید حبیب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غیر حاضری کے موقع پر جامع مسجد

---

[1] دیکھو تذکرہ استاذِ کل حافظ میر احمد صاحب صـ۱۷۴

[2] یہ حافظ صاحب فتح جنگ (پنجاب) کے رہنے والے تھے؛ بھانہ ماڑی میں مقیم تھے۔ جید حافظ تھے اور صاحبِ درس تھے۔

نمک منڈی اور پشاور کی تاریخی مسجد مہابت خاں میں خطابت اور جماعت کے فرائض انجام دیتے ۔ حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کے مُرید تھے ۔ عقائد حقہٴ اہلِ سنّت وجماعت کے نڈر اور بہادر مبلغ تھے ۔ تمام عمر قرآن مجید کا درس دیتے رہے ۔ سادات کا ادب واحترام جزوِ یقین جانتے ۔ آپ کے بیسیوں شاگرد تھے ۔ آپ کا فرزند قاری فضل احمد صاحب حافظِ قرآن ہے ۔ بعمر ۷۰ برس یکم جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۰ھ ۔ سنہ ۱۹۶۰ء کو فوت ہوئے ۔

---

[1] دیکھو صفحہ ۱۷۸

حافظ میاں محمد صاحب المعروف حافظ گلّو

اَور

اُن کے شاگرد

حافظ میاں محمد صاحب المعروف حافظ گلّو

حافظ میاں محمد صاحب المعروف حافظ گلّو، موضع کمڑیال علاقہ پنڈی گھیب (پنجاب) کے رہنے والے تھے، تقریباً بیس ۲۰ برس کی عمر میں پشاور آ گئے اور ڈھکی شریف خان کی مسجد میں امام مقرر کئے گئے۔ آپ نے اپنے ہاں ہی قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ عالم اور قاری نہیں تھے، مگر جید حافظ تھے۔ تلفظ نہایت ہی صحیح تھا۔ بالکل سادہ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ تقریباً چالیس برس اسی مسجد میں حفظِ قرآن مجید کا درس دیتے رہے، سوائے پڑھانے کے اور کوئی شغل نہیں تھا۔ ۱۵ یا ۲۰ حافظوں نے آپ سے حفظ کیا ہے ناظرہ خواں ۲۰۰ کے قریب آپ کے شاگرد ہوں گے۔ خلیق متواضع ملنسار، مہمان نواز تھے انتہائی غریبانہ اور درویشانہ زندگی بسر کی ۱۳۷۰ھ میں اپنے گاؤں تشریف لے گئے اور بعمر ۸۵ برس چند دن بیمار رہ کر انتقال کیا۔

حافظ محمد داؤد صاحب گلی خیلاں پشاور:

حافظ محمد داؤد صاحب ولد حاجی عبدالکریم صاحب مرحوم صراف

(زرگر) نے بھی جناب حافظ میاں محمدؒ المعروف حافظ گلوؒ سے قرآن مجید یاد کیا۔ آپ نے ۴ برس میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اس وقت تقریباً چالیس سال کی عمر ہوگی۔ سرکاری ملازم ہیں قرآن مجید بہت اچھا ضبط ہے۔ تراویح میں سناتے ہیں، آپ محلہ ککے خیلاں میں رہتے ہیں۔

حافظ محمد نعیم صاحب زرگر :

حافظ محمد نعیم صاحب ولد حاجی عبدالکریم صاحب مرحوم صراف (زرگر) نے بھی حافظ میاں محمد صاحب المعروف حافظ گلوؒ سے قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے بھائی حافظ محمد داؤد صاحب کے ساتھ ۴ برس کے عرصہ میں تکمیل کی۔ آپ کو قرآن مجید اچھا ضبط ہے، آپ اپنا زرگری کا کام کرتے ہیں۔ رمضان شریف کے دوران تراویح میں تین تین ختم کرتے ہیں۔ اس وقت ۴۲ برس عمر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر دو برادران کو سنت نبوی کی متابعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حافظ عبدالجلیل صاحب

ولد حاجی گل محمدؒ صاحب صدیقی

(محلہ میر جمال شاہ مرحوم علاقہ یکہ توت پشاور)

حافظ عبدالجلیل صاحب (محلہ میراں شاہ مرحسم یکہ توت) پشاور

حافظ عبدالجلیل صاحب ولد جناب گل محمد صاحب صدیقی نے مولینا مولوی قاری حافظ ولایت حسین صاحب سرحدی (ساکن محلہ جنگی علاقہ جہاں گیر پورہ پشاور) سے قرآن مجید یاد کیا۔ پھر آپ اپنے بھائی جناب ابوالحسن صاحب مکی کے پاس مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو وہاں پر جناب حافظ قاری نور محمد صاحب[1] سے تکمیل کی اور خوب ضبط کیا۔ آپ مکہ مکرمہ اڑھائی برس تک مقیم رہے، نہایت ہی خلیق، ملنسار اور متواضع ہیں۔ پابند سنت ہیں۔ تراویح میں قرآن مجید سناتے ہیں، لہجہ بہت اچھا ہے، عمر ۴۰ سال ہوگی۔

---

[1] قاری نور محمد صاحب پشاور شہر کے قریب خالصہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کافی عرصہ ہندوستان میں رہے اور علم حاصل کرتے رہے۔ پھر مکہ مکرمہ گئے اور وہاں پہ مدرسہ صولتیہ میں قاری عبداللطیف صاحب مکی کے شاگرد ہوئے اور ان سے قرأت اور حفظ کی سند لی۔
قاری عبداللطیف صاحب جناب استاذ القراء قاری عبداللہ صاحب مکی کے شاگرد تھے۔ قاری عبداللہ صاحب قاری عبدالمالک صاحب لاہوری کے بھائی ہیں۔ مولوی قاری نور محمد صاحب کوہاٹ میں جو مدرسہ ڈاکٹر محمد عالم اور ڈاکٹر محمد صدیق صاحب نے حفظ القرآن کیلئے قائم کیا تھا اس میں مدرس تھے۔ اب بھی یہ مدرسہ موجود ہے۔ اس میں آپ کے شاگرد رشید حبیب گل صاحب مدرس ہیں۔ مولوی قاری نور محمد صاحب کی وفات مکہ مکرمہ میں بعمر ۶۵ برس ۱۹۴۳ء میں ہوئی۔

ارباب حافظ غزن خان صاحب

اور

اِن کے شاگرد

حافظ غزن خانصاحب کاکشال پشاور

حافظ غزن خانصاحب توشنع تہکال بالا ضلع پشاور کے ارباب خاندان کے ایک قابل فخر فرزند تھے جنھوں نے اپنی دولت وجاہت اور عزت قرآن مجید کی خدمت اور اشاعت کے لئے وقف کر رکھی تھی، آپ تہکال سے آکر موضع کاکشال[1] میں مسجد کے امام اور خطیب ہوئے۔ بے غرض اور لاطمع طلباء کو قرآن مجید حفظ کرواتے اور کتب دینیہ بھی پڑھاتے، نادار طلباء کو اپنی گرہ سے خرچ، خوراک اور لباس بھی دیتے۔ اپنی آمدن طلباء پر صرف کرتے، تمام حفاظ آپ کے پاس آ آ کر دور کرتے ایک وقت تیس طلباء آپ کے پاس رہتے اور حفظ کرتے۔

حافظ سید دلبر شاہ صاحب بنوری:

جناب حافظ سید دلبر شاہ صاحب بنوری ولد سید قلندر شاہ بنوری نے حافظ غزن صاحب سے قرآن پاک حفظ کیا اور آپ کی

---

[1] کاکشال ۱۹۵۰ء تک پشاور کے متصل ایک گاؤں تھا۔ جب ۱۹۵۰ء میں میونسپلٹی بنی تو اس گاؤں کو یونین کمیٹی بھانہ ماڑی میں شامل کرکے پشاور کا ایک حصہ بنا دیا گیا۔

خدمت میں رہ کر خوب فیض حاصل کیا۔ آپ کو قرآن مجید پر بڑا عبور حاصل ہے، پشاور اور تمام نواحی علاقہ میں جتنے حفاظ ہیں وہ سب آپ کا احترام و ادب کرتے اور آپ کے حفظ کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ نے بیس۲۰ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اس وقت ۷۵ برس کی عمر ہے۔ مگر باقاعدہ تراویح میں سناتے ہیں اور چار چار پانچ پانچ ختم رمضان مبارک میں کرتے ہیں، انتہائی پابندِ سنت ہیں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ نجم الدین صاحب المعروف "ہڈہ ملا صاحب" سے بیعت ہیں۔ طبیعت میں غایت درجہ کا انکسار ہے بڑی عاجزی اور فروتنی کے مالک ہیں۔ باوجود جیّد حافظ ہونے کے طبیعت میں کوئی بڑائی اور کبر نہیں ہے۔

حافظ سیّد فضل شاہ صاحب (بھانہ ماڑی) پشاور :

حافظ سیّد فضل شاہ صاحب نے بھی قرآنِ مجید اپنے والد جناب حافظ سیّد دلبر شاہ صاحب استاذِ کل حافظ میر احمد صاحب مرحوم اور جناب حافظ مسیح اللہ صاحب نابینا سے یاد کیا۔ آپ بھی والد کی طرح بہت ہی منکسر المزاج اور خلیق ہیں۔ قرآن مجید کے جیّد حافظ ہیں۔ انتہائی متبع سنت اور شریعت اسلامیہ کے پابند ہیں۔ باقاعدہ تراویح میں سناتے ہیں۔ اس وقت ۴۵، ۴۸ برس کی عمر ہوگی۔

حافظ عبدالحکیم ولد محمد امین نجار :

جناب حافظ عبدالحکیم صاحب نابینا ولد جناب محمد امین صاحب

نجّار نے بھی جناب حافظ غزن خان صاحب سے قرآنِ مجید حفظ کیا، آپ جیّد حافظ تھے۔ پشاور کے چوٹی کے حفاظ میں آپ کا شمار تھا۔ اِنتہائی نڈر، بہادر اور جرّار حافظ تھے۔ رمضان شریف کی تراویح میں کافی ختم شریف کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے حفاظ آپ سے دَور کرتے۔ ستر برس کی عمر میں ۱۳۷۲ھ میں انتقال کیا۔ آپ صاحبِ درس بھی تھے۔

حافظ محمد جان صاحب :

جناب حافظ محمد جان صاحب نے بھی جناب حافظ غزن خان صاحب سے قرآنِ پاک حفظ کیا۔ آپ جامع مسجد نمک منڈی آسیا کے امام و خطیب ہیں۔ آپ جیّد حافظ ہیں۔ تراویح میں باقاعدہ سُناتے ہیں۔ ناظرہ خوانوں کو درس دیتے ہیں۔ اس وقت اِس علاقہ میں آپ کا درس ایک نعمت ہے۔ تلفظ بہت صحیح ہے۔ عمر ۶۳ برس ہوگی۔

حافظ میاں محمد صاحب درزی (ڈھیری باغبانان) پشاور :

جناب حافظ میاں محمد صاحب نے بھی جناب حافظ غزن خان صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ جیّد حافظ ہیں، باقاعدہ تراویح میں سُناتے ہیں، اور ناظرہ پڑھاتے بھی ہیں۔ سینکڑوں ناظرہ خواں آپ کے شاگرد ہیں۔ اِس وقت بھی جبکہ عمر ستر برس ہے پڑھاتے ہیں۔

حافظ غلام جان صاحب کاکشال پشاور :

جناب حافظ غلام جان صاحب نے بھی حافظ غزن خان صاحب

سے حفظ کیا۔ آپ زمیندار تھے۔ قرآن مجید آپ کا ورد تھا، جیّد حافظ تھے۔ تراویح میں سناتے تھے۔ بعمر ۶۵ برس انتقال کیا۔

حافظ حضرت میر صاحب امام مسجد:

جناب حافظ حضرت میر صاحب نے بھی جناب حافظ غزن خان صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ اللہ داد (رمداس) بازار میں کوچہ ساربانان کی مسجد کے امام تھے۔ متقی، پرہیزگار، پابندِ سنّت نبوی علیہ السلام اور بڑے مہمان نواز تھے۔ انتہائی متواضع، منکسر المزاج تھے۔ آپ بڑے جیّد اور صاحبِ درس حافظ تھے۔ آپ کے لاتعداد شاگرد ہیں۔ ۶۵ برس کی عمر میں ۱۳۶۸ھ میں فوت ہوئے۔

حافظ عبدالحق صاحب احقر سرحدی:

جناب حافظ عبدالحق صاحب احقر سرحدی نے اپنے والد جناب حضرت میر صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے استاذ کل حافظ میر احمد صاحب نابینا سے بھی قرآن ضبط کیا۔ آپ کو قرآن مجید اچھا یاد ہے۔ تراویح میں باقاعدہ سناتے ہیں۔ سیاسی امور میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ پشاور سے ایک روزنامہ "ترجمان افغان" باقاعدگی سے نکالتے ہیں۔ بہت ہی اچھے اخلاق کے حامل ہیں۔ سادات کا احترام کرتے ہیں، مخیّر ہیں۔ اس وقت ۴۸ برس کے قریب عمر ہوگی۔

حافظ مولینا عبداللہ صاحب

اور

اِن کے شاگرد

حافظ مولوی عبداللہ صاحب امام مسجد محلہ کشمیری گنج پشاور

حافظ مولوی عبداللہ صاحب بلند پایہ عالم، بے بدل واعظ، اور بہترین حافظ قرآن تھے۔ یہاں پر ضروری دینیات کی کتابیں پڑھ کر ہندوستان چلے گئے، حصول علم کے بعد کلکتہ میں کافی عرصہ امام مسجد رہے، تدریس کرتے اور حفظ قرآن مجید کرواتے، پھر واپس پشاور تشریف لائے۔ یہاں پر محلہ کشمیری علاقہ گنج کی مسجد کے امام بنائے گئے۔ آپ نے یہاں بھی علوم متداولہ کی کتابیں پڑھانی شروع کر دیں، اور حفظ قرآن کا درس شروع کر دیا۔ آپ کا درس کافی وسیع تھا۔ مقامی طلباء کے علاوہ بیرونجات کے بھی طلباء آپ کے پاس تعلیم حاصل کرتے، تقریباً چالیس برس درس دینے کے بعد ۸۰ برس کی عمر میں ۱۳۴۲ھ میں انتقال کیا۔

حافظ احمد گل صاحب امام مسجد:

حافظ احمد گل صاحب نے اپنے والد جناب حافظ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم سے قرآن پاک نصف کے قریب حفظ کیا اور باقی قرآن مجید اپنے نانا جناب حافظ سلطان صاحب ساکن ملاں باد

سے یاد کیا۔ اپنے والد سے فقہ اور تفسیر پڑھی، متبع سنت اور کنارہ کش تھے، بغیر قرآن مجید اور مسجد کی خدمت کے اور کوئی شغل نہیں تھا، جید حافظ تھے۔ باقاعدہ تراویح میں قرآن سناتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے محنت و مزدوری کرتے یعنی پنکھے سازی کا کام کرکے بسر اوقات کرتے۔ آپ نے قرآن مجید حفظ کروایا اور فقہ کی کتابیں بھی پڑھائیں۔ ستر برس کی عمر میں ۱۳۷۴ھ میں انتقال کیا۔

حافظ محمد یوسف صاحب (محلہ ملاں باز علاقہ گنج) پشاور:

حافظ محمد یوسف صاحب نے بھی اپنے والد مولوی عبد اللہ صاحب سے حفظ کیا۔ ڈنڈی گری کا کام کرتے تھے۔ ۱۳۶۳ھ میں انتقال کیا۔

حافظ محمود الحسن صاحب:

حافظ محمود الحسن صاحب نے اپنے والد مولوی حافظ احمد گل صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا اور ترجمہ کے ساتھ پڑھا بھی، مگر اچھا ضبط نہیں ہے۔ اس وقت ۳۵ برس کی عمر ہوگی۔

حافظ محمد یوسف صاحب گنج پشاور:

حافظ محمد یوسف صاحب ولد میاں خدا محمد صاحب صدیقی نے بھی جناب حافظ مولوی عبد اللہ صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ جید حافظ تھے، تراویح میں سناتے تھے۔ محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر رکھی تھی۔

حافظ سلطان صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ سُلطان صاحِب (محلہ ملّاں بارد علاقہ گنج) پشاور

حافظ سُلطان صاحب پشاور کے جید حفاظ میں سے ایک تھے۔ سینکڑوں افراد آپ کے ناظرہ خواں شاگرد تھے اور بیسیوں حفاظ شاگرد، اپنے مکان واقعہ ملاں بارد علاقہ گنج میں درس دیتے تھے۔ اس کے علاوہ مسجد کشمیری گنج میں امامت کرتے اور آپ جس مسجد میں بھی تراویح میں قرآن پاک سناتے آپ کے پیچھے مقتدیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ بندھ جاتے۔ نہایت ہی پرسوز لہجہ تھا۔ قرآن مجید اس طرح پڑھتے کہ سننے والے ایک ایک حرف الگ الگ سمجھتے۔ ۱۳۱۵ھ کے قریب انتقال کیا۔ انتہائی متبع سنت تھے۔ آپ کا شہرہ اُس وقت بہت زیادہ تھا۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

حافظ غلام احمد صاحب پیزار دوز :

حافظ غلام احمد صاحب ولد غلام جان صاحب نے جناب حافظ سلطان صاحب سے قرآن پاک یاد کیا۔ آپ کو بہت ہی اچھا قرآنِ مجید ضبط تھا، بعمر نوّے ۹۰ برس ۱۳۷۶ھ میں انتقال کیا، تراویح میں سناتے تھے۔

حافظ قاضی محمد یوسف صاحب :

حافظ قاضی محمد یوسف صاحب ولد قاضی محمد امین جان صاحب مرحوم نے بھی جناب حافظ سلطان صاحب سے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ پشاور کے مشہور قاضی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ بڑے خوش لحن اور پُردرد اندازِ تلاوت تھا۔ تراویح میں باقاعدہ سُناتے۔ کوچہ قادر (علاقہ گنج) کے باہر میدان پر آپ کا مکان تھا۔

حافظ مولٰنا مولوی محمد سعید صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ محمد سعید صاحب (امام و خطیب مسجد خواجہ معروف صاحب) پشاور

جناب مولینا مولوی حافظ محمد سعید صاحب بلند پایہ عالم دین بے نظیر خطیب اور جید حافظ تھے۔ محلہ شیخ الاسلام گنج میں رہتے تھے، علوم متداولہ کا درس دیتے اور قرآن مجید حفظ کرواتے، انتہائی با اخلاق اور متبع سنت تھے۔ علاقہ گنج کی سب سے بڑی جامع مسجد المعروف "مسجد خواجہ معروف صاحب" میں خطیب اور امام مقرر کئے گئے۔ نہایت ہی مدلل طریقہ پر اہل سنت و جماعت کے عقائد وعظ میں بیان فرماتے تھے۔ تراویح میں قرآن پاک باقاعدہ سناتے ستر برس کی عمر میں ۱۳۴۳ھ میں انتقال کیا۔

حافظ محمد امین صاحب :

حافظ محمد امین صاحب نے اپنے والد جناب حافظ محمد سعید صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ اگرچہ زبان میں معمولی لکنت تھی، مگر اس لکنت پر قابو پا کر نہایت ہی صحیح تلفظ ادا کرتے، شربت فروشی کرتے، تراویح میں قرآن پاک سناتے رہے ۱۳۶۱ھ میں بعمر ۷۰ برس انتقال کیا۔

حافظ طلا محمد صاحب پشاور :

جناب حافظ محمد سعید صاحب مرحوم کے دوسرے فرزند حافظ طلا محمد صاحب نے بھی اپنے والد سے حفظ کیا۔ آپ جیّد حافظ تھے اکثر حفّاظ آپ کے پاس دَور کرتے تھے۔ مسجد خواجہ معروف صاحب کے نیچے تین در دو کانات میں قرآن مجید پڑھاتے ۔ آپ نے ہمیشہ قرآن پاک کا ناظرہ درس دیا۔ سینکڑوں شاگرد تھے، ہر وقت ۵۰، ۶۰ بچوں اور بچیوں کو قرآن پڑھاتے رہتے۔ بعمر ۶۵ برس ۱۳۶۶ھ میں انتقال کیا۔

حافظ محمد یعقوب صاحب :

حافظ محمد یعقوب صاحب ولد میاں سیّد محمد صدیق بھی جناب حافظ محمد سعید صاحب کے شاگرد تھے۔ اُن سے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ جیّد حافظ تھے، تراویح میں سناتے تھے اور بڑے محنتی تھے۔ ۶۰، ۶۵ برس کی عمر میں ۱۳۶۳ھ میں انتقال کیا۔

حاجی حافظ محمد سعید صاحب کے تیسرے فرزند جناب حافظ فدا محمد صاحب ہیں،

حافظ غلام قادر صاحب

اور

حافظ غلام سرور صاحب

حافظ غلام قادر صاحب (لگے خیلاں۔ علاقہ گنج) پشاور

علاقہ کریم پورہ میں جناب میاں عبدالغفار صاحب نسوار بیچا کرتے اور ساتھ ہی اپنی دُکان میں قرآن مجید بھی پڑھاتے تھے خود آپ حافظِ قرآن نہ تھے۔ مگر درس وسیع تھا۔ دو در کی دُکان طلبا۔ سے ہر وقت بھری رہتی۔ نہایت ہی صحیح خوان اور بڑے بابرکت تھے۔ ہزاروں لڑکوں اور لڑکیوں نے آپ سے قرآن مجید پڑھا، پچاس برس تک قرآنِ پاک پڑھایا۔ اسی برس کی عمر میں ۱۳۶۵ھ میں انتقال کیا۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت تھے۔ آپ نے باوجود حافظِ قرآن نہ ہونے کے قرآنِ مجید حفظ بھی کروایا۔ چنانچہ جناب حافظ غلام قادر صاحب ولد جناب حاجی غلام حیدر صاحب ساکن محلہ لگے خیلاں علاقہ گنج پشاور نے آپ ہی سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ جناب حافظ غلام قادر صاحب پشاور شہر کے تاجران نسوار میں سب سے بڑے تاجر ہیں۔ آپ نہایت ہی بلند اخلاق اور صاحبِ اوصافِ حمیدہ ہیں۔ تمام علاقہ میں آپ قابلِ احترام شخصیت

کے مالک گردانے جاتے ہیں۔ موصوف سادات کا بڑا ادب و احترام کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم پیر صاحب گولڑہ شریف سے بیعت ہیں۔ قرآن مجید بہت اچھا ضبط ہے۔ تراویح میں سُناتے ہیں۔ اِس وقت آپ کی عمر ۷۰ برس کے قریب ہوگی، بزرگانہ صورت و سیرت کے مالک ہیں، پشاور شہر کے سیاسی اور سماجی امور میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ علماء کے ساتھ محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

حافظ غلام سرور صاحب (محلہ شہداد۔ علاقہ کریم پورہ) **پشاور:**

جناب حافظ غلام سرور صاحب نے بھی میاں عبدالغفار صاحب (ناظرہ خواں) سے حفظ کیا۔ آپ جناب حافظ غلام قادر صاحب کے چچا زاد ہیں۔ آپ جیّد حافظ ہیں، ستر برس کے قریب عمر ہوگی۔

حافظ غلام رسولؒ صاحب شمس آبادی

اور

ان کے شاگرد

حافظ غلام رسول صاحب امام مسجد سنگِ مرمر پشاور

جناب حافظ غلام رسول صاحب مرحوم شمس آباد، حضرو، ضلع کیمبلپور کے رہنے والے تھے۔ ۲۰ برس کی عمر میں پشاور تشریف لائے ڈھکی شریف خاں علاقہ کریم پورہ میں پشاور کی ایک معزز ہستی جناب ناظر غلام احمد صاحب کے مکان میں درسِ قرآنِ حکیم قائم کیا۔ حفظ کرواتے اور بیک وقت ۵۰ کے قریب طلباء کو ناظرہ قرآن حکیم پڑھاتے پشاور کی مختلف مساجد میں امام رہے، بالآخر مسجد سنگِ مرمر بیٹا گل حسن بازار کلاں میں امام ہوئے، اور یہیں انتقال کیا، نہایت ہی متقی، پرہیزگار، خداترس، مستغنی، متواضع، منکسر المزاج اور مہمان نواز تھے۔ تقریباً پچاس برس تک شہر میں حفظِ قرآن کرواتے رہے۔ کئی افراد کو حفظ کروایا اور ناظرہ خواں شاگردوں کی تعداد تو ہزاروں تک جا پہنچتی ہے۔ علاقہ حضرو کے اکثر طلباء آپ کے پاس رہ کر حفظ کرتے رہے۔ آپ نے قرآن مجید پڑھانے کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی، کسی سے طمع یا لالچ نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر قرآن مجید کی خدمت کی۔ درویشانہ اور فقیرانہ زندگی

بسر کرتے تھے ۔ زہد و قناعت خاص وصف تھا ۔ نوّے ۹۰ برس کی عمر پا کر ۱۳۴۵ھ میں انتقال کیا

حافظ احمد دین صاحب :

حافظ احمد دین صاحب نے اپنے والد جناب حافظ غلام رسول صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا ۔ والد کی موجودگی میں بچوں کو ناظرہ پڑھاتے تھے ۔ والد کے انتقال کے بعد بھی یہی سلسلہ رہا ۔ جوانی کی عمر میں انتقال کیا ۔ آپ بہت ہی خوش الحان اور جید حافظ تھے ۔

حافظ عبدالکریم صاحب کوئٹہ :

جناب حافظ عبدالکریم صاحب ولد حافظ غلام غوث صاحب بن حافظ غلام صمدانی صاحب نے بھی جناب حافظ غلام رسول صاحب شمس آبادی سے حفظ کیا ۔ آپ جیّد حافظ ہیں ، سلسلہ چشتیہ میں گڑھی شریف کے حضرت صاحب سے بیعت ہیں ۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۵ برس کے لگ بھگ ہے ۔ کوئٹہ میں اسٹیشنری کی دکان کرتے ہیں ، سنا ہے کہ آپ پر فالج کا حملہ ہوا ہے ۔

حافظ سیّد احمد صاحب محلہ جھجھی ہٹہ :

حافظ سید احمد صاحب ولد حاجی فضل احمد صاحب المعروف کالا خان نے بھی جناب حافظ غلام رسول صاحب سے قرآن حفظ کیا ۔ آپ جیّد حافظ تھے ۔ صدیقی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور سلسلہ چشتیہ میں حضرت صاحب گھڑی شریف سے منسلک تھے ۔ ۸۰ برس کی عمر میں

اُستاذ الحفّاظ حافظ محمد بخش صاحبؒ

اور

ان کے شاگرد

حافظ محمد بخش صاحب امام مسجد جھنڈا بازار کریم پورہ پشاور

جناب حافظ محمد بخش صاحب کوچہ دھوبیاں جھنڈا بازار علاقہ کریم پورہ پشاور کی مسجد کے امام تھے اور جھنڈا بازار میں رہتے تھے۔ آپ جید حافظ تھے۔ آپ کی شہرت تمام ہندوستان ریاستوں، قبائلی علاقوں کابل، غزنی اور ہرات تک میں پھیلی ہوئی تھی۔ ان تمام علاقوں کے طلبا۔ آپ کے پاس حفظِ قرآن کے لئے آتے اور کامیاب و کامگار ہو کر اپنے اپنے وطن کو واپس لوٹتے۔ خود آپ نے چودہ برس کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کرنے کے بعد اٹھارہ برس کی عمر سے حفظ القرآن کا درس دینا شروع کر دیا اور تمام عمر اسی میں گذار دی۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے حفظ کیا۔ تقریباً ستر برس تک محض رضائے الٰہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو کلامِ الٰہی پڑھاتے رہے آپ طبعاً بڑے بے نیاز زاہد و قانع، خدا ترس اور متواضع تھے۔ اتباعِ سنت میں کمال درجے کا انہماک تھا، کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پہ تمام زندگی گذار دی۔ بیک وقت چالیس پچاس حفاظ کو حفظ کرواتے۔ ساٹھ ساٹھ ستر ستر

حافظ آپ کے گرد بیٹھ کر دَور کرتے ۔ یہ بات عام مشہور ہے کہ "جس حافظ نے بھی آپ کو قرآن سُنایا وہ صحیح خوان ہو گیا" آپ نے قرآن مجید کی اس علاقہ میں بغیر لالچ اور طمع کے بڑی خدمت سرانجام دی ۔ ایک سو دس برس کی عمر پا کر ۱۳۱۵ھ میں انتقال کیا ۔

حافظ غلام رسول صاحب المعروف حافظ کالا پشاور :

حافظ غلام رسولؒ ولد حافظ غلام حسین ساکن محلہ آسودت کریم پورہ پشاور نے جناب حافظ محمد بخش صاحب مرحوم سے قرآن پاک حفظ کیا ، آپ محلہ نصرت الاسلام ، علاقہ کریم پورہ کے رہنے والے تھے ۔ آپ نے دینی کتب پشاور شہر کے مختلف علماء کرام سے پڑھکر فراغت حاصل کی ، محلہ بازار کریم پورہ کی مسجد میں امام تھے ۔ آپ کی طبیعت اور مزاج میں اتنی عاجزی اور انکسار تھا کہ اگر کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو آپ فوراً بتا دیتے ، مگر ساتھ ہی فرماتے ۔ "جاؤ ، حضرت مولٰنا حافظ گل فقیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد میاں صاحب یا حضرت مولٰنا مولوی عبدالحکیم صاحب خطیب جامع مسجد قاسم علیخان صاحب قصہ خوانی سے بھی پوچھ لو ، آپ کا شمار پشاور کے چوٹی کے حفاظ میں ہوتا تھا ، نہایت ہی واضح ، صحیح اور اصولِ قرأت کے مطابق قرآن مجید پڑھتے تھے ، آپ کو قرآن مجید بہت اچھا ضبط تھا ۔ تراویح میں اپنی مسجد میں شبینہ کا انتظام کرتے اور ایک رات میں ختم قرآن کرتے ۔ اکابر علماء آپ کے پیچھے قرآن سُنتے اور لطف اندوز

ہوتے، اکثر حفاظ آپ کے پیچھے قرآنِ پاک سن کر اپنی غلطیوں کی اصلاح کرتے، اسی ۸۰، پچاسی ۸۵ برس کی عمر پائی اور ۱۳۵۸ھ میں انتقال کیا۔

حافظ فضل حق صاحب امام مسجد پشاور:

جناب حافظ حق صاحب ولد میاں فضل قادر صاحب نے حافظ غلام رسول صاحب المعروف "حافظ کالا" سے قرآن مجید چار برس کے عرصہ میں حفظ کیا۔ آپ کٹے زنیاں محلہ، علاقہ کریم پورہ کی مسجد کے امام ہیں۔ حافظ کالا صاحب سے درسی کتابیں بھی پڑھیں آپ حضرت خواجہ عبداللہ شاہ صاحب ساکن گھڑی شریف کے مرید ہیں۔ نہایت ہی درد و سوز کے مالک ہیں، بزرگ سیرت و بزرگ صورت ہیں، تراویح میں قرآن سناتے تھے، مگر اب بڑھاپے کی وجہ سے سنتے ہیں۔ سناتے نہیں۔ اس وقت ۶۵ برس کی عمر ہے

حافظ آغا سید حسین شاہ صاحب پشاور:

استاد الحفاظ جناب حافظ محمد بخش صاحب مرحوم کے شاگرد تھے۔ پشاور کے مختلف علماء سے علوم متداولہ کی کتابیں پڑھیں۔ مفتی سرحد مولینا مولوی عبدالحکیم صاحب پوپلزائی سے خصوصاً تفسیر و حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کو قرآن مجید بہت اچھا ضبط تھا۔ غیر منقسم ہندوستان کی ریاستوں اور بڑے بڑے شہروں میں تراویح میں قرآنِ پاک سناتے۔ وعظ بھی فرمایا کرتے۔ سیاسی اور سماجی امور میں دلچسپی رکھتے تھے۔ بعمر ۸۵ برس ۱۳۷۷ھ میں انتقال کیا۔

قاضی حافظ عبدالرب صاحب پشاور:

موصوف کے والد کا نام جناب میاں غلام صمدانی صاحب واعظ تھا۔ محلہ ملک شہداد، کریم پورہ پشاور میں سکونت رکھتے تھے۔ انھوں نے بھی جناب حافظ محمد بخش صاحب مرحوم سے قرآنِ پاک حفظ کیا۔ آپ کا گھرانہ حفاظ اور علما۔ کا گھرانہ تھا۔ موصوف خود پشاور شہر کی مرکزی جامع مسجد، موسوم بہ مسجد مہابت خاں کے امام تھے۔ ان کا خاندان پشاور میں " ترغلنے والے ملاں صاحب " کے نام سے مشہور ہے۔ آپ جیّد حافظ تھے۔ باقاعدہ تراویح میں سُناتے تھے متواضع، ملنسار اور منکسر المزاج تھے۔ گھڑی شریف کے حضرت صاحب سے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت تھے۔ ۸۲ برس کے سن کو پہنچ کر ۱۹۴۹ء میں فوت ہوئے۔

حافظ فضل قادر صاحب قادری (کوٹلہ رشید خاں، غلّہ گنج) پشاور:

آپ نے بھی جناب حافظ محمد بخش صاحب مرحوم سے قرآنِ پاک حفظ کیا۔ جیّد حافظ تھے، سلسلۂ قادریہ کی مشہور و معروف خانقاہ "شیر گڑھ شریف" کے صاحبِ سجادہ کی طرف سے صاحبِ مجاز خلیفہ تھے اور "خلیفہ شیر گڑھ" کے نام سے مشہور تھے، اپنے مشائخ کی خدمت کے لئے زندگی وقف کر رکھی تھی، نہایت ہی بزرگ صورت و بزرگ سیرت تھے۔ متقی، پرہیزگار اور فقیر منش۔ قرآن مجید تراویح میں سُناتے تھے۔ تقریباً سو برس کی عمر میں ۱۹۴۹ء میں انتقال کیا۔

حافظ حاجی فضل رازق صاحب :

جناب حافظ محمد بخش صاحب کے ایک اور شاگرد جناب حافظ حاجی فضل رازق صاحب ولد عبدالخالق صاحب ساکن محلہ ملک شہداد کریم پورہ پشاور تھے۔ آپ تاجر تھے۔ قرآن مجید اچھا یاد تھا۔ ۸۶ برس کی عمر میں اغلباً ۱۹۵۶ء میں انتقال کیا۔

حافظ محمد یونس صاحب :

حافظ محمد یونس صاحب نے اپنے والد جناب حاجی فضل رازق صاحب سے حفظ کیا۔ آپ تاجر ہیں اس وقت عمر ۳۹، ۴۰ برس کے لگ بھگ ہوگی۔

حافظ فضل الرحمان صاحب مرحوم :

حافظ فضل الرحمان صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد جناب حاجی فضل رازق صاحب سے حفظ کیا۔ آپ کو قرآن مجید بہت اچھا یاد تھا۔ تراویح میں سناتے تھے۔ کلاہ لنگی کی تجارت کرتے تھے، پچاس برس کی عمر میں ۱۹۶۰ء انتقال کیا۔

حافظ محمد یوسف صاحب :

حافظ محمد یوسف صاحب نے بھی اپنے والد جناب حافظ فضل رازق صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ آپ تاجر ہیں اس وقت آپ کی عمر ۴۵ برس کے قریب ہوگی۔

حافظ عبدالرحمٰن صاحب :

جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے بھی اپنے والد جناب حافظ فضل رازق صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ بھی تجارت کرتے ہیں اور اس وقت تقریباً ۴۸ برس کے قریب عمر ہو گی۔

حافظ محمد بخش صاحب پیزار فروش :

جناب حافظ محمد بخش صاحب المعروف "حافظ ہنی" نے بھی جناب حافظ محمد بخش صاحب (جھنڈا بازار) سے حفظ کیا۔ آپ جید حافظ تھے۔ سلسلۂ قادریہ میں آقا سید محمد شاہ صاحب سجادہ نشین سید حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ تراویح میں باقاعدہ سناتے تھے۔ ۸۵ برس کی عمر میں ۱۳۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

حافظ احمد گُل صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ احمد گل صاحب امام مسجد گورنمنٹ ہائی سکول نمبر۱ بیرون کچہری گیٹ پشاور

جناب حافظ احمد گل صاحب موضع میکی ڈھوک فتح خاں، جھنگ (پنجاب) کے رہنے والے تھے، انھوں نے اپنے علاقہ کے حفاظ سے قرآن مجید یاد کیا۔ ۲۵ برس کی عمر میں پشاور تشریف لائے، پشاور میں محلہ ڈھلان کوچہ سیٹھاں کی مسجد سیٹھیان میں آپ کو امام مقرر کیا گیا۔ آپ نے امامت کے ساتھ درسِ قرآن مجید بھی جاری کر دیا اس کے بعد آپ چھتی ہٹہ میں مسجد حافظ صادق صاحب مرحوم میں بمعہ اپنے درس کے منتقل ہو گئے، کافی عرصہ آپ نے اِس مسجد میں درس دیا۔ آپ ناظرہ بھی پڑھاتے رہے اور حفظ بھی کرواتے رہے اِس کے بعد پھر آپ آخری عمر میں گورنمنٹ ہائی سکول نمبرا بیرون کچہری گیٹ تشریف لے گئے۔ ۷۵ برس تک پشاور شہر میں بغیر کسی لالچ اور طمع کے صرف رضائے الٰہی کے لئے قرآن مجید پڑھاتے رہے۔ درویشانہ زندگی ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ گزاری سوائے قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے آپ کا اور کوئی کام نہ تھا گورنمنٹ ہائی سکول ۱ کی مسجد ہی میں ۱۳۵۶ھ میں انتقال کیا۔

حافظ عزیز احمد صاحب صدیقی :

جناب حافظ عزیز احمد صاحب صدیقی ولد حافظ سید احمد صاحب مرحوم صدیقی ساکن محلہ چھتی ہٹہ پشاور نے جناب حافظ احمد گل صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے قرآن مجید یاد کرنے کے بعد جناب حافظ علی احمد صاحب مکی مرحوم کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل کی، پانچ برس کے عرصہ میں آپ کو قرآن پاک بہت ہی اچھا ضبط ہو گیا۔ باقاعدہ تراویح میں سُناتے ہیں۔ آپ سلسلہ چشتیہ میں حضرت پیر طریقت خواجہ محمد اعظم شاہ صاحب چشتی گھڑی شریف کے مُرید ہیں۔ آپ اپنے مشائخ کی انتہائی تعظیم کرتے ہیں اور مخلصانہ عقیدت و محبت رکھنے میں ہمیشہ تراویح میں پہلا ختم قرآن گھڑی شریف میں کرتے ہیں۔ آپ پشاور کے مشہور صدیقی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ خشک میوہ جات کے تاجر ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۸ برس کے قریب ہے۔ قرآن مجید کا اندازِ تلاوت اور لہجہ بہت نفیس ہے۔

حافظ میاں خان محمد صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ میاں خان محمد صاحب بجوڑی کلاں پشاور

جناب حافظ میاں خان محمد صاحب پنجاب کے رہنے والے تھے۔ پشاور آنے پر بجوڑی کلاں میں "پیپل والی مسجد" میں امام ہوئے۔ آپ بہترین جیّد حافظ اور عالم دین تھے۔ ناظرہ قرآن پڑھاتے اور حفظ بھی کرواتے۔ بڑے بابرکت متقی پرہیزگار اور پابند عقائد اہل سنت وجماعت تھے۔ آپ کے وجود سے لوگوں کو بڑا فیض پہنچا۔ انتہائی زہد وقناعت کی زندگی بسر کی، بڑے بڑے اکابر علماء اور مشائخ کے لڑکوں نے آپ سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے۔ ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ اسّی ۸۰ برس کی عمر میں بمطابق ۱۳۱۸ھ انتقال کیا۔

حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد صاحب خطیب اعظم پشاور:

حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نے بھی جناب حافظ میاں خان محمد صاحب مرحوم سے قرآن پاک حفظ کیا۔ حضرت اُستاذِ مکرم صاحبزادہ صاحب کے والد کا اسم گرامی صاحبزادہ محمد عبدالقیوم

صاحب تھا۔ محلہ برٹھ علاقہ آسیا میں سکونت رکھتے تھے۔ موصوف کو شیخ الحدیث، رئیس الواعظین اور صدر المدرسین کے معزز القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ بارہ برس کی عمر میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس سے اگلے سال تراویح میں سنایا۔ علوم معقول و منقول کی تحصیل حضرت مولینا مولوی سید پیر علی شاہ سے کی۔ حدیث کی سند محدثِ جلیل حضرت مولینا مولوی محمد ایوب صاحب حنفی سے لی۔ فنِ تحریر میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ نے اپنے دولتخانہ کے سامنے اپنی مسجد میں "مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حنفیہ" قائم کر رکھا تھا۔ عصر سے مغرب تک حدیث شریف کا درس پڑھاتے اور مغرب سے عشا تک قرآن مجید کا درس ارشاد فرماتے۔ پشاور شہر کا ہر فرد آپ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا، آپ انتہائی متواضع، ملنسار، منکسر المزاج صاحبِ اخلاقِ حمیدہ اور کمال درجہ کے مہمان نواز تھے۔ سنہ ۱۳۰۱ھ ہجری میں تولد ہوئے اور رمضان المبارک کی چودھویں رات ۱۳۷۶ھ ہجری میں انتقال کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ ہر سال تراویح میں ڈھیری باغبانان میں قرآن مجید سناتے۔

حافظ جلال صاحب نابینا۔ علاقہ آسیا:

جناب حافظ جلال صاحب نے بھی جناب حافظ میاں خان محمد صاحب سے قرآنِ پاک حفظ کیا۔ آپ لوگوں کو قرآنِ پاک پڑھاتے تھے اور تمام عمر اسی پاکیزہ شغل میں لگے رہے۔ انتہائی غریبانہ اور

مسافرانہ زندگی بسر کی - بڑی بے نیاز اور خود دار طبیعت پائی تھی۔
۷۰ برس کے قریب سنہ ۱۲۷۰ھ میں انتقال کیا۔

حافظ میاں بادشاہ صاحب محلہ ملاں فصیح :

جناب حافظ میاں بادشاہ صاحب بھی جناب حافظ میاں خان محمد صاحب کے شاگرد تھے ۔موصوف پشاور شہر کے مشہور و معروف عالم دین حضرت علامہ اجل مولنا مولوی غلام جیلانی صاحب مرحوم المشہور " میاں صاحب آسیا " کے بھتیجے تھے ۔آپ کو بہت ہی اچھا قرآن مجید ضبط تھا ۔عین جوانی کے عالم میں ۳۰ برس کی عمر کو پہنچ کر اغلباً سنہ ۱۳۳۰ھ میں انتقال کیا۔

حافظ فضل احمد صاحب محلہ بجوڑی کلاں پشاور :

حافظ فضل احمد صاحب جناب حافظ میاں خان محمد صاحب کے فرزند تھے ۔ والد ہی سے قرآن مجید حفظ کیا اور جید حافظ ہوئے والد کی موجودگی میں اور ان کے بعد باقاعدہ درس حفظ القرآن جاری رکھا اور ناظرہ بھی پڑھاتے رہے ۔تقریباً پچاس برس تک درس دیا ۔متقی ، پرہیزگار اور یک سو تھے ، قرآن پڑھنے پڑھانے ہی سے شب و روز کام تھا ۔ اور اسی خدمت قرآن میں ساری زندگی گزاری ۸۰ برس کی عمر کو پہنچ کر سنہ ۱۳۶۳ھ میں انتقال کیا۔

حافظ عبداللطیف صاحب پشاور :

حافظ عبداللطیف صاحب جناب حافظ فضل احمد صاحب مرحوم

کے فرزند تھے۔ والد سے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ کو بہت اچھا قرآن مجید یاد تھا۔ مگر جوانی کے عالم میں ہی ۲۴ برس کی عمر میں ۱۳۵۷ھ میں انتقال کر گئے۔

حافظ عزیز احمد صاحب (محلہ برٹھ، علاقہ آسیا) پشاور:

حافظ عزیز احمد جان صاحب مرحوم نے جناب حافظ فضل احمد صاحب سے حفظ کیا۔ موصوف حضرت قبلہ محترم شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادہ تھے۔ بڑی نفاست سے قرآن مجید پڑھتے۔ جب کبھی درس شریف میں باآواز بلند تلاوت کرتے تو سڑک پر چلنے والے لوگ دم بخود کھڑے ہو جاتے اور ہندو، سکھ تک ٹھہر جاتے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحنِ داؤدی عطا فرمایا تھا۔ تراویح میں قرآن پاک باقاعدہ سناتے۔ ۱۳۶۳ھ میں بعمر ۵۰ برس فوت ہوئے۔

حافظ عبد اللطیف صاحب پشاور:

جناب حافظ عبد اللطیف صاحب ولد محمد نعیم صاحب ساکن محلہ ملاں فصیح، علاقہ آسیا نے بھی جناب حافظ فضل احمد صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ کو قرآن مجید بہت اچھا یاد ہے تراویح میں باقاعدہ سناتے ہیں۔ تلفظ بہت ہی خوب ہے۔ لہجہ بھی بہت اچھا ہے۔ ۴۵ برس کی عمر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سنت کی پابندی مرحمت فرمائے۔

حافظ شاہ جی صاحب

المشہور

"شاہ جی حافظ جی صاحب"

اور

ان کے شاگرد

حافظ شاہ جی صاحب امام مسجد پشاور

جناب حافظ المشہور "شاہ جی حافظ جی صاحب" پشاور کے قریب ایک گاؤں "وڈپگہ" سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس گاؤں کی تمام آبادی جو تقریباً اڑھائی سو مکانات پر مشتمل ہے، بخاری سادات کی ہے اور ان کے مورث اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب سید فتح شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار فیض آثار بھی وہاں موجود ہے۔ حضرت شاہ جی حافظ جی صاحب اسی خانوادہ کے ایک نامور عالم دین، مرد کامل اور حافظ قرآن فرد تھے۔ آپ نے پشاور آکر موچی پورہ میں قیام کیا اور مسجد "ڈھنڈ" کی امامت کی اور اسی مسجد میں حفظ قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ قابل ترین حافظ۔ بڑے بے پرواہ صاحب [illegible] اور بزرگانہ اخلاق کے مالک تھے۔

حافظ امر الٰہی صاحب چرم فروش:

جناب حافظ امر الٰہی صاحب نے جناب "شاہ جی حافظ جی صاحب" مرحوم سے قرآن حفظ کیا۔ آپ دھوڑی فروش تھے۔ بہت اچھے حافظ تھے، تراویح میں سناتے تھے۔ اسی برس کی عمر تھی۔

حافظ زمان شاہ صاحب (موچی پورہ) پشاور:

جناب حافظ زمان شاہ صاحب نے اپنے والد جناب "شاہ جی حافظ جی صاحب" سے حفظ کیا۔ آپ نے والد سے دینی کتابیں بھی پڑھیں، آپ جید حافظ تھے۔ آخری عمر تک تراویح میں سناتے رہے۔ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اسّی برس کی عمر میں بمطابق ۱۳۵۰ھ فوت ہوئے۔ آپ صاحبِ درس بھی تھے۔ والد کی جگہ باقاعدہ حفظ القرآن کا درس دیا۔

حافظ شجاع الدین صاحب پشاور:

جناب حافظ شجاع الدین صاحب نے اپنے والد جناب حافظ سیّد زمان شاہ صاحب سے حفظ کیا۔ اگرچہ آپ اچھے حافظ تھے۔ مگر مجذوب الحال جیسے تھے۔ پھر بھی بہت اچھے "سامع" تھے ۶۰ برس کی عمر میں ۱۳۵۰ھ میں انتقال کیا۔

حافظ عبدالکریم صاحب پشاور:

جناب حافظ عبدالکریم صاحب نے بھی جناب سیّد حافظ زمان شاہ صاحب سے قرآن حفظ کیا۔ آپ بہت اچھے حافظ ہیں تراویح میں سناتے ہیں۔ متبع سنّت ہیں۔ اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔ چرم (دھوڑی) فروش ہیں ۶۰ برس کے قریب عمر ہوگی۔

حافظ امیر بخش صاحب پشاور:

جناب حافظ امیر بخش صاحب ولد حافظ امر الٰہی صاحب نے

بھی جناب حافظ سیّد زمان شاہ صاحب سے قرآن حفظ کیا، بہت اچھے جیّد حافظ تھے۔ مگر عمر نے وفا نہ کی۔ ۳۰ برس کی عمر میں ۱۳۲۱ھ میں فوت ہوئے۔

حافظ علامُ الدّین صاحب پشاور:

جناب حافظ علامُ الدّین صاحب ولد سیّد حافظ زمان شاہ صاحب نے اپنے دادا جناب "شاہ جی حافظ جی صاحب" سے حفظ کیا۔ آپ بہت ہی جیّد حافظ تھے، شہر کے حافظ صاحبان آپ کے پاس حاضر ہو کر اپنے قرآن کی تصحیح کرواتے، حافظ غلام محمد صاحب یکہ توت والے بیان کرتے ہیں "کہ آپ قرآن مجید سُنتے وقت باریک سے باریک غلطی پر بھی پڑھنے والے کو مطلع کرتے" آپ کا لہجہ بہت ہی نفیس تھا؛ اکابر علماء تراویح میں آپ سے قرآن شریف سُنتے۔ حضرت قطبُ الاقطاب شیخ جنید صاحب پشاوری رحمۃُ اللہ علیہ کے مزار پہ رمضان مُبارک میں ۲۵ سے لے کر ۲۷ تک ختم قرآن کرتے ۱۳۸۱ھ میں ۶۰ برس کی عمر میں اپنی مسجد کے کنوئیں میں گر کر شہید ہو گئے۔

حافظ محمد یعقوب صاحبؒ

اور

ان کے شاگرد

حافظ محمد یعقوب صاحب ڈھکی شریف خان کریم پورہ پشاور

جناب حافظ محمد یعقوب صاحب آبائی حافظ تھے۔ آپ ڈھکی شریف خان کریم پورہ میں رہتے تھے، اپنے گھر پر ناظرہ اور حفظ القرآن کا درس دیتے۔ آپ کا درس بہت بڑا تھا۔ آپ سے عورتیں بھی پڑھتیں، پشاور شہر کا مشہور سیٹھی خاندان قرآن مجید کے حفظ اور پڑھنے میں آپ ہی کے درس کا خوشہ چیں تھا۔ آپ کی زندگی درویشانہ تھی، زہد و قناعت آپ کا طرۂ امتیاز تھا اور صبر و تحمل آپ کا شعار، پاس جو کچھ بھی ہوتا مہمان نوازی پر خرچ کر دیتے، آپ اپنے دور کے حفاظ میں اعلیٰ ترین حافظ شمار کیے جاتے تھے آپ کے سینکڑوں ناظرہ خوان شاگرد تھے۔ تقریباً پچاس برس تک درس دیا۔ ۷۵ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال کیا۔

حافظ غلام محبوب صاحب امام مسجد:

جناب حافظ غلام محبوب صاحب نے اپنے والد جناب حافظ محمد یعقوب صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، جناب مولوی حافظ شیر احمد صاحب اور اپنے والد سے علوم متداولہ کی تکمیل بھی کی، علم صرف و

نحو میں آپ علّامہ تھے۔ "شرحِ ملّا" زبانی یاد تھی، اسی طرح فصول اکبری ازبر تھی، دن رات مطالعہ کتب میں گزر جاتا، قرآن مجید کے جیّد حافظ تھے۔ آپ نے بھی والد کی طرح فقیرانہ زندگی بسر کی، درس پڑھاتے، محلہ نصرت الاسلام، علاقہ کریم پورہ کی مسجد کے امام تھے۔ حضرت قبلہ عالم پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے (نور اللہ مرقدہ) دست گرفتہ تھے۔ پشاور شہر کے شہرۂ آفاق سجادہ نشین الحاج آغا سیّد سکندر شاہ صاحب قادری چشتی کی صحبتِ بابرکت سے خوب فیض حاصل کیا، عموماً صرف و نحو پڑھاتے۔ قرآن پاک کی باریکیوں سے کَما حَقّہٗ واقف تھے۔ ۷۵ برس کی عمر میں ۱۹۴۰ء انتقال کیا۔ تراویح میں سناتے تھے۔ تمام عمر تجرد میں گزاری، حج بھی کیا۔

حافظ عبدالقیوم صاحبؒ بن حافظ محمد یعقوب صاحبؒ مرحوم:

جناب حافظ عبدالقیوم صاحب نے بھی اپنے والد حافظ محمد یعقوب صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ بہترین قاری اور حافظ تھے۔ آپ افغانستان تشریف لے گئے اور مزار شریف میں درس دیتے رہے۔ وہیں انتقال کیا۔

حافظ خان بہادر سیٹھی کریم بخش صاحب (محلہ سیٹھاں، پشاور):

خان بہادر سیٹھی کریم بخش صاحب مرحوم نے جناب حافظ محمد یعقوب صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ بخارا، چین، کوئٹہ اور ہندوستان

کے بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ کے والد کا نام حافظ حاجی الٰہی بخش صاحب تھا۔ آپ سات پشتوں سے مسلسل حافظ چلے آتے ہیں۔ آپ کو بہت ہی اعلیٰ قرآن مجید ضبط تھا۔ تراویح میں سناتے تھے۔ اور رمضان مبارک میں کئی ختم کرتے تھے۔ شہر کی جامع مسجد مہابت خان میں تراویح کے دوران دس دس پارے روزانہ سنایا کرتے تھے، آپ کو قرآن مجید سے بڑی محبت تھی۔ روزانہ ۱۵، ۲۰ حفاظ صبح آپ کے گھر ختم قرآن کرتے تھے، آپ علما، سادات اور حفاظ کی بڑی خدمت کرتے اور ان کا بڑا احترام و ادب کرتے۔ دینی امور میں آپ تمام تاجروں اور مالداروں سے زیادہ رقومات خرچ کرتے مساجد تعمیر کرنا، کنوئیں بنوانا، دریا پر پل بنانا، مدارس کی تعمیر پہ خرچ کرنا آپ کا خاص وصف تھا۔ اسلامیہ کالج پشاور کی تاریخی مسجد کے کل اخراجات آپ نے ہی اٹھائے۔ باڑہ پر نہایت ہی مضبوط اور تاریخی پل آپ نے تعمیر کی۔ بازار کلاں میں ٹھنڈے پانی کا کنواں آپ نے کھدوایا اور اس پر مضبوط چھت ڈال کر محفوظ کروایا۔ یکہ توت دروازے کے باہر مسجد اور ایک ایک مضبوط کنواں آپ نے تعمیر کیا، اور محلہ جٹاں میں "مدرسہ تعلیم القرآن" کی عالیشان عمارت آپ کی دینداری اور محبتِ اسلام پر گواہ ہے۔ اسی طرح کے سینکڑوں رفاہ عامہ کے کام محض رضائے الٰہی کے لئے آپ نے کئے۔

ماہ رمضان المبارک کے چاند کے دیکھنے کا اہتمام آپ نہایت

ہی احتیاط کے ساتھ بڑی بڑی رقم خرچ کر کے کرواتے۔ اِسی طرح عیدالفطر کا اہتمام بھی کرتے اور آپ ہی کی اطلاع پر رمضان ہوتا۔ اور عید بھی ہوتی۔ آپ کے گھر میں کوئی نوکر بے نمازی نہ ہوتا اور اگر آپ کو معلوم ہو جاتا تو نکال دیتے۔

چونکہ آپ پشاور کے لوگوں میں معززو محترم تھے اور عظیم تاجر بھی تھے، اس لئے فرنگی حکومت نے آپ کو "خان بہادر" کا خطاب بھی دیا۔

گیارہ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ بمطابق ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء میں بعمر ۶۹ برس انتقال کیا۔

مولینا مولوی حافظ شیر احمد صاحب

امام مسجد سیٹھیاں

محلہ ڈھلان

کریم پورہ

پشاور

حافظ مولوی شیر احمد صاحب کوچہ سیٹھیاں پشاور

جناب حافظ مولوی شیر احمد صاحب مسجد سیٹھیاں کے امام تھے۔ بہت ہی بلند پایہ عالم تھے۔ کتب متداولی کی تمام کتابوں کا درس دیتے۔ خاندان سیٹھیاں کے تمام افراد نے آپ سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ خان بہادر سیٹھی کریم بخش مرحوم نے بھی آپ ہی سے درس نظامی پڑھا۔ آپ سیاح تھے۔ کابل، ہرات، قندھار اور پھر چین تشریف لے گئے۔ وہاں پر شادیاں بھی کیں، آپ اصل حضرو چھچھ، ضلع کیمبلپور کے رہنے والے تھے۔ بالآخر پشاور آ کر مقیم ہو گئے۔ دین اسلام کی بڑی خدمت سرانجام دی۔ تقریباً سو برس کی عمر میں ۱۹۱۹ء میں انتقال کیا۔

حافظ میاں عبدالمالک صاحب

حافظ میاں محمد صادق صاحب

اور

حافظ میاں عبدالواحد صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ میاں عبدالمالک صاحبؒ (بحوڑی کلاں) پشاور

جناب حافظ عبدالمالک صاحب، جناب میاں نذر محمدؒ صاحب مرحوم کے فرزند تھے۔ یہ چھ بھائی تھے اور چھ کے چھ جیّد حافظ تھے۔

میاں حافظ عبدالمالک صاحب شہرۂ آفاق جیّد حافظ تھے۔ آپ کے شاگرد افغانستان تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ بحوڑی کلاں کی مسجد کے امام تھے اور اِسی مسجد میں اسّیؒ برس تک ناظرہ قرآن مجید پڑھاتے رہے اور حفظ بھی کرواتے رہے۔ اُمرائے کابل بھی آپ کی اس خدمتِ قرآن کی وجہ سے ان کا بڑا احترام کرتے چنانچہ والیٔ افغانستان غازی امان اللہ خاں صاحب مرحوم نے آپ کی اِسی دینی خدمت کو دیکھ کر ایک اعلیٰ ترین چغہ بطورِ تحفہ آپ کے لئے بھیجا تھا۔ آپ کا درس کافی وسیع تھا اور تمام ترطلباءؔ بیرونجات کے تھے۔ آپ کی عمر بھی کافی تھی دراز قد تھے۔ ۱۲۰برس کی عمر میں ۱۳۵۸ھ ہجری میں انتقال کیا۔ حافظ میاں عبدالمالک کو اسی مسجد میں دفن کیا گیا۔

حافظ میاں محمد صادق صاحب :

جناب حافظ میاں محمد صادق صاحب بھی میاں نذر محمد صاحب کے فرزند تھے، آپ جیّد حافظ تھے مسجد محلّہ سرد چاہ، سرآسیا میں امام تھے۔ اسی مسجد میں قرآن حکیم حفظ کرواتے۔ آپ بھی بھائی کی طرح دراز قد تھے۔ تراویح میں سناتے تھے۔ بہت واضح اور تیز پڑھتے تھے۔ کافی عرصہ درس دیا۔ آپ نے بعمر ۸۰ برس ۱۳۵۲ھ ہجری میں انتقال کیا۔

حافظ میاں عبدالواحد صاحب :

جناب حافظ میاں عبدالواحد صاحب بھی میاں نذر محمد صاحب کے تیسرے فرزند تھے۔ سرکی گیٹ کے قریب مسجد متو (کشمیری) کے امام تھے۔ آپ کا درس بہت وسیع تھا، قرآن پاک تراویح میں سناتے تھے۔ ۷۵ برس کی عمر پاکر ۱۳۶۰ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

حافظ غلام جیلانی نمک منڈی پشاور :

جناب حافظ غلام جیلانی ولد میاں محمد صاحب نے جناب حافظ میاں عبدالواحد صاحب سے حفظ کیا۔ آپ بہتوں میں حافظ تھے۔ درزی کا کام کرتے تھے۔ ۵۰ برس کی عمر میں (۱۳۵۸ھ) کلکتہ میں فوت ہوئے۔

حافظ سید محمدؒ صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ سید محمد صاحب امام وخطیب (جامع مسجد گنج علیخاں) پشاور

جناب حافظ سید محمد صاحب ولد حافظ غلام قادر صاحب آبائی حافظ اور عالم تھے۔ جامع مسجد گنج علی خاں پشاور میں امام وخطیب مقرر تھے۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار، عابد، زاہد اور تہجد خواں تھے۔ نہایت ہی بے پروا اور نڈر، اولیاء اللہ کو ماننے والے اور طریقہ اہل حق اہل سنت وجماعت کے پابند تھے۔ اسی مسجد میں معقول ومنقول کی کتابیں پڑھانے کے ساتھ ساتھ حفظ بھی کرواتے آپ محلہ مروی ہا میں رہتے تھے۔ بہت اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ۹۰ برس کی عمر میں ۱۹۳۷ء میں انتقال کیا۔

حافظ محمد شفیق صاحب نجار:

جناب حافظ محمد شفیق صاحب ولد حاجی میاں محمد صاحب ساکن مروی ہا نے جناب حافظ سید محمد صاحب مرحوم سے حفظ کیا، آپ بہت اچھے حافظ ہیں۔ اس وقت ۷۰ برس کی عمر ہوگی ۱۷ برس برس میں قرآن یاد کیا۔ ۵۵ برس تک تراویح میں سناتے رہے بہت ہی نیک بخت اور اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔ آپ نجاری کرتے تھے اور آج کل اپنے فرزند کی دکان پر گھی کا کام کرتے ہیں۔

حافظ مسجدی صاحب مرحوم

(المعروف)

حافظ مسیتی صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ مسجدی صاحب مرحوم محلہ اولیاء گنج پشاور

جناب حافظ مسجدی صاحب المعروف حافظ مسیتی صاحب جناب حافظ عبدالواحد صاحب (محلہ بارزقاں، علاقہ آسیا) کے شاگرد تھے۔ آپ قرآن پاک کے جیّد حافظ تھے۔ آپ کی عمر نوّے برس تھی۔ کم و بیش ۷۰ برس تک اپنے مکان واقع محلہ اولیاء گنج پشاور میں حفظ القرآن کا درس دیا۔ علاقہ گنج کے ہزارہا بچوں نے آپ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا اور بیسیوں نے حفظ کیا، آپ آنکھوں سے معذور تھے۔ بلند ہمت، صابر، قانع اور صاحب اخلاق کریمانہ تھے۔ ۱۹۲۸ء میں انتقال کیا۔

حافظ حبیب اللہ صاحب (محلہ ہودہ، علاقہ گنج) پشاور:

جناب حافظ حبیب اللہ صاحب المعروف حافظ بھولا صاحب نے جناب مسیتی صاحب نابینا سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ حافظ مسجدی صاحب المعروف حافظ مسیتی صاحب کے نامور اور سرفہرست شاگردوں میں سے تھے۔ پرہیزگاری، پاکبازی اور زہد و ورع کے مجسّمے تھے۔ اہالیانِ علاقہ گنج شاہد عادل ہیں کہ

آپ کی زبان فیض نشان پہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے اللہ ہی اللہ ہوتا۔ ساری زندگی علامہ اقبالؒ مرحوم کے اس شعر کا عملی نمونہ تھی۔

تابع حق دیدنش نادیدنش
خوردنش، نوشیدنش، خوابیدنش

آپ قالین اور قراقلی کی تجارت کرتے تھے۔ اپنے کاروباری معاملات میں راست گوئی، راست بازی، بے ریائی اور بے حرصی میں اسلاف کے بہترین علماء و صلحاء کا نمونہ تھے۔ ماہ رمضان المبارک میں دو، دو۔ تین تین مرتبہ تراویح میں قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ آواز بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی پُرکشش عطا فرمائی تھی۔ قرآن مجید کے ختم کے موقعہ پر مقتدیوں سے کچھ لینا تو درکنار خود اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے۔ پشاور اور کابل کے اکابر علماء اور اعاظم مجاہدین کی صحبتوں سے وافر فیض حاصل کیا۔ جن کے فیضانِ نظر سے آپ کی نگاہ بلند، عزم مضبوط، خصائل نیک اور خوفِ خدا سے بھرپور قلب نصیب ہوا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں صوبہ سرحد کے عظیم مجاہد، حضرت خواجہ نجم الدین صاحب المعروف ہڈہ ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ گویا آپ رئیس المجاہدین حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے۔ آپ نے چار مرتبہ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔

دسمبر ۱۹۵۵ء میں جناب حافظ الحاج بھولا صاحب کراچی میں فوت ہوئے اور وہیں میانی صاحب کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حافظ عبدالقیوم صاحب مرحوم (محلہ ہودہ گنج) پشاور:

جناب حافظ عبدالقیوم صاحب ولد جناب الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب المعروف حافظ بھولا صاحب نے بھی جناب حافظ مسیتی صاحب نابینا سے قرآن مجید حفظ کیا، یعنی والد اور فرزند دونوں ایک ہی اُستاد کے شاگرد تھے۔ آپ نہایت ہی پاکباز، انتہائی زاہد اور نیک خصلتوں کے مالک تھے۔ آپ جیّد حافظ تھے، قدرت کو یہی منظور تھا کہ عین جوانی کے عالم میں یعنی حیاتِ مستعار کی کل بیس بہاریں دیکھی تھیں کہ ۱۹۲۰ء میں اس عالمِ فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

آپ جناب حافظ بھولا صاحب کے بڑے لڑکے تھے۔

جناب حافظ بھولا صاحب کے منجھلے صاحبزادہ جناب حافظ کفایت اللہ صاحب ڈبل ایم اے اور سب سے چھوٹے فرزند جناب حافظ غلام رسول صاحب انجینئر ہوائی سروسز، جناب حافظ عبدالمجید صاحب کھیر والے (بازار کلاں) کے شاگرد ہیں۔ (ملاحظہ فرمایئے ان ہر دو برادران کا تذکرہ صفحہ ۸۹-۹۰ پر)۔

حافظ محمد صادق صاحب نوشاهی

اور

ان کے شاگرد

حافظ محمد صادق صاحب نوشاہی امام مسجد مچھی ہٹہ پشاور

جناب حافظ محمد صادق صاحب نوشاہی پشاور شہر کے نامی گرامی حافظ تھے۔ آپ نے حافظ عبد اللطیف صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ مچھی ہٹہ کی مسجد کے امام تھے، اور اسی مسجد میں ۵۵ برس تک ناظرہ قرآن پاک پڑھایا اور حفظ کروایا۔ آپ سلسلہ قادریہ کی ایک شاخ نوشاہی خانوادہ میں منسلک تھے۔ تمام عمر قرآن مجید پڑھاتے گذار دی۔ انتہائی مستغنی، قانع، صابر اور منکسر المزاج تھے شریعت مطہرہ پر جان فدا کرنے والے، ہر وقت یادِ الٰہی میں مستغرق سنّتِ نبوی کے پابند، اپنے مشائخ کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے والے اور عقائد حقہ، اہلِ سنّت و جماعت کے داعی تھے۔ آپ کا درس بڑا وسیع تھا۔ دن رات تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے ناظرہ پڑھا اور بیسیوں نے آپ سے قرآن مجید حفظ کیا۔ یہ بات بھی مشہور تھی کہ آپ جنات کے عامل تھے اور جن آپ سے قرآن شریف کا سبق پڑھتے۔ دیرینہ جنوں کے بیمار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے دم و تعویذات

سے شفا حاصل کرتے - آپ بہت ہی وسیع القلب اور وسیع النظر تھے - سلسلہ نوشاہیہ قادریہ کی اشاعت و ترویج میں خاصی دلچسپی لیتے تھے - شاگردوں پر انتہائی مہربان اور حد سے زیادہ شفیق تھے - آپ کے ان ہی اخلاقِ حمیدہ کی وجہ سے ہر ایک شہری آپ کی قدر کرتا تھا اور اب تک احترام و ادب کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا ہے - آپ نے پشاور میں ساٹھ برس تک قرآن مجید کی خدمت ، بے غرض ، بے لوث ، بغیر کسی طمع ، لالچ کے کی - ۱۳۳۸ھ میں انتقال کیا - آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضرت قطب الاقطاب ابو البرکات سید حسن بادشاہ صاحب قادری کے قبرستان میں دفن کیا جائے - چنانچہ آپ کو وہیں دفن کیا گیا -

حافظ غلام سرور صاحب صدیقی :

جناب حافظ غلام سرور صاحب صدیقی ولد میاں غلام قادر صاحب مرحوم نے بھی جناب حافظ محمد صادق صاحب مرحوم سے قرآن حفظ کیا - آپ کو قرآن مجید بہت اچھا ضبط تھا - آپ تراویح میں سناتے تھے - اکابر علماء آپ کے پیچھے قرآن مجید سماعت کرتے تھے - آپ نہایت ہی پابندِ سنتِ نبوی علیہ التحیۃ والثناء تھے - آپ کی قرأت اعلیٰ اور نفیس تھی - اعلیحضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے - بزرگانہ صورت اور اخلاق کے مالک تھے ۱۹۲۶ء

میں بعمر ۷۵ برس انتقال کیا۔

حافظ غلام احمد صاحب مرحوم :

جناب حافظ غلام احمد صاحب مرحوم نے بھی جناب حافظ محمد صادق صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کے والد جناب حاجی غلام جیلانی صاحب اسی مسجد کے متولی تھے۔ حافظ غلام احمد صاحب نے کئی بار تراویح میں قرآن سنایا۔ عین جوانی کے عالم میں بعمر ۳۰ برس ۱۹۰۶ء میں انتقال کیا۔

حافظ مولانا مولوی گل فقیر احمد صاحب قصہ خوانی پشاور :

جناب اُستاذِ مکرم حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامۂ عصر مولانا مولوی گل فقیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بھی جناب حافظ محمد صادق صاحب نوشاہی سے قرآن شریف حفظ کیا۔ آپ جیّد حافظ ہیں پشاور کے حفاظ اِس بات پر فخر محسوس کرتے تھے کہ تراویح میں آپ کو قرآن سناتے۔ کیونکہ آپ ان کو باریک سے باریک غلطی پہ آگاہ کرتے اور ان کی تصحیح ہو جاتی۔ آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اعلیٰحضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ سے صرف بیعت ہی نہیں کی بلکہ آپ کی صحبت میں رہ کر آپ کے فیوض و کمالاتِ علمی کے مظہر بنے۔ حضرت قبلۂ عالم نے آپ کو صاحب مجاز اور خلیفہ بنایا۔ موصوف نے ۵۰ برس تک پشاور شہر میں قرآن، حدیث، فقہ اور تصوّف کا درس دیا۔ پشاور شہر کے علماء میں آپ ہی کی

ذات برکات ہے جس نے ہر قسم کے سیاسی دھڑے بندیوں سے کُلّی طور پر الگ تھلگ رہ کر علم کی مشعل کو روشن رکھا۔ اب آپ کے فرزندان اسی طرح باپ کے نقشِ قدم پر چل کر درس تدریس میں مشغول ہیں۔ الحمدُللہ اس وقت آپ کی عمر ۸۲ برس ہے۔ آپ بہت کمزور ہیں۔[۱]

حافظ غلام حسین صاحب ولد رجب دین امام مسجد مچھی ہٹہ پشاور:

جناب حافظ غلام حسین صاحب ولد رجب دین مرحوم نے جناب حافظ محمد صادق صاحب نوشاہی سے قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۳۳۶ھ میں اپنے اُستاد کے انتقال کے بعد استاد کی مسجد میں امام مقرر ہوئے۔ جیّد حافظ تھے۔ درس بھی دیتے تھے۔ استاد کی طرح صاحبِ استقامت اور مستغنی قلب و دماغ کے مالک تھے۔ حضرت قبلہ پیر صاحب گھڑی شریف کے ساتھ سلسلہ چشتیہ کی نسبت رکھتے تھے۔ بڑے مرنجاں مرنج اور صاحبِ اخلاقِ حمیدہ تھے۔ ہمیشہ تراویح میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ ۶۵ برس کی عمر کو پہنچ کر ۱۳۵۷ھ میں انتقال کیا۔

حافظ مسیتی ولد رجب دین (بازار کلاں) پشاور:

جناب حافظ مسیتی صاحب نے بھی جناب حافظ محمد صادق صاحب

---

[۱] آپ کے تفصیلی حالات اس فقیر کی کتاب "تذکرہ علماء و مشائخ صوبہ سرحد" میں دیکھئے۔

سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ حافظ غلام حسین کے بھائی ہیں۔ ٹوپیاں فروخت کرتے تھے۔ جیّد حافظ تھے، تراویح میں سناتے تھے۔ یہ گھڑی شریف سے چشتی نسبت رکھتے تھے۔

۱۳۴۳ھ میں بعمر پچاس برس فوت ہوئے۔

حافظ آغا سیّد یعقوب شاہ صاحب (محلہ باقر شاہ) پشاور:

آپ کا نام حافظ سیّد یعقوب شاہ صاحب، والد کا اسمِ گرامی سیّد میر چراغ شاہ صاحب تھا۔ محلہ باقر شاہ علاقہ گنج میں اپنے آبائی مکان میں رہتے تھے۔

پشاور سے جنوب کی طرف دلہ زاک روڈ پر ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر موضع وڈپگہ میں حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شاہ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ جناب حافظ صاحب ان کی اولاد سے تھے۔

آپ نے حافظ محمد صادق صاحب سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ پندرہ پارے حفظ کر لئے تو حافظ محمد صادق صاحب کا انتقال ہو گیا۔ پھر جناب حافظ گوہر دین صاحب امام مسجد کابلی گیٹ سے قرآن مکمل حفظ کر لیا۔ آپ کو قرآن پاک بہت ہی اعلیٰ ضبط تھا۔ لہجہ بھی بہت خوب تھا پہلی بار قصہ خوانی کی مرکزی مسجد جس میں آپ کے استاذ امام تھے تراویح میں قرآنِ پاک ختم کیا اس کے بعد اپنے محلہ کی مسجد میں رمضان میں ختم کیا کرتے۔ ۷۱ برس کی عمر میں ۱۳۸۰ھ میں انتقال کیا۔

حافظ میر احمد صاحب صدیقی

(کوچہ آقا شفیع کریم پورہ پشاور)

جناب حافظ میر احمد صاحب صدیقی کوچہ آقا شفیع کریم پورہ پشاور

جناب حافظ میر احمد صاحب ولد پیر محمدؒ صاحب صدیقی، ساکن کوچہ آقا شفیع، علاقہ کریم پورہ پشاور، نہایت ہی متقی، پرہیزگار، جید حافظ اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے۔ نہایت ہی بزرگانہ نورانی چہرہ، تہجد خوان، اشراق اور اوّابین خواں، ایک منزل روزانہ قرآن مجید پڑھنے والے تھے۔ تیرہ برس کی عمر میں ۱۹۰۳ء میں پہلی بار قرآن شریف سُنایا۔ مسجد دلاور خاں اور قطب الاقطاب حضرت شیخ جنید صاحب پشاوری (بیرون لاہوری دروازہ) کے مزار پُرانوار پر کئی شبینہ ختم قرآن کئے۔ آپ کا معمول تھا کہ ہر روز ایک منزل قرآن کا ورد کر کے ہر جمعرات کی شام کو ختم قرآن کرتے اور تمام عمر یہی معمول رہا۔ دلائل الخیرات شریف کو کبھی قضا نہیں کیا۔ ۱۹۲۰ء میں سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نور اللہ مرقدہٗ کے دست گرفتہ ہوئے۔ آپ کا لہجہ بہت ہی دلپذیر تھا جس طرح آپ کا چہرہ سفید نورانی تھا، اسی طرح آپ کا قلب بھی اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز تھا، ایک لمحہ بھی یادِ الٰہی سے غفلت میں

نہیں گزرا - ۱۵ ر شوال ۱۳۸۲ھ بروز بدھ عین صبح صادق کے وقت وفات پائی - آپ کی عمر ۹۲ ر برس تھی -

آپ کے اُستاد کے متعلق کُلی طور پر وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا غالباً حافظ سرمست[1] صاحب سے قرآن پاک حفظ کیا -

---

---

[1] جناب حافظ سرمست صاحب بھیرہ کے رہنے والے تھے، بہت ہی بلند پایہ جید حافظ تھے - اکثر پشاور آتے تو مسجد دلاور خاں محلہ باقر شاہ میں ٹھہرتے تھے - جناب حافظ محمد عالم صاحب (جو کہ باقر شاہ میں رہتے تھے) سے آپ کے بہت اچھے مراسم تھے - یہاں پر تراویح میں مختلف مساجد میں قرآن سناتے تھے - بہت عمدہ پڑھتے تھے - ۱۰۰ برس کی عمر تھی - ۱۳۵۱ھ میں انتقال کیا -

حافظ فضل قادر صاحب چشتی

امام مسجد، مسجد چشتیہ، مسلم مینا ر بازار پشاور

حافظ فضل قادر صاحب چشتی امام مسجد مسلم مینا بازار پشاور

جناب حافظ فضل قادر صاحب نے حافظِ قرآن ہونے کے بجائے سلسلہ عالیہ چشتیہ تونسویہ گڑھی شریف کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے زیادہ شہرت پائی۔ آپ مسجد چشتیہ کے امام تھے۔ اسی مسجد میں قرآن مجید پڑھاتے، بڑے منکسر المزاج متواضع اور اپنے مشائخ وسادات کا انتہائی ادب واحترام کرنے والے تھے۔ اپنے مشائخ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے آدابِ محفل کا اپنی محفلوں میں انتہائی طور پہ فکر رکھتے اور ان آداب کو ملحوظِ خاطر رکھ کر محافل کا قیام کرتے۔ آپ سلسلہ چشتیہ میں جناب حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد اعظم شاہ صاحب ساکن گھڑی شریف (پنجاب) کے دستِ حق پرست پہ بیعت تھے۔ انہی سے آپ کو خلافت ملی۔ چونکہ وہ بڑے عالم وفاضل تھے۔ انہی سے خلیفہ صاحب نے تربیت حاصل کی، پشاور شہر میں آپ نے امامت اور درس قرآن مجید کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ چشتیہ تونسویہ کی اشاعت وترویج میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اپنے بزرگانِ کرام کے ختم کرنا، عرس کرنا، محفلیں

منعقد کرنا، اور سلسلہ پھیلانا آپ نے اپنے لئے فرض عین قرار دے رکھا تھا۔ بلکہ اپنی زندگی انہی امور کے لئے وقف کر رکھی تھی، اپنے شیخ کی محبّت اور عقیدت میں اتنے مستغرق تھے کہ اور سب کچھ بھول چکے تھے۔ بہت ہی بے پروا طبیعت کے مالک تھے مجلسِ سماع میں کسی بھی غیر پیر بھائی کو نہ چھوڑتے، اور اگر کوئی محفلِ سماع میں آدابِ مشائخ کو نظر انداز کرتا تو فوراً اسی وقت اس کو مجلس سے نکال دیتے۔ ہر ایک پیر بھائی اور اسی طرح ہر ایک شہری آپ کو عزّت و احترام کی نظر سے دیکھتا، آپ کی اسی بے غرضانہ اور بے لوث خدمت کی وجہ سے آپ پر اپنے شیخ کی خاص نظرِ عنایت تھی۔ نہایت صاف واضح اور دلکش لہجہ میں قرآن شریف تلاوت کرتے ہر سال تراویح میں قرآن مجید ختم کرتے۔ آپ کی عمر ۹۰ برس تھی۔ ۱۳۴۳ھ میں انتقال کیا۔ آپ کا انتقال پشاور میں ہوا۔ مگر اپنے شیخ کی محبّت آپ پر اتنی غالب ہوئی کہ آخر آپ کی لاش کو بھی اپنے شیخ کے قدموں میں پہنچا دیا۔ چنانچہ آپ کو گڑھی شریف میں اپنے مشائخ کے قبرستان میں دفنا دیا گیا۔ اور آپ کی جگہ آپ کے نواسے خلیفہ غلام احمد صاحب چشتی کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ انھوں نے بھی اپنی زندگی اپنے نانا صاحب کی طرح اپنے مشائخ کی خدمت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی اشاعت و ترویج کے لئے وقف کر رکھی ہے۔

جناب حافظ شہباز صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ شہباز صاحبؒ بارِ زقانؒ سر آسیا پشاور

جناب حافظ شہباز صاحب، حضرت علّامہ محدّث جلیل میاں صاحب آسیا، جناب مولینا مولوی غلام جیلانی صاحب کے ہمعصر تھے۔ گویا آپ کا زمانہ سنہ ۱۲۵۰ھ سے لے کر ۱۲۹۸ھ تک کا ہے۔ یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ کسی مجمع عام میں اگر مولینا صاحب غلام جیلانی مرحوم آپ کو کہتے کہ حافظ صاحب فلاں مقام سے تلاوت کیجئے اور امتحاناً کہتے کہ بسم اللہ شریف پر بھی فکر نہ کیجئے اور پڑھیئے تو آپ فوراً اسی مقام سے قرآن مجید شروع کر دیتے، گویا آپ کو قرآن پاک اِتنا اعلیٰ ضبط تھا۔

بڑے بڑے حفّاظ اور علما۔ آپ کے پیچھے تراویح میں قرآن پاک سُنتے تھے۔ آپ کا درس بہت وسیع تھا۔ دُور دُور سے حفظ القرآن کے طلباء آتے اور حفظ کر کے جاتے۔ اِسی طرح سینکڑوں ناظرہ خوانوں نے آپ سے قرآن پڑھا۔ غالباً آپ کی وفات سنہ ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ ہے۔

حافظ نور احمد صاحب المعروف حافظ مُشکی صاحب :

جناب حافظ نور احمد صاحب نے قرآن مجید اپنے والد جناب حافظ شہباز صاحب سے حفظ کیا۔ آپ جیّد حافظ تھے، تراویح میں کئی کئی ختم کرتے تھے۔ آپ بھی والد کی طرح صاحب درس تھے۔ آپ کے حفظ کا شہرہ دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ تراویح میں ہندوستان بھی جاکر سُناتے تھے۔ بہت ہی ملنسار اور خوش اخلاق تھے۔ ۷۰ برس کی عمر میں ۱۹۳۰ء میں انتقال کیا۔

حافظ فضل احمد صاحب سرآسیا :

جناب حافظ فضل احمد صاحب نے بھی اپنے والد جناب حافظ شہباز صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ بھی والد کی طرح جیّد حافظ تھے۔ تراویح میں سُناتے تھے۔ بڑے با اخلاق، متبع سنت اور راست گفتار تھے۔ پشاور کے معروف تاجر تھے۔ ستّر برس کی عمر میں ۱۹۲۵ء میں انتقال کیا۔

حافظ غلام جان صاحب المعروف دیوانہ حافظ صاحب :

جناب حافظ غلام جان صاحب نے بھی اپنے والد جناب حافظ شہباز صاحب سے قرآن مجید یاد کیا۔ آپ کو والد کی طرح قرآنِ پاک پر عبور تھا۔ بڑے بڑے جیّد حافظ آپ کے پیچھے قرآن سُنتے، مگر غلطی نہ پکڑ سکتے اور نہ آپ کو متشابہ ہوتا۔ آپ قرآنِ مجید حفظ بھی کرواتے۔ جناب حاجی نور الٰہی صاحب کہتے ہیں کہ حافظ صاحب

کہتے تھے کہ اگر گناہ کا ڈر نہ ہوتا تو میں والناس سے شروع کرکے فاتحہ پر ختم کرتا"۔ یعنی آپ کو اتنا قرآن مجید ضبط تھا، نیز قرآن شریف کی تمام باریکیوں سے واقف تھے۔ قرآن مجید آپ کا ورد تھا۔ اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، لیٹے آپ کی زبان پر قرآن ہی جاری تھا۔ اس لئے آپ "دیوانہ حافظ" کے نام سے موسوم تھے آپ کو قرآن کا یہی شوق مکہ مکرمہ لے گیا، وہاں پر درس دیا اور ۱۹۲۰ء میں فوت ہوئے۔

حافظ چھوٹا صاحب سر آسیا پشاور :

جناب حافظ چھوٹا صاحب نے اپنے والد جناب حافظ شہباز صاحب سے حفظ کیا۔ چونکہ آپ حافظ شہباز صاحب کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ تھے۔ اس لئے اسی نام سے مشہور ہوئے۔ آپ بھی تراویح میں سناتے تھے اور جید حافظ تھے۔ستر برس کی عمر میں ۱۹۳۶ء میں فوت ہوئے۔

حافظ غلام سرور صاحب سر آسیا پشاور :

حافظ غلام سرور صاحب ولد حافظ فضل احمد صاحب مرحوم نے بھی اپنے دادا جناب حافظ شہباز صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ جید حافظ تھے، تراویح میں باقاعدہ سناتے تھے۔ بزرگ سیرت و بزرگ صورت تھے۔ بعمر ۶۰ برس ۱۹۳۷ء میں انتقال کیا۔

حافظ فضل الٰہی صاحب سرآسیا پشاور :

جناب حافظ فضل الٰہی صاحب ولد حافظ فضل احمد صاحب نے بھی اپنے والد اور دادا صاحبان سے قرآن حفظ کیا۔ لہجہ بہت ہی نفیس اور قرآن مجید بہت اچھا ضبط تھا۔ متبعِ سنّت، ملنسار اور منکسر المزاج تھے۔ ۵۰ برس کی عمر میں سنہ ۱۹۲۰ء میں انتقال کیا۔

حافظ غلام غوث صاحب سرآسیا پشاور :

جناب حافظ غلام غوث صاحب ولد حافظ غلام سرور صاحب نے اپنے والد سے قرآن حفظ کیا۔ آپ بہت اچھے تاجر ہیں تجارت کے سلسلہ میں (بھارت) کلکتہ میں مقیم ہیں۔ آپ جیّد حافظ ہیں تراویح میں سناتے ہیں۔

حافظ عبدالکریم صاحب بارزقاں سرآسیا پشاور :

جناب حافظ عبدالکریم صاحب ولد صاحب خان مرحوم نے بھی جناب حافظ شہباز صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا، اپنے اُستاذ کی طرح آپ کو قرآن مجید پر خاصا عبور تھا۔ بارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور چودہ برس کی عمر میں تراویح میں سنایا اور پھر باقاعدہ سناتے رہے۔ پشاور کے اکابر مشائخ اور علماء آپ کے پیچھے قرآن سماع کرتے، چنانچہ قطبِ وقت شیخ المشائخ حضرت آقا سیّد پیر جان صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ سیّد حسن بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکان واقعہ محلہ تکیہ توت

میں آپ سے کئی بار تراویح میں قرآن مجید سُنا ۔ اپنے ہمعصر حفّاظ میں آپ کا شمار چوٹی کے حفّاظ میں ہوتا تھا ۔ انتہائی متبع سنت ملنسار، متواضع اور سخی تھے ۔ پشاور کے معروف تاجر تھے، آپ کی عمر سو برس تھی ۔ اور تمام عمر قرآن مجید ورد رہا ۔ آپ کو بیوی بھی حافظہ نصیب ہوئی ۔ ۳۰ مئی ۱۹۵۸ء کو انتقال کیا ۔

حافظ فقیر حسینؒ صاحب

(ساکن محلہ مُلّاں فضل علاقہ گنج پشاور)

حافظ فقیر حسینؒ صاحب محلّہ مُلاں فضل علاقہ گنج پشاور

حافظ فقیر حسینؒ صاحب ولد محمد یوسف صاحب ساکن محلّہ مُلاں فضل علاقہ گنج پشاور نے اہلِ شیعہ کے مشہور عالم و حافظ کفایت حسینؒ صاحب فاضل مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے قرآن شریف حفظ کیا، سنہ ۱۹۳۰ء سے لے کر سنہ ۱۹۳۲ء تک کے عرصہ میں پشاور میں یاد کیا اور پھر جناب حضرت عدیل اختر صاحب سے ضبط کیا۔ اور مجتہد عدیل اختر صاحب سے درسی کتابیں (شیعہ) بھی پڑھیں بہت اچھے اخلاق رکھتے ہیں۔ اس وقت ۴۸ برس عمر ہوگی۔ فوج میں ملازم ہیں۔ پشاور شہر میں اہل شیعہ میں صرف یہی ایک حافظ ہیں۔

حافظ مولینا مولوی محمد رمضان صاحب محدث

(اہلِ حدیث)

کوٹلہ فیلباناں، پشاور شہر

حافظ محمد رمضان صاحب (اہل حدیث) کوٹلہ فیلباناں پشاور

حافظ محمد رمضان صاحب نے ہندوستان میں قرآن مجید حفظ کیا اور ہندوستان ہی میں تکمیلِ علوم اسلامیہ کی۔ آپ جید حافظ تھے اور آپ کی قرأت میں بڑا سوز تھا۔ آپ مسلکاً اہلِ حدیث تھے علمِ حدیث میں آپ اکابر محدثین کی صف میں شمار ہوتے تھے ہندوستان کے بڑے بڑے علماء آپ کے شاگرد تھے۔ آپ باقاعدہ تراویح میں قرآن سناتے۔ انتہائی نفیس لہجہ میں قرآن مجید قرأت کے ساتھ تلاوت کرتے جس طرح دیگر علوم متداولہ کا درس دیتے۔ اسی طرح قرآن مجید کا درس بھی دیتے تھے۔ آپ سے کافی افراد نے ناظرہ پڑھا اور حفظ بھی کیا۔ جس طرح علماء میں آپ چوٹی کے عالم دین سمجھے جاتے۔ اسی طرح حفاظ میں بھی آپ چوٹی کے حافظ تھے۔ عموماً آپ اہلِ حدیث کی مسجد میں تراویح میں پڑھتے، بڑے بااخلاق منکسر المزاج اور متواضع تھے، باوجود اہلِ حدیث ہونے کے ہر ایک مسلک کا فرد آپ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا۔ آپ کبھی بھی نزاعی مسائل میں نہیں اُلجھے۔ اسی برس کی عمر میں ۱۹۴۳ء ۱۳۶۲ھ

میں انتقال کیا۔

حافظ عبدالرحمٰن صاحب (کوٹلہ فیلبانان) پشاور :

جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے اپنے والد جناب حافظ محمد رمضان صاحب مرحوم سے قرآن مجید حفظ کیا۔ ترجمۂ قرآن، "بلوغ المرام" (حدیث شریف کی کتاب ہے) اور دیگر کتابیں بھی اپنے والد سے پڑھیں آپ کپڑے کے تاجر ہیں۔ قرآن مجید بہت اچھا ضبط ہے۔ لہجہ بھی خوب ہے۔ تراویح میں سُناتے ہیں بہت ہی اچھے اخلاق کے حامل ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۸ برس کی ہے۔

حافظ محمد گل صاحب

اور

ان کے شاگرد

حافظ محمد گل صاحب ریتی علاقہ کریم پورہ پشاور

حافظ محمد گل صاحب ولد عبدالرحیم صاحب ریتی کی مسجد میں امام تھے، اور وثیقہ نویسی بھی کرتے تھے۔ آپ حافظِ قرآن ہونے کے علاوہ ایک بلند پایہ عالم بھی تھے۔ حضرت علامہ استاذ الاساتذہ سیّد پیر علی شاہ صاحب ڈھکی نعلبندی پشاور سے فقہ، اصول فقہ اور صرف و نحو کی تکمیل کی۔ حضرت علامہ محققِ وقت فریگانہ مولینا مولوی میاں نصیر احمد صاحب، المعروف "قصہ خوانی میاں صاحب" سے علم معقول و منقول تفسیر وغیرہ کی تکمیل کی۔ جناب محدث جلیل حضرت میاں غلام جیلانی صاحب المعروف میاں آسیلے سے بھی علم ہیئت، منطق اور فلسفہ و دیگر کتب پڑھیں، نیز سند حدیث محدثِ عظیم فقیہہ عصر حضرت مولینا مولوی محمد ایوب صاحب حنفی خطیب مسجد سنگِ مرمر بساطِ گل حسن پشاور سے حاصل کی۔

مولوی حافظ فضل حق صاحب امام مسجد گلے زیاں بیان کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے "میں نے ہر فن کے علماء سے علم حاصل کیا ہے علوم متداولہ سے فراغت حاصل کر کے مسند تدریس پر بیٹھے، آپ

ہر فن کی کتابیں پڑھاتے اور تدریس کے ساتھ ساتھ آپ حفظ القرآن بھی کرواتے۔ پشاور شہر کے مشہور عالم دین اور مبلغ اسلام جناب سیٹھی عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کے شاگرد تھے۔ آپ کی عمر ستر برس تھی ب ۱۹۳۳ء میں انتقال کیا۔

حافظ خان بہادر حاجی کرم الٰہی صاحب سیٹھی آنریری مجسٹریٹ:

خان بہادر حافظ حاجی کرم الٰہی صاحب سیٹھی نے جناب محمد گل صاحب سے قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ جیّد حافظ تھے اور نہایت ہی "تیز خوان" تھے۔ ایک گھنٹہ میں چھ پارے پڑھ لیتے تھے۔ باوجود اتنی جلدی پڑھنے کے تلفظ صحیح اور درست ہوتا ہے۔ رات تراویح میں اکثر ختم کرتے۔ بڑے ہمدرد خلائق اور با اخلاق تھے۔ آپ کو "خان بہادر" کا خطاب فرنگی گورنمنٹ نے دے رکھا تھا، اور آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ پشاور کے لوگ آپ کو احترام کی نظر سے دیکھتے۔ آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ محلہ خویشگی نزد گھنٹہ گھر رہتے تھے۔ بعمر ۷۵ برس ۱۹۴۷ء میں انتقال کیا۔

حافظ محمد عمر صاحب

حافظ محمد عمر صاحب

مولینا حافظ محمد عمر صاحب مہتمم مدرسہ حفظ القرآن والتجوید پشاور:

آپ کا اسم محمد عمر صاحب، والد کا نام ثمر صاحب ہے۔ آپ اصلی ریاست صوات موضع ڈھیری کے رہنے والے ہیں مگر کافی عرصہ سے پشاور میں مقیم ہیں اور حفظِ قرآن کروانے میں مصروف ہیں۔ اس وقت جامع مسجد کچہری ہا کے امام و خطیب ہیں۔

آپ نے قرآنِ پاک قاری عبدالرشید[1] صاحب سے حفظ کیا اور قرأت کی تکمیل بھی انھیں سے کی اور دورۂ قرآنِ پاک حافظ علی احمد[2] صاحب امام مسجد قصہ خوانی سے کیا۔

سنہ ۱۹۶۱ء میں آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، وہاں پر دوبارہ استاذی القراء قاری نعمان صاحب سے قرأت اور تجوید کی تکمیل کی۔

سوات میں مختلف علماء سے درسِ نظامی سے فراغت حاصل کرکے پشاور شہر میں مدرسہ تعلیم القرآن والسنہ، سرکی گیٹ میں مولینا مولوی عبدالرؤف[3] صاحب داربنگوی سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔

---

[1] قاری عبدالرشید اسی مسجد کے امام تھے۔ انھوں نے موسیٰ شریف میں قرأت اور تجوید کی تکمیل کی تھی، مدینہ منورہ گئے اور وہیں انتقال ہوا۔

[2] دیکھو آپ کا تذکرہ (۳) دیکھو تذکرہ علماء و مشائخ جلد دوم۔

ایک برس تک دارالعلوم سرحد بیرون دروازہ بازرقان پشاور
میں ایک برس تک شعبۂ حفظ و تجوید میں مدرس رہے۔
۱۹۵۲ء میں جامع مسجد کچہری ہا میں مستقل امام وخطیب مقرر کئے
گئے۔ آپ نے ۶ ر دسمبر ۱۹۶۳ء میں اسی مسجد میں مدرسہ "حفظ القرآن
والتجوید" کی بنیاد رکھی، اس مدرسہ کی سرپرستی میاں عزیزالرحمٰن صاحب
سوداگر لوہا پل پختہ پشاور کرتے ہیں۔ اس مدرسہ میں ایک مدرس حافظ
عبدالرحمٰن صاحب المعروف "حسن گھڑی حافظ جی صاحب" بھی ہیں
حافظ محمد عمر صاحب حفظ کے ساتھ قرأت اور تجوید بھی پڑھاتے
ہیں۔ تقریباً پچیس طلباء اس وقت آپ کے زیرِ تربیت ہیں۔
۱۳۸۲ء میں الاحکام فی تجوید القرآن نامی رسالہ بھی علم
قرأت پر لکھ کر شائع کیا جو کہ عربی میں ہے۔ اس رسالہ کے متعلق آپ
لکھتے ہیں "چونکہ بندہ فقیر کو ۱۹۶۱ء میں مکہ مکرمہ جانے کا شرف
حاصل ہوا، اور وہاں پر قرأت کی متعدد کتابوں کے مطالعہ کا موقع
ملا۔ لہذا بندہ نے ان سے اخذ کر کے اس رسالہ کو ترتیب دیا"۔
ایک دو سطر چل کر آگے لکھتے ہیں۔ "اس رسالہ کی امتیازی صفت
یہ بھی ہے کہ اسمیں صفات اور مدات کی لغوی اور اصطلاحی
معانی واضح کی گئی ہے"۔ آپ انتہائی ملنسار، متواضع، منکسرمزاج
صاحب اخلاق حمیدہ ہیں۔
آپ عقائد میں اہل سنت وجماعت حنفی ہیں۔ اس وقت آپ
کی عمر اڑتیس ۳۸ برس ہے۔

حافظ عبدالرحمن صاحب

ساکن حسن گڑھی

حافظ عبدالرحمٰن صاحب ساکن حسن گڑھی

حافظ عبدالرحمٰن صاحب المعروف "حسن گڑھی حافظ جی صاحب":

آپ کا نام عبدالرحمٰن صاحب والد کا نام مولانا مولوی عبدالصمد صاحب دادا کا نام مولینا مولوی حمید گل صاحب تھا۔ حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے سید افضل صاحب۔ تیرو۱ی بالا سے قرآن مجید حفظ کیا۔ سید افضل صاحب نے مندرہ۲ خیل حافظ جی صاحب سے قرآن شریف یاد کیا تھا موضع ازاخیل یہی ٹاؤن کے قریب ایک گاؤں ہے۔ اس میں ایک بڑا بزرگ گھرانہ قرآن مجید کے حفاظ کا آباد تھا جن کے ہزاروں اور سینکڑوں شاگرد تھے۔ مندرہ خیل حافظ جی صاحب نے ان ازاخیل حافظ جی صاحب سے قرآن پاک حفظ کیا تھا اور ان کا سلسلہ استاذی جناب باباجی صاحب پھندو رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ جنھوں نے عرب کے حافظوں سے حفظ کیا تھا۔

عبدالرحمٰن صاحب نے چودہ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ

۱؎ پشاور شہر سے جنوب کی طرف اڑھائی میل کے فاصلے پر یہ گاؤں ہے۔

۲؎ مندرہ خیل پشاور سے جنوب کی طرف چار میل پر واقع ہے۔

۳؎ موضع حسن گڑھی پشاور شہر سے جنوب کی طرف ڈیڑھ میل پر واقع ہے۔

کر دیا اور اپنے گاؤں حسن گڑھی میں درس دینا پندرہ برس کی عمر میں ہی
شروع کر دیا۔ چنانچہ آج تک وہ درس قائم ہے جبکہ اس وقت
آپ کی عمر ۵۱ برس ہے، یعنی ۳۶ برس سے آپ حفظِ قرآن کے
درس میں مشغول ہیں۔ آپ کے درس میں مستقلاً ۱۵ طلباء رہتے ہیں
ان کا کھانا پینا، کپڑے اور رہائش کی تمام ذمہ داری آپ کے سپرد ہے
پشاور کی مسجد گنج علی خاں مدرسہ تعلیم القرآن میں ڈیڑھ برس تک آپ
نے درس دیا۔ اس کے بعد اب دو برس سے مدرسہ تجویدالقرآن جامع
مسجد کچھری ہا میں قرآن پاک حفظ کروا رہے ہیں۔ نہایت ہی جید حافظ
ہیں۔ رمضان شریف میں اکثر تین تین راتوں میں ختم شریف تراویح میں
کرتے ہیں اور وقت ملے تو شبینہ بھی کرتے ہیں۔ اکثر پشاور کے مقامی
علماء آپ سے تراویح میں قرآن سنتے ہیں، لہجہ بہت ہی اچھا ہے
ادائے تلفظ نہایت ہی خوبصورت ہے۔ ضبط قرآن اعلیٰ درجے
کا ہے۔ حافظانِ پشاور میں آپ کے تقویٰ پرہیز گاری اور بے نفسی
کی وجہ بہت عزت و احترام ہے۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد ہیں
اور ان میں ایسے بھی ہیں جو صاحبِ درس ہیں، حضرت علامہ مولینا
محمد شریف صاحب کے فرزند حافظ محمد صدیق صاحب تیراؤ،
حافظ قائم شاہ صاحب ولد مغفور شاہ صاحب تیراؤ، حافظ
محبوب شاہ صاحب ناصر پور۔ حافظ فضل الرزاق صاحب سوات
وغیرہ وغیرہ غرضیکہ آپ کے شاگردوں کا سلسلہ کافی پھیلا ہوا ہے

حافظ عبدالحمید صاحب نقشبندی

حافظ عبدالحمید صاحب نقشبندی

آپ کا اسم گرامی حافظ عبدالحمید، والد کا نام قاضی وارث علی مرحوم تھا۔ قریشی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کے حفظ کرنے کا شوق آپ کو مڈل کا امتحان پاس کر لینے کے بعد دامن گیر ہُوا۔ چنانچہ آپ نے حافظ احمد دین چشتی وزیر آبادی سے حفظ کیا جو مشہور و معروف اُستاد الحفّاظ تھے اور ان کا ضبطِ قرآن مجید اس حقیقت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بازارِ کلاں وزیر آباد ہی اپنی دُکان میں صندوق چوبی بناتے جاتے اور تلاوت کرتے رہتے۔ ہر روز ایک قرآنِ مجید کا ختم کر لیا کرتے اور پھر شاگردوں کو بھی باقاعدہ درس دیتے رہتے۔ نیز آپ وقت کے مشہور و معروف مشائخ ہیں اور آپ کی بیعت پیر سیّد غلام حیدر شاہ صاحب جلال پوری سے ہے جو کہ قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب مرحوم گولڑوی کے پیر بھائی تھے۔ دو سال میں آپ نے اِن سے حفظِ قرآن مجید کیا۔ ہاں ایک بات قابلِ ذکر ہے۔ ان کے پہلے استاد یہی حافظ احمد دین چشتی صاحب اب بھی زندہ ہیں، عمر ۹۹ سال ہے کوچہ چشتیاں

لاہور میں اپنے بیٹے کے پاس رہتے ہیں اور اس عمر میں بھی ایک ختم اپنے سلسلے کے بھائیوں کو محلہ چشتیاں کی مسجد میں تقریب رمضان شریف سنایا کرتے ہیں۔ ان کا بیٹا محمد امین جو کہ پاکستان بننے کے بعد لاہور کا پہلا ڈپٹی کمشنر بنا تھا وہ بھی ریٹائر ہو چکا ہے اس کے بعد آپ نے قرآن شریف کا دَور حافظ محمد رمضان حنفی نقشبندی سیالکوٹی کے ساتھ کیا۔ دو سال میں ان سے دور کر کے پورا عبور اور مکمل ضبطِ کلام باری حاصل کر لیا۔ یہ وُہ بزرگ ہیں جن کو مولانا عبدالحکیم صاحب کچی مسجد سیالکوٹ والوں نے بدرالحفاظ کا خطاب دیا تھا۔ تجوید کی کتابیں آپ نے قاری غلام محی الدین قصوری سے پڑھیں جو کہ ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۲۲ء تک مزار داتا گنج بخش صاحب مرحوم لاہور پہ درس تجوید قرآن حکیم دیا کرتے تھے یہ ایسے مشہور و معروف قاری تھے کہ سات طرزوں پر قرآنِ حکیم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

چونکہ اس زمانہ میں سندات کی اِس قدر ترویج نہ تھی اس لئے آپ نے پشاور قاری عبدالسلام بخاروی سے دور کر کے سندِ تجوید حاصل کی۔

آپ نے قرآنِ مجید کا پہلا ختم شریف ضلع ہزارہ میں کیا۔ یہ مسجد باسم مسجد کنڈی متصل دریائے سرن موضع بفہ میں واقع ہے اور اس ختم میں دیگر علماء ہزارہ کے علاوہ مولوی غلام غوث ہزاروی بھی شامل تھے جو کہ اسی وقت دیو بند سے فارغ التحصیل ہو کر آئے

تھے۔ دوسرا ختم مسجد متصل ٹریننگ کالج ملتان میں کیا۔ جس میں ٹریننگ کالج کے تمام طلباء بمعہ اسٹاف اور پرنسپل مولانا مولوی محمد ابراہیم شامل تھے۔ تیسرا ختم بچوں کی ایک مسجد متصل گورنمنٹ ہائی سکول بنوں میں کیا۔ اس کے بعد ایک ختم بمقام صوابی ضلع مردان میں دو راتوں کے اندر کیا۔ جس میں ضلع مردان کے مشہور حفاظ و علماء شامل تھے۔

پشاور میں آپ نے ہر رمضان مبارک میں اوسطاً پانچ ختم کیے اور تقریباً ہر ایک محلہ کی ایک ایک مسجد میں عرصہ تیس سال میں آپ کے ختموں کی یاد باقی ہے

ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب آپ کی تبدیلی بیلا رام آریہ ہیڈ ماسٹر کی شکایت پر پشاور سے چارسدہ ہوگئی، تو آپ ہر روز سائیکل پر وہاں جاتے اور سائیکل پر واپس آجاتے۔ ۲½ سال کے عرصہ میں ایک رات بھی چارسدہ میں قیام نہ کیا۔ بلکہ ۱۲ میل سائیکل پر جاتے ۱۵ سیپارے پڑھ لیتے اور باقی پندرہ واپسی پر پڑھ لیتے اور اِس طرح ایک ختم اپنے استاذ حافظ احمد دین چشتی کی طرح ہر روز کر لیا کرتے، اور طرفہ یہ کہ ایک دن بھی ناغہ نہ ہُوا۔

آخری ختم جو ماہِ رمضان کے ہر ماہ کی آخری تاریخوں میں دو راتوں میں کیا کرتے اس کے لئے وڈیگہ کی مسجد سیداں زیارت سخی شاہ سلطان اٹک اور زیارت شیخ سری سقطی گندھروی کے مقامات کے ساکنین گواہ ہیں۔

عرصہ تک سیّد حسن بادشاہ بیرون یکہ توت پشاور اور مسجد مولانا مولوی گُل فقیر صاحب مرحوم قصّہ خوانی میں سُناتے رہے۔ زیارت حضرت سرکار پیراں شاہ پشاوری میں ہمیشہ سات راتوں میں اور مسجد مولانا گُل فقیر صاحب قصّہ خوانی میں گیارہ راتوں میں ختم کیا کرتے۔ باقی ختم کوئی پانچ راتوں میں، کوئی تین راتوں میں کوئی دو اور کوئی ایک رات میں کرتے۔ جب راتیں بڑھ جاتیں تو اکثر سرما میں ایک ایک رات کا ختم ہُوا کرتا۔ اس کے لئے اہالیان دُور و دراز گواہ ہیں۔ الغرض پشاور میں ان کے ختموں کا چرچا اس طرح ہوتا جس طرح حافظ علم دین۔ حافظ دراز اور حافظ سرمد کا تھا۔ گو اِن کا دَور بعد کا تھا اور وہ پہلے وفات پا چکے۔ مگر حافظ علم دین ان کے ہمعصر تھے، جو ابھی وفات پا گئے ہیں۔ اب بھی ساڑھے اکاسٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید کی تلاوت اسی طرح کرتے ہیں جیسے کہ عالمِ شباب میں کیا کرتے تھے۔

خواتین حافظات

پشاور شہر

مسماۃ حافظہ یاقوت سلطان بنت حضرت میاں صاحب قصہ خوانی پشاور

جنابہ حافظہ یاقوت سلطان صاحبہ جناب حضرت علامہ محدث جلیل فقیہہ عصر، عالمِ علوم تصوف، صدر المدرسین، امام الواعظین، مولینا مولوی میاں نصیر احمد صاحب المعروف "میاں صاحب قصہ خوانی" رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر ہیں۔ انھوں نے اپنے بھائی حضرت سند المحدثین، استاذ الاساتذہ علامۂ عصر مولینا مولوی حافظ گل فقیر احمد صاحب سے دو تہائی حصہ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور باقی قرآن مجید اپنے دوسرے بھائی حضرت حافظ مولینا مولوی گل نذیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے حفظ کیا، آپ کا گھر علم و فضل شریعت و طریقت اور حفظِ قرآن کا مرکز ہے۔ تقریباً ۵۰ برس سے آپ اپنے مکان واقع مروی ہا پشاور میں قرآن مجید کا درس دیتی ہیں سینکڑوں لڑکیاں آپ کی شاگرد ہیں۔ تہجد خواں، عابدہ، زاہدہ اور عصمت و عفت کا نمونہ ہیں۔ پشاور کے معزز گھرانوں کی عورتیں اور لڑکیاں آپ سے قرآن مجید پڑھتی ہیں جس طرح آپ کے والد گرامی منزلت اور برادران ذوی الاحترام نے دین اسلام اور قوم کی

بے لوث اور بے غرض خدمت کی اور کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپ نے بھی قرآن مجید کی خدمت کے لئے زندگی وقف کر رکھی ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ستر برس کے قریب ہے۔ درس اسی طرح پڑھا رہی ہیں۔

حافظہ محبوب صاحبہ بنت حافظ زین العابدین صاحب :

جنابہ حافظہ محبوب صاحبہ بنت جناب حافظ زین العابدین صاحب عطار نے اپنے والد صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، آپ کو بہت ہی اچھا قرآن مجید ضبط تھا۔ پشاور شہر کے قالین کے مشہور تاجر حاجی سید احمد صاحب ولد حاجی فضل احمد صاحب کی والدہ ہیں۔ آپ محلہ شیخ الاسلام علاقہ گنج پشاور میں رہتی تھیں۔ تقریباً ۸۰ اور سو کے درمیان روزانہ لڑکیوں کو آپ پڑھاتیں، اور یہ سلسلہ درس ۵۰ برس تک رہا۔ آپ نہایت نیک بخت، متقیہ، زاہدہ اور عابدہ تھیں۔ ۹۰ برس کی عمر میں ۳۰ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ کو وفات پائی۔

اُمّت الرسول بنت مولوی شیر احمد صاحب :

جنابہ اُمّت الرسول صاحبہ بنت مولوی شیر احمد صاحب مرحوم نے اپنے نانا جناب حافظ محمد یعقوب صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا، اور جناب حافظ غلام محبوب صاحب سے (جو آپ کے ماما تھے) دَور کر کے ضبط کیا۔ آپ کو قرآن مجید بہت ہی اچھا یاد ہے موصوفہ محمد یوسف صاحب مرحوم ساکن محلہ مغرب خان پشاور کی بیوہ ہیں۔ آپ تمام محلہ اور علاقہ کی لڑکیوں کو پڑھاتی ہیں۔ بڑی دیندار

صفات کی حامل ہیں۔ عابدہ، زاہدہ اور بڑی پرہیزگار ہیں۔ اس وقت ۶۸ برس کے قریب عمر ہے۔ آپ کے دونوں فرزند محمد ایوب اور عبداللطیف بھی حافظ ہیں۔

حافظہ رابعہ بی بی صاحبہ بنت حافظ محمد عتیق صاحب مرحوم:

جنابہ حافظہ رابعہ بی بی صاحبہ نے اپنے والدِ محترم جناب حافظ محمد عتیق صاحب امام مسجد محلہ خویشگی نزد گھنٹہ گھر پشاور سے قرآن مجید حفظ کیا۔ یہ محترمہ آنکھوں سے معذور تھیں۔ آپ جیّد حافظہ تھیں، جب آپ کے والد اکثر طلباء کو قرآن مجید کا سبق پڑھا دیتے تو یہ بی بی صاحبہ ان شاگردوں کے ساتھ دَور کر کے قرآن پاک یاد کروا دیتیں، اور بعض حفّاظ کو تو آپ ہی نے تمام قرآن مجید حفظ کروایا۔ نیک بخت پاک باز، باہمت اور متقیہ بی بی تھیں۔ ۱۳۶۲ھ میں انتقال کیا۔

زوجہ مولانا مولوی میاں محمد صاحب امام مسجد:

آپ مفتی حافظ محمد یوسف صاحب مرحوم کی والدہ ہیں۔ آپ جیّد حافظہ تھیں سیٹھی اور سادات کے خانوادوں کی تمام لڑکیاں آپ سے قرآن مجید پڑھتی تھیں، دن رات پڑھانے ہی گزر جاتا تھا۔ بہت ہی بلند اخلاق کی مالکہ تھیں۔ ہزاروں کی تعداد میں عورتوں اور لڑکیوں نے آپ سے قرآن مجید پڑھا۔ آپ بہت ہی خوش الحان تھیں۔ ۸۵ برس کی عمر میں ۱۳۷۲ھ میں انتقال کیا۔ عبادت کو آپ پر فخر تھا، شرم و حیا کو آپ پر ناز تھا۔ آپ کے دونوں بیٹے[۱] عالم و

---

[۱] حافظ مولوی محمد یوسف صاحب اور حافظ مولوی محمد حسین صاحب

فاضل اور حافظانِ قرآن تھے۔

حافظہ سارہ بی بنت حافظ فضل احمد صاحب:

جنابہ حافظہ سارہ بی بنت جناب حافظ فضل احمد صاحب مرحوم ولد جناب حافظ شہباز صاحب مرحوم نے اپنے گھر میں ہی اپنے والد اور دادا سے قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کا تمام گھرانہ ہی حافظوں کا گھر تھا۔ آپ کی شادی بھی ایک ایسے شخص سے ہوئی جو قرآن مجید کا بہت ہی جیّد حافظ تھا۔ یعنی جناب حافظ عبدالکریم صاحب ولد صاحب خان تاجر، ساکن بازار زرقان پشاور۔

جنابہ حافظہ سارہ بی صاحبہ نے تمام عمر قرآن مجید پڑھایا۔ علاقہ سرآسیا کے اکثر و بیشتر گھرانوں کی سینکڑوں لڑکیوں نے آپ سے قرآن مجید پڑھا۔ ہر وقت آپ کے پاس ۵۰ سے لے کر ۷۰ تک قرآن خواں لڑکیاں اور بچے ہوتے۔ آپ کے فرزند جناب حاجی نور الٰہی صاحب تاجر میوہ جات بیان کرتے ہیں کہ "حافظہ صاحبہ اپنے گھر کا کام کاج بھی کرتی رہتیں اور ساتھ ساتھ قرآن شریف کا درس بھی دیتی رہتیں۔ نہایت ہی حیادار، پابند صوم و صلوٰۃ، انتہائی سخی اور مہمان نواز بی بی تھیں۔ آپ کا گھر باقاعدہ درس القرآن کا مدرسہ تھا۔ ۶۰ برس کی عمر میں سنہ ۱۹۵۴ء میں انتقال کیا۔